للناس لعلہم یتذکرون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ والمنۃ کہ دریں ایام فرخندہ فرجام نسخہ متبرکہ

مسمّٰی بہ

انوار تیراہی

معروف بہ

گلزار نوری

مؤلفہ خاکسار خادم اہل اللہ محمد عادل شاہ عفی عنہ
خلف حضرت خواجہ دین محمد نقشبندی سجادہ نشین

سنہ ۱۹۱۰ء

در مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ
بار اول ۱۰۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا و مولینا والہ واصحابہ وعترتہ اجمعین۔

اما بعدہ جمیع برادران سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ادام اللہ برکاتہم کی خدمت بابرکت میں عرض ہے کہ فقیر سراپا گناہ و تقصیر اجی رحمۃ رب الغفور خادم اہل اللہ المدعو بہ محمد عادل شاہ عفی اللہ عنہ بن حضرت خواجہ دینا محمد سجادہ نشین حضرت خواجہ نور محمد المشہور بہ باباجیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ تیراہی قدس اللہ سرہما۔

چونکہ کمترین خوشہ چین عتبہ بوس اہل اللہ اپنے تئیں لایق ترتیب کتاب حضرات مشائخ نقشبندیہ نہیں سمجھتا۔ مگر اپنے خاندان کے بڑوں اور چھوٹوں نے تقاضے سے مجبور کیا کہ آپ نے بہت سے حالات سے اور بچشم خود دیکھے ہوئے ہیں اس لیئے ضرور جملہ خاندان کے حالات قلمبند کریں۔ تاکہ آئندہ خاندان کے لیے ایک سند کامل بن جاوے۔ مکرمیم سید صاحب حافظ سید جماعت علیشاہ صاحب و مولینا مولوی مفتی علامہ مصطفےٰ صاحب امرتسری و مولوی عبد السلام صاحب واعظ و امام مسجد محمد جان امرتسر و جمیع یاران طریقت و خصوصاً ذیل خصوصاً مکرمی ام میاں محمد الدین و میاں خیر الدین و سید گلاب شاہ صاحب و مولوی عبد اللہ صاحب ضلع لائل پور چک نمبر ۲۲۶ و مولوی عبد العزیز صاحب لاہوری و مولوی محمد عظیم صاحب فیروزپوری مدرس وغیرہم اس امر خیر پر مجبور کرکے معتبر ہوئے مگر یہ کتاب مسمےٰ بہ

انوار تیراہی المشہور بہ گلزار نوری

جو نہایت متبرک نسخہ ہے ضرور طبع ہونا چاہیئے۔ چونکہ نیاز مند کو حضرت والدم بزرگوار و حضرات صاحبکلان کی زندگی میں اس امر پر مجبور کیا گیا تھا اس لیئے یہ مسودہ دونوں حضرات کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اور حضرات صاحبان نے بڑی تحقیق اور غور سے اس مسودہ کو ملاحظہ کرکے صاف فرمایا۔ چونکہ بعض حالات اس کے التوا میں حایل ہوتے رہے اس لیئے بحکم کل امر مرہون باوقاتہا اس ناچیز پر یہ کو حضرت صوفیائے کرام کے پیش کرنے سے قاصر رہا جہاں تک ہو سکا سماعی باتوں کو جو بعض جہلا اکثر بے بنیاد گھڑ لیتے ہیں ان کو نظر انداز کیا گیا صرف وہی امورات جن کی سند حضرت والد صاحب یا کسی اور بزرگ خاندان سے ملی اس متبرکہ ہذا میں درج کیئے گئے من گھڑت اور فروعی باتوں سے پورے طور پر پرہیز کیا گیا ہے چونکہ میں اہل زبان نہیں ہوں اور اردو میری مادری زبان نہیں ہے

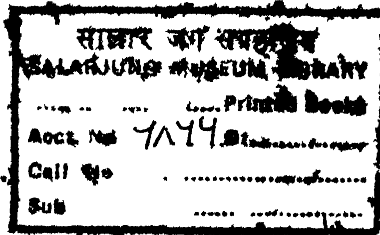
اسلئے

اگر کہیں کوئی عبارت بے ربطی پائی جاوے یا کوئی لفظ مروج اردو کے خلاف ہو تو اس سے درگذر کیا جاوے کیونکہ میرا مقصود صرف حالات بزرگان خاندان لکھنے سے ہے نہ کہ عبارت آرائی سے۔

وما توفیقی الا باللہ

اور حق سبحانہ کی جناب میں بکمال تضرع عجز دعا ہے کہ اس تحریر کو جو صرف ابتغاء لوجہ اللہ تعالیٰ اس کے صدیقین اور محبوبین کے حالات میں اس عاجز سے تسوید میں آئی ہے مقبول فرماکر میری مغفرت کا وسیلہ و باعث ترقی اذواق ناظرین فرماوے۔

عمر باقی ہے خدایا جو مری تھوڑی سی — **آمین یارب العالمین** — زندہ ہے کہ اسیطرح محبت میں تیرے



بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده و نصلیه

مناجات

یا من یجیب دعاء المضطر فی الظلم — یا کاشف الضر والبلوی مع السقم
قد نام وفدی حول البیت وانتبهوا — وانت یا حیّ یا قیّوم لم تنم
ادعوک ربی ومولائی ومستندی — فارحم بکائی بحق البیت والحرم
انت الغفور فجد لی منک مغفرة — واعف عنّی یا ذا الجود والنّعم
ان کان عفوک لا یرجوه ذو جرم — فمن یجود علی العاصین بالکرم

ایضاً

الا ایها المامول فی کل شدة — الیک شکوت الضر فارحم شکایتی
الا یا رجائی انت کاشف کربتی — فهب لی ذنوبی کلها واقض حاجتی
فزادی قلیل ما اراه مبلغی — علی الزاد ابکی ام لبعد مسافتی
اتیت باعمال قباح ردیّة — وما فی الوری خلق جنی کجنایتی

شجرہ نسب

حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی خواجہ شیخ احمد فاروقی سرہندی ابن شیخ عبدالاحد بن شیخ زین العابدین بن شیخ عبدالحی بن حضرت شیخ محمد بن حضرت شیخ حبیب اللہ ابن حضرت شیخ رفیع الدین بانی شہر بن حضرت خواجہ نورالدین بن حضرت شیخ سلیمان ابن حضرت خواجہ محمد یوسف بن حضرت خواجہ محمد اسحاق بن حضرت شیخ عبداللہ بن حضرت شیخ شعیب ابن حضرت احمد بن حضرت یوسف بن حضرت فرخ شاہ کابلی بن حضرت نصیرالدین۔ ابن حضرت محمد سلیمان بن حضرت محمد مسعود بن حضرت عبداللہ الواعظ الاصغر بن حضرت عبیداللہ الواعظ الاکبر بن حضرت ابو الفتح بن حضرت محمد اسحاق بن حضرت ابراہیم ابن حضرت نصیرالدین بن حضرت عبداللہ بن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بن الخطاب

شجرہ نسب مؤلف

محمد عادل شاہ بن خواجہ دین محمد المعروف بحضرت ملا صاحب سجادہ نشین بن حضرت خواجہ نور محمد بن حضرت فیض اللہ صاحب بن حضرت خان محمد ابن حضرت علی محمد۔ بن حضرت شیخ سلیمان۔ بن حضرت شیخ سلطان۔ بن حضرت شیخ الاسلام بن حضرت شیخ عبدالرسول بن حضرت شیخ عبدالحی بن حضرت شیخ حبیب اللہ بن حضرت شیخ رفیع الدین ابن حضرت نورالدین بن حضرت نصیرالدین بن حضرت شیخ سلیمان بن حضرت یوسف بن محمد اسحاق ابن حضرت عبداللہ بن حضرت شعیب بن حضرت احمد بن حضرت یوسف بن حضرت محمد فرخ شاہ شہاب الدین کابلی بن حضرت نصیرالدین بن حضرت محمد مسعود بن شیخ سلیمان بن شیخ مولی بن شیخ پٹھان بن حضرت محمد مسعود بن حضرت عبداللہ الواعظ الاصغر بن حضرت الواعظ الاکبر بن حضرت اسحق بن حضرت ابراہیم۔ بن حضرت سیدنا نصیرالدین بن عبداللہ رضی اللہ الخطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ... بنت رضی اللہ عنہا آئی تھی جس کے بطن سے حضرت نصیرالدین رضی اللہ عنہ تولد ہوئے تھے

ذکر حضرت حافظ شاہ جمال اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اجازت بیعت ہر چہاردہ خانوادہ کہ جو چہاردہ طریقے سے مشہور اور معروف ہیں خاندان سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت مجدد صاحب امام ربانی غوث صمدانی خواجہ شیخ احمد فاروقی سے لیکر تا حال حضرت جناب باباجیو صاحب کی اولاد اور خلفائے ہیں سے بھی بعض مستفیض ہیں۔ خصوصاً طریقہ صدیقیہ۔ نقشبندیہ اور قادریہ۔ سہروردیہ۔ چشتیہ سے تو اب تک اجازت حاصل ہے۔ اسلئے جو حضرات علیہم الرضوان کہ حضرت سید شاہ جمال اللہ سے پہلے ہوئے ہیں اُنکے حالات متذکرہ کتاب حالات مشائخ نقشبندیہ میں طبع ہو چکے ہیں۔ دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں اب صرف خواجہ سید حافظ شاہ جمال اللہ صاحب کے حالات سے ابتدا کرتا ہوں۔ السعی منی والاتمام من اللہ

حضرت خواجہ سید شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ آپ سید آل رسول تھے اور حافظ حاجی سید جمال اللہ صاحب کے نام سے مشہور ہے۔ آپ مادرزاد ولی تھے اور بظاہر علوم درسیہ میں اعلیٰ درجہ کی تعلیم رکھتے تھے اپنے عصر میں فضائل و کرامات میں آپکا وجود مبارک آپ ہی نظیر تھا۔ آپکے فیضان سے ہر ایک کو فیض الٰہی سے حصہ تھا آپکے خلفاؤں میں سے چند خلفائے معظم کے نام جو مجھکو یاد ہیں لکھدیتا ہوں) سید محمد عیسیٰ۔ ملا شیر جان تیراہی سید ملاں آمان تیراہی۔ شاہ درگاہی صاحب غزنوی۔ وارث خان بنارسی۔ سید محی الدین تیراہی +

حضرت سید شاہ جمال اللہ صاحب کو اکثر اتفاق سفر شہر رامپور شریف کا ہوا کرتا تھا۔ جب شہر دہلی سے عازم رامپور شریف ہوتے تھے تو آپ اپنے خلفاؤں کو ہمراہ لایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب آپ کا اتفاق سیر رامپور شریف ہوا تو آپ اپنے یاروں سے کہنے لگے کہ آج ہمارا دل چاہتا ہے کہ احمد شاہ بادشاہ کے قلعہ اور باغ کو دیکھیں مگر پہلے چاہئے اپنے اوراد و نوافل سے فارغ ہو جاویں تاکہ فراغت سے سیر باغ اور قلعہ کیا جاوے حاضرین نے عرض کی کہ اگر ارادہ سیر ہے تو بیشک پہلے ہم کو اپنے وظائف و اذکار معمولہ سے فراغت حاصل کرنی چاہئے۔ آپنے فرمایا کہ ہاں سب اپنے اپنے معمولات و وظائف سے فراغت حاصل کرو۔ چنانچہ دن کا کچھ حصہ گذرا ہوگا کہ سب فارغ ہو کر آپکی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ آپ اپنے ہمراہ حاضرین کو لیکر سیر کو روانہ ہوئے۔ جب باغ کی سیر سے فراغت حاصل کرکے قلعہ شاہی کے پاس پہنچے اُسوقت حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب بملازمت رسالداری تعینات تھے اور اپنے کام میں مصروف تھے۔ اور قلعہ کی دیوار پر کھڑے تھے جسوقت حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب کی نظر مبارک حضرت شاہ جمال اللہ صاحب کیطرف ہوئی آپ نے متحیر ہو کر شاہ صاحب کیطرف دیکھا اور فی الفور دیوار سے اُتر کر حضرت شاہ جمال اللہ صاحب کے قدم مبارک میں گرے اور ایسی حالت طاری ہوئی کہ دو تین گھنٹے تک آپکے ہوش و حواس درست نہیں رہے۔ بلکہ بعد دو تین گھنٹے کے آپ کو ہوش آئی۔ اور اضطراری سے تسکین ہوئی

کیطرح رہتا ہوں اور میرے ساتھ دوسری بیوی ہے وہ بھی ایک اور جگہ میں فروکش ہے پہلی بیوی بھی مجھکو شناخت نہیں کرسکتی۔ اب تک وہ غیر محرم سمجھتی ہے۔ حضرت مولوی شیر محمد صاحب نے سب لوگونکو کہا کہ تمہاری غلطی ہے یہ حضرت خواجہ صاحب حضرت محمد فیض اللہ صاحب ہیں اُنکی طرف سے بدظنی کو دور کرنا چاہئے۔ مجھ کو ایک عرصہ آپکے والد صاحب کیخدمت میں تعلیم علم حاصل کرنے کا اتفاق رہا۔ اور کئی کتابوں میں میرے ساتھ حضرت محمد فیض اللہ صاحبؒ ہم سبق رہے اس وقت سب لوگوں میں اطمینان اور تصدیق حاصل ہوا۔ آپ بخیر اُسی روز اپنی پہلی بیوی صاحبہ کے گھر میں تشریف لے گئے۔ چند روز تو آپ کی لڑکی جو پہلی بیوی سے تھی پردہ کرتی رہی۔ آخر باہم حسن اتفاق اور خوش گذرانے کے دن پونچے۔ اور خوشی کے دن گذرنے لگے۔

نقل ہے۔ کہ آپ ہر سال واسطے زیارت حضرت خواجہ محمد عیسےٰ صاحب بمقام موضع چودہ شترلف جو کہ مضافات ملتان شریف میں واقع ہے جایا کرتے تھے ایک مرتبہ آپ بروقت ملاقات بیمار ہوگئے اور طاقت رفتار آپ کے وجود سے جاتی رہی۔ جب احباب طریقت کو وقت ملاقات آپہنچا تو سب نے حاضر ہو کر عرض کی کہ حضرت ہم تو آپ کی انتظاریٔ صحت پر قریب ایک ماہ گذار چکے۔ اب چونکہ وقت ملاقات نہایت قریب پہنچا۔ آپ اس بارہ میں کیا فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ میرے وجود میں طاقت سفر کی نہیں۔ میری طرف سے آپ کو اجازت ہے اِلا میری طرف سے آپ کو ایک دو باتیں قابل یادداشت ہیں۔ اوّل جب آپ حضرت خواجہ محمد عیسےٰ رحمۃ اللہ علیہ کیخدمت میں پونچیں تو میری طرف سے دست بستہ عرض کریں کہ آپ کا غلام محمد فیض اللہؒ آپکا دیدار دیکھنا چاہتا ہے۔ للہ محروم نہ فرمایا جاوے ؎

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے ۔۔۔ کسے ز بیکسیٔ ما نمے برد خبرے

بیری باد صباء عرض عبودیت ماء ۔۔۔ بجناب کہ ز ہجرش بالم موصولم

بعد ازاں گو کہ دعا گوئی شما میگوید ۔۔۔ گرچہ دوریم ز خدمت بخدا مجبوریم

دویم۔ جب آپ واپس تشریف لاویں تو حضرت کے قدم مبارک کے نیچے سے قدرے خاک پاک اُٹھا کر ہمراہ لاویں۔ جو کہ میری جان کی تریاق ہے خلیفہ ملا شیر خان سکنہ موضع درسمند جو کہ تیراہ میں واقع ہے اور سید ملا امان غزنوی اور وارث خان بنارسی اور مولوی صاحب

ترین وغیرہ آپ سے رخصت ہوکر قریب بیس روز کی مسافت طے کر کے حضرت خواجہ محمد عیسےٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کی خدمت میں پونچے - بمجرد ملاقات آپ نے فرمایا کہ تمہارے ساتھ دیوانہ نہیں - کیا سبب
خیر توہے - آپ حضرت محمد فیض اللہ علیہ کو بہ سبب فرط محبت دیوانہ کہا کرتے تھے - یاروں نے
عرض کی کہ حضرت آپ کا غلام عرصہ سے بیمار ہے اور ملاقات سے محروم رہ گیا - اُس نے بڑے
ادب سے عرض کی ہے اور کہا ؎ بیت

مرا کشیدہ طنابم بگردن انداز ید　　کشاں کشاں بدر بارگاہ پیر برید

لیکن بیماری نے اُس کو حضور کی زیارت کرنیکی اجازت نہیں دی اسواسطے آپ کی ملاقات
کرنے سے مقصر رہے اور آپ سے طالب دعائے شفائے مرض ہے اور نیز عرض کرتے ہیں
کہ ایک مرتبہ کسیطرح حضور کی زیارت سے مشرف ہوجاؤں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جلدی
ملاقات کرادیگا - جب یاران طریقت حضرت کی خدمت سے رخصت بطرف وطن اصلی تیراہ
ہونے لگے تو حضرت خواجہ محمد عیسےٰ صاحب نے فرمایا کہ میرے دیوانے کو میری طرف سے السلام علیکم
کہنا اور کہنا کہ تم چوڑہ کو واسطے میری ملاقات کے عازم نہ ہونا فقیر خود اس ملک میں آنا چاہتا ہے
ایسا نہو کہ کہیں رستہ میں اختلاف راہ واقع ہوجاوے - اور ملاقات سے محروم رہ جاویں
بس یہ کہہ کر یاروں کو وداع فرمایا یاروں نے قدرے خاکپائے حضور لیکر روانہ ہوئے -
جسوقت کہ بمقام موضع تیری شریف پہنچے اور حضرت خواجہ محمد فیض اللہ کو اُن کے آنے کی
خبر پہنچی فرمایا ؎ مژدہ ایدل کہ دگر باد صبا باز آمد - ہُدہُد خوش خبر از شہر سبا باز آمد -
جسوقت یاروں سے ملاقات ہوئی - آپ نے اپنی امانت طلب کی یاروں نے مٹی مبارک
آپکے سپرد کی اور ارشاد حضور بھی سنایا نہایت خوش ہوکر فرمایا ؎

قاصد رسید نامۂ رسید وخبر رسید　　درحیرتم کہ جان بکدامیں کنم نثار

آپ نے اسیوقت پانی طلب کیا اور خاک پاک اس میں حل کر کے نوش جان فرمایا -
اللہ تعالےٰ نے اُسیوقت سے آپ کے وجود میں نسخہ شفائے صحت کا اثر ظاہر کیا - دو
تین روز کے بعد کوئی شکایت بیماری آپ کے وجود مبارک میں نہیں رہی +
نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ واسطے ملاقات حضرت

خواجہ محمد علیہ رحمۃ اللہ علیہ عازم سفر ہوئے۔ اثنائے راہ میں آپ سخت بیمار ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ کی زندگی کی امید جاتی رہی۔ اتفاقاً شام کے وقت عین وسطِ سفر کے مقام میں حضرت خواجہ محمد علیہ رحمۃ اللہ علیہ شام کی نماز میں شامل ہوئے۔ بعد نماز آپ نے دریافت فرمایا کہ اِس جگہ ایک مسافر بیمار ہے اُس کی جگہ قیام کا کوئی پتہ نمازیوں سے معلوم ہوا۔ کہ آپ مسجد کے حجرہ مبارک میں فروکش ہیں۔ آپ اُسی جگہ تشریف لیگئے۔ جس وقت آپ نے حجرہ کے اندر قدم رکھا۔ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو وجد ہوا۔ ایسی حالت میں آپ نے دست مبارک سے اُٹھا کر سینہ مبارک سے لگا کر تسکین دی۔ اور دیر بعد فرمایا کہ بہت روز سے بباعث بیماری تم نے کچھ کھایا نہیں ہے۔ اگر دل کسی چیز کو چاہتا ہے تو تیار کریں۔ عرض کیا کہ جناب جو نعمت کہ مجھ کو اسوقت نصیب ہوئی ہے یہ کافی ہے اور نعمت کی ضرورت نہیں ؎ گر خوری یک لقمۂ از نان نور۔ خاک ریزی بر سرِ نانِ تنور

اِسی اثناء میں آپ نے بضاعت سفر میں ایک جام میں قدرے طعام ہریسہ نکالا اور فرمایا کہ یہ تھوڑا کھانا اِس میں سے کھالیجئے۔ اگرچہ آپ کی طبیعت اسوقت مائل بغذا نہیں ہے مگر حضور کا حکم واجب العمل سمجھ کر آپ نے دو تین لقمے تناول فرمائے۔ اتنے میں آپ کو اشتہاءِ غذا ایسی ہوئی کہ سبحان اللہ! آپ نے موجودہ ہریسہ کو صاف کر کے تناول فرمایا صبح تک آپ آرام سے سوتے رہے۔ دوسرے روز مطلق آپ کو صحت ہو گئی۔ آپ نے حضرت سے دریافت فرمایا کہ میری بیماری پر آپ کو کس طرح سے اطلاع ہوئی۔ اور آپ کو میرا پتہ کس نے دیا۔ فرمایا کہ کئی روز سے مجھ کو اضطرابی رہا کرتی تھی۔ اور بے چینی اس قدر تھی کہ جس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اپنے دِل میں یہ عزم کیا گیا کہ اب میں ملک تیراہ میں بمقام ٹرین جا کر تمہارے ساتھ چند روز بسر کروں۔ تاکہ میرے یہ وحشت کے دِن آرام سے بسر ہوں اور حالتِ قبض سے فراغت حاصل ہو جاوے۔ جب میں گھر سے روانہ ہوا تو مجھ کو ہر روز اتفاق سے ایسا ساتھ ملتا رہا جو کہ سفر راہ میں میرے لئے ہر طرح کی خدمت اور ضرورت کی کلفت نہیں رہی۔ ایسے رفیق شفیق نے مجھکو دروازہ مسجد تک پہنچا کر کہا کہ میں اب جاتا ہوں۔ لیکن تم مسجد میں خواجہ صاحب دیوانہ کے پاس جاؤ وہ بیمار ہے میں نے اُن سے دریافت نام و نشان

تو فرمایا کہ میرا نام کیا ہے - میں ہمیشہ خدا کے بندوں کو تکلیف کیوقت میں امداد کیلئے مامور ہوں - اصلی نام کوئی نہیں بتایا - ایک دو روز دونوں صاحب اکٹھے رہے اور پھر واسطے ملاقات حضرت خواجہ سید شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے - حضرت خواجہ سید شاہ جمال اللہ صاحبؒ سے جب ملاقات ہوئی چند روز کے بعد حضرت خواجہ محمد عیسےؒ واپس بمقام چوڑہ شریف تشریف لائے - اور حضرت خواجہ محمدؒ فیض اللہ صاحب - اور ایک خلیفہ صاحب جو کہ فدائے جان حضرت خواجہ محمد عیسے صاحبؒ اصل باشندہ موضع ٹرین تھا واسطے خدمتگذاری حضرت سید شاہ جمال اللہ صاحبؒ کی خدمت میں تعینات ہوئے - حضرت کیخدمت میں ہفت سال غلام حاضر خدمت رہے - اس اثناء میں حضرت سید صاحب محمد عیسیٰؒ کا وصال ہؤا - اور آپکا روضہ مطہرہ موضع گنڈہ پور بمقام چوڑہ واقع مضافات ملتان کلاں میں ہے سن وصال ہجری مقدس ۱۲۲۰ھ ہجری ۷ر ماہ ذوالحج ہے +

نقل ہے کہ حضرت خواجہ سید محمد عیسےؒ کے دو فرزند صاحب ولایت تھے - جسوقت حضور کا وصال کا وقت قریب پہنچا تو دونوں فرزندوں کو بلا کر فرمایا کہ تم دونوں میرے بعد میرے خلیفہ محمد فیض اللہ صاحب سے جا کر بعیت حاصل کریں - جب تک تمہارے منازل تصوّف طے نہ ہو جاویں - انکی خدمت چھوڑ کر کہیں نہ جانا - چنانچہ حضرت کے بعد ہر دو صاحب حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب کی خدمت میں پہنچے اور بعیت حاصل کی چھ ماہ آپ کی خدمت مبارک میں رہے - اور تعلیم علم تصوف حاصل کرتے رہے - اتفاق سے بڑے صاحب زادہ صاحب کو ایسے فنافی الشیخ کی منزل میں گذر ہؤا کہ مجذوب کا حکم انپر صادق آیا - چنانچہ جماعت سے نماز کو ترک کرنے کے سبب سے گفتگو باہمی لوگوں میں شروع ہو گئی - اس تحریر میں حضرت خواجہ نور محمدؒ صاحب المشہور بہ حضرت باباجیو صاحب کو صبر نہ آیا حضرت صاحب زادہ صاحب کیخدمت میں جا کر عرض کی کہ حضرت آپ جماعت سے نماز پر حاضر نہیں ہوتے - کیا وجہ ؟ فرمایا کہ واقعی میری غلطی ہے لیکن معذور ہوں - کیونکہ جو پیش امام نماز ہوتا ہے اس کا اعمال نامہ میرے سامنے ہوتا ہے اور اُسکے حالات جب میں دیکھتا ہوں - میری طبیعت نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیتی - حضرت باباجیو صاحب یہ سنکر دم بخود ہو گئے

چنانچہ اُسی روز روپوش ہوکر چلے گئے۔ اور حضرت والد بزرگوار خواجہ محمد عیسیٰ کے مزار مبارک پہنچے اپنی زندگی میں ہر سال حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب کیخدمت میں آیا کرتے تھے۔ بعد از وفات حضرت محمد فیض اللہ صاحب کے ہر دو صاحبزادہ صاحبان کئی سال بمقام تیری تشریف فرما ہوتے رہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صاحبزادہ صاحب کلاں بمقام تیری تشریف فرما ہوئے۔ اور جناب خواجہ نور محمد صاحب المشہور بہ باباجیو صاحبؒ نے فرمایا کہ میرے فرزند دین محمد صاحب کے گھر میں کوئی فرزند نہیں۔ لِلّٰہ دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اُنکو فرزند عطا فرماوے۔ تھوڑے دن گذرے ہونگے کہ اچانک حضرت صاحبزادہ صاحب نے حضرت باباجیو صاحب کو بُلا کر فرمایا کہ تمہارے گھر میں مجھکو لڑکا نہایت صاحب نصیب اور صالح پیدا ہونیکا آوازہ آیا۔ اور نام سے بھی اطلاع دیگئی ہے۔ اُس کا نام دیدار شاہ ہوگا۔ باباجیو صاحب نے فرمایا کہ مجھکو تو کوئی اس بات کا علم نہیں صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے آپ سے اسکی بشارت کا شکرانہ لینا ہے۔ قریب صبح کا وقت تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی پیشین گوئی کی بشارت پوری کردی۔ صاحبزادہ دیدار شاہ صاحب پیدا ہوئے صبح کیوقت باباجیو صاحب نے اُس بچہ کو گود میں لیکر آپ کیخدمت میں حاضر کیا۔ جناب صاحبزادہ صاحب نے اپنے لب مبارک کا ایک قطرہ بچہ کے منہ میں دیا۔ اور نام مبارک دیدار شاہ رکھا۔ حضرت باباجیو صاحب نے مبلغ پانچ روپے ضرب کابلی اور ایک جوڑہ لباس نذر فرمایا ٭

نقل ہے کہ حضرت سید شاہ جمال اللہ صاحب حضرت خواجہ سید محمد عیسیٰ صاحب کی وفات کے بعد آپکی قبر پر بہت یاروں نے دیکھے۔ اور توجہ شریف مزار مبارک کو کرتے ہوئے مشاہدہ ہوئے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو جناب سید شاہ جمال اللہ صاحب نے اجازت فرمائی اور فرمایا کہ ملک افغانستان میں چلو۔ اُسوقت آپ کو وصیت فرمائی ٭

رباعیات

مایۂ دین را بدنیا دادن از بے ہمتی است
زانکہ دنیا جملگی رنج است و دین آسایش است

نعمتِ فانی ستانی دولتِ باقی دہی
اندرین سودا خرد داند کہ غبن فاحش است

بکوش تا دل صاحب نظر بدست آری
کہ نیست در دو جہان دولتے ازین بہتر

مکن عمارتِ دنیا بکن عمارتِ دل
کہ عرشِ اعظم است این دل بقول پیغمبر

نقل ہے کہ حضرت سید شاہ جمال اللہ صاحبؒ کے حالات سے کسی آدمی کو خبر نہ تھی آپ چند سال دہلی میں بسر کرنیکے بعد جب وقت ارادہ رامپور شریف کا ہُوا۔ تو آپ نے اثنائے راہ میں شکار کی خواہش کی۔ ایک جنگل کیطرف متوجہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ ایک جماعت کثیر اپنے دوستوں کی تھی۔ جس وقت میدان شکار میں آئے۔ تو حضور نے اپنے مخلص صادق شاہ درگاہی صاحب کو فرمایا کہ تم اس جگہ کھڑے رہو ہم بواپسی آپ کے ساتھ آبادی کو جاویں گے۔ شکار کرتے کرتے دیر ہوئی۔ اور راہ منزل سے دور ہوگئی۔ وقتِ آرام شب قریب آگیا۔ آپ دوسری راہ سے کسی گاؤں میں جاکر شب بسر کرکے رامپور کو تشریف لے گئے۔ اور شاہ درگاہی صاحب کو اس گمان سے تلاش نہیں کیا کہ وہ خود بخود رامپور تشریف لاوینگے۔ آپ کا اُس جگہ قریب ایک سال قیام رہا۔ بواپسی آپ کا اتفاق اُسی راہ پر ہوا کہ جس جگہ شاہ صاحب شاہ درگاہی صاحب کو کھڑا رہنے کی اجازت فرمائی تھی۔ جب وقت اُسجگہ حضرت خواجہ سید شاہ جمال اللہ صاحب پہنچے تو دیکھا کہ شاہ درگاہی صاحب نہایت غمگین اور گرد آلودہ پوشاک سے کھڑے ہیں۔ حضور نے اُن سے ملاقات کی۔ اور دریافت فرمایا کہ اتنی مدت تم کہاں ٹھیرے رہے۔ عرض کیا کہ مجھکو جس جگہ حضور نے حکم دیا اُس جگہ سے کہیں نہیں گیا۔ آپ نے فرمایا کہ جاء درگاہی جو تیرے ہاتھ سے ہاتھ ملائیگا۔ اُس کو بھی خدا کی معرفت حاصل ہوجاویگی۔ پیر کے حکم کی تعمیل اسکو کہتے ہیں۔ حضرت شاہ درگاہی صاحب نے آپ کے کشف وکرامت سے آگاہی دی + ے

قدرے گُل وُمُل بادہ پرستاں دانند | نہ خود منشاں و تنگدستاں دانند
از نقش تواں بسوئے بے نقش شدن | کیں نقش غریب نقشبنداں دانند

حالات حضرت خان محمد صاحبؒ والد حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحبؒ

حضرت محمد فیض اللہ صاحبؒ کے والد کا نام حضرت خان محمد تھا آپکو علوم درسیہ پر اعلیٰ درجہ کی مہارت اور ملکہ عظیمہ حاصل تھا۔ آپکا قیام موضع شادی خیل جو کہ قرب جوار شہر کوہاٹ واقع ہے۔ درس علوم کیا کرتے تھے۔ اور اُس ضلع میں آپکا فتویٰ مسائل شرعی میں مقبول عام تھا۔ آپ کے علم وفضل کا شہرہ آفاق ایک عالم گواہ تھا۔ اپنے فرزند حضرت محمد فیض اللہ صاحب کو اکیس سال کی عمر میں تکمیل علوم سے فارغ کرادیا تھا۔ اور

آپ کی طرز تحریر بھی یادگار زمانہ تھی ❖

نقل ہے کہ قوم اکوڑخیل جو کہ قرب و جوار ضلع کوہاٹ میں بہت زمانہ سے بود و باش رکھتی تھی۔ اسوقت انہو ایک نئی آبادی ایک درہ میں بنا کرنیکا اتفاق ہوا چونکہ اسجگہ پتھر نہایت سخت اور مدور گول گول ہیں دیوار جو دن میں بنائی جاتی تھی صبح سب کی سب گرجایا کرتی تھی۔ سب لوگوں میں یہ بات پاس ہوئی کہ حضرت صاحب قاضی خان محمد صاحب اگر اس جگہ تشریف لاویں اور اُنکے ہاتھ مبارک سے یہ بنا شروع ہو جاوے۔ تو اللہ تعالےٰ اس آبادی کو جلدی آباد کریگا۔ چنانچہ بہت سے آدمی آپ کی خدمت میں پہنچے اور حضرت صاحب کو بڑی التجا سے ہمراہ لیکر اُسجگہ پہنچے۔ صبح کیوقت حضرت صاحب نے بالاتفاق قوم و حاضرین وقت ایک خاص پُر اثر دعاء بارگاہِ الٰہی سے طلب کی اور تسمیہ پڑھکر اپنے ہاتھ مبارک سے ایک پتھر نصب کیا اور فرمایا کہ اس آبادی کا نام ٹیری ہے۔ چنانچہ اب وہ موضع ایک اعلیٰ درجہ کا مشہور شہر ہے اور اسجگہ اب تحصیل نواب صاحب سے ٹیری مشہور ہے آپ کے کشف و کرامت کا ایک شمہ یہ ہے کہ آپ کا مزار مبارک متصل موضع الاچی ہے۔ اہل خٹک و قوم افغان کو اب بھی تنازعہ باہمی ہو جاتا ہے تو سب ملکر کے خانقاہ مبارک پر حاضر ہوتے ہیں اور فیصلہ کرایا جاتا ہے۔ گویا وہ ایک اچھی جگہ تسلیم کی گئی ہے ؎

چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد ۔۔۔ اگر گیتی سراسر باد گیرد

حالات حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ

در ازل تقدیر یوسف بازلیخا رفتہ بود ۔۔۔ ورنہ شاہے را گدائے کے ببازار آورد

حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ جسوقت قیام پذیر موضع تیزئی ہوئے۔ آپ کی پہلی بیوی صاحبہ نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں یہ نذر کی کہ اگر حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب کو اللہ جلشانہٗ فرزند عطا کرے تو میں ہر روز ایک سو رکعت نماز نفل نذر اللہ تا زندگی ادا کرونگی۔ اور چھوٹی بیوی صاحبہ نے یہ وعدہ فرمایا کہ اگر مجھ کو اللہ تعالیٰ فرزند نرینہ عطا کرے تو میں اُس فرزند کو بڑی بیوی صاحبہ جی کو بخش دونگی۔ میرا اُس کے ساتھ کوئی واسطہ و غرض نہوگا۔ اللہ تعالےٰ نے اُسی سال میں چھوٹی بیوی صاحبہ کو فرزند عطا فرمایا۔ مجرد پیدا ہونیکے بڑی بیوی صاحبہ جی نے لڑکے کو اُٹھا کر دودھ پلانا شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی مائی صاحبہ کو ایسا دودھ اترنے لگا کہ گویا انہی سے فرزند تولد ہوا ہے

حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپکا نام مبارک نور محمد رکھا۔ اور فرمایا کہ یہ لڑکا ولیعہد حضرت خواجہ امام ربانی مجدد الف ثانی ہوگا اور خاندان نقشبندیہ کو اسکے وجود سے ایسا فروغ ہوگا کہ کل دنیا میں اس کے نور سے خلق اللہ فیض یاب ہوگی۔ حضرت خواجہ نور محمد صاحب اپنے والدہ کلاں کی دودھ سے دو سال سے زیادہ کوئی دن دودھ پیتے رہے۔ اور اپنی چھوٹی والدہ حقیقی سے مطلق ایک مرتبہ بھی دودھ نہیں پیا۔ بلکہ لب تک آپکے سینہ مبارک پر نہیں پہنچایا۔ اتنے میں اللہ تعالی کے فضل سے دوسرا فرزند حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب کی چھوٹی بیوی سے پیدا ہوا انکا نام نامی حضرت خواجہ گل محمد صاحب رکھا حضرت محمد فیض اللہ صاحب نے فرمایا کہ یہ فرزند نہایت صاحب نصیب اور صاحب کشف کرامت ہوگا۔ گویا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں اسکا ثانی نہ ہوگا اور علم ظاہری میں بھی شہرۂ آفاق ہوگا چنانچہ ویسے ہی ظہور میں آیا۔ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب کے پانچ فرزند ہوئے ہیں جو کہ ہر ایک صاحب اپنے اپنے مرتبہ میں لاثانی تھے۔ ان کے اسماء مبارک یہ ہیں:۔ حضرت خواجہ نور محمد صاحب ابتدا سے تصوف میں شغل رکھتے رہے۔ اور کسی آدمی کو آپ کے علم ظاہری پر واقفیت نہ تھی۔ جب کسی شخص کو کسی مسئلہ کی ضرورت پڑ جاتی۔ تو آپ روایت ونقل کتاب مستند سے ایسی سند دیتے تھے۔ کہ اُس کی تسلی ہو جاتی تھی۔ دوبارہ اُس کو دریافت کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ اور حضرت خواجہ گل محمد صاحب صاحب نسبت اور صاحب مجاز سجادہ نشین رہے۔ اور علم ظاہری میں آپ کو وہ فضیلت تھی۔ کہ افغانستان میں آپ کی شاگردی کوئی خالی نہ ہوگا۔ اور صاحب تالیف تھے اور بہت سی کتابیں آپ کے علم عربی وفارسی وافغانی منظوم ہیں۔ علم عربی میں آپ کے اشعاروں کو تبرکاً اہل علم حرز جاں رکھتے رہے۔ خوشنویسی میں ضرب المثال رہے حضرت جان محمد صاحب اپنے وقت میں صاحب نسبت کے علاوہ قاضی اور فیصلہ کن قوم افغانان تھے۔ حضرت صالح محمد علم حکمت اور علے الخصوص پانی چاہ وچشمہ کے دریافت کرنے میں ایسی استعداد رکھتے تھے۔ کہ دور دراز سے لوگ آپ کو لے جاتے تھے جہاں پانی نہیں ملتا تھا آپ اُن کو پانی نکلنے کی جگہ بتلاتے۔ حضرت خواجہ نور محمد صاحب دائم العمر چلہ کشی وخلوت نشینی وگوشہ نشینی میں رہے ؛

جملہ اسمائے مبارک یہ ہیں۔ حضرت خواجہ نور محمد صاحبؒ۔ حضرت گل محمد صاحبؒ۔ حضرت جان محمد صاحبؒ۔ حضرت صالح محمد صاحبؒ۔ حضرت محمد نور صاحبؒ علیہم اجمعین ؛

- محمد فیض اللہ صاحب علیہ الرحمۃ
  - نور محمد
    - اسمٰعیل گل
      - عجب گل
        - شاہزادہ گل
    - فقیر محمد
      - گل نبی
        - حیدر شاہ
      - احمد نبی
        - محبوب شاہ
        - روشن الدین
        - دوران شاہ
        - سید بادشاہ
          - معصوم شاہ (عمر ۳ سال)
        - نادر شاہ
        - نور شاہ
        - نور بادشاہ
      - سید شاہ
        - محمد شفیع
      - قادر شاہ
        - رحیم شاہ
        - لطف شاہ
        - محمد صدیق
    - دین محمد
      - دیدار شاہ
        - احمد شاہ (عمر ۴۲ سال)
          - عبدالرب (عمر ۱ سال)
        - رسول شاہ
          - منصور حسین (عمر ۶ سال)
        - طاہر شاہ (عمر ۲۸ سال)
        - محمد عمر (عمر ۲۵ سال)
          - محمود حسن (عمر ڈیڑھ سال)
      - محمد دل شاہ
        - گل بادشاہ (عمر ۵۰ سال)
          - حافظ رشید احمد (عمر ۱۲ سال)
      - سید شاہ
        - میر بادشاہ
        - خان
      - حضرت شاہ
        - محمد یوسف (عمر ۱۹ سال)
        - عبدالرحمن (عمر ۱۰ سال)
        - فضل الرحمن (عمر ۶ سال)
    - شاہ محمد
      - امام شاہ
        - اکبر شاہ
        - محمد بخش
      - غلام شاہ
        - محمود شاہ
        - محمد سعید
        - حسن شاہ (عمر ۲ سال)
  - گل محمد
    - حمید گل
      - حبیب گل
    - محمد مسکین
      - مومن
  - جان محمد
    - خان محمد
    - عبدالوہاب
      - عبدالعزیز
    - محمد شریف
    - محمد رسول
      - احمد سعید
      - عبدالاحد
    - غلام رسول
  - صالح محمد
    - محمد شبیر
    - احمد شبیر
    - احمد نور
    - خواجہ احمد
    - فضل محمد
  - محمد نور
    - محمد عالم
      - محمد قاسم
    - محمد عارف
      - شاہ حضرت

تاریخ تحریر شجرہ نسب ہذا سنہ ۱۹۱۰ء مطابق سنہ ۱۳۲۸ھ

۱۲- اپریل سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۳۰- ربیع الاول سنہ ۱۳۲۸ھ

اسمائے خلفائے حضرت جناب باباجیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ ماسوائے اولادِ حقیقی

محمد شریف حبیب اللہ شاہ سید حسین شاہ خلیفہ خان عالم سید مرتضیٰ شاہ خلیفہ نامدار شاہ عجب نور اللہ نور
رنج جنگی ازولی الومہار بادلی رترہ نیتال خٹک خٹک

سید حبیب شاہ بسائیں حافظ عبداللطیف صاحبزادہ محمد بخش حافظ خواجہ الدین ملا محمد نصیر
پلوچھ پشاوری بادلی راجود الہ ملک مالہ

میاں احمد میاں محمود میاں سرخرو حاجی بہادر ملا میاں محمد قاضی خدابخش ملان حسن علی ملا کشمیر ملا مرید ملا
کراچی لانی والہ رجویہ گڑھی نبڈی کھیپ بنے والہ بکھو ایضاً بھٹو

عبید اللہ کوٹ چھچھی جان محمد کنت حاجی صفا ایاسی میاں محمود نبوڑی والہ محمد عظیم سوداں والہ

نقل ہے کہ جب حضرت محمد فیض اللہ ولی اللہ بمقام تیڑی قیام پذیر ہوئے تو مسجد کے قریب ایک بلند تخت چبوترہ کے مانند موجود تھا۔ اُس میں دو درخت زیتون جس کی موٹائی پر آٹھ گز کی رسّی بمشکل پوری آتی ہے۔ بفاصلہ ۵ گز کے ایک دوسرے میں فرق ہے اور بلندی اُسکی بھی اچھی خاصی بلندی ہے۔ کئی زمانہ سے خشک ہوئے کھڑے تھے۔ آپ اُس جگہ درخت زیتون کے تکیہ پر کتاب لکھا کرتے تھے۔ اور آپ جسوقت پانی پیا کرتے تھے تو بقیہ پانی اُن دونوں درخت خشک شدہ کے دامن میں ڈالدیا کرتے تھے۔ ایک ماہ کے اندر آپ کی دعاء کی برکت سے دونوں درخت زیتون سبز ہوگئے تھے۔ چنانچہ اب تک وہ دونوں درخت سبز موجود ہیں۔ سب گردنواح کے لوگ اس کرامت سے واقف ہیں۔

نقل ہے کہ آپکے وجود مبارک میں آخیر عمر کے وقت میں بیماری ریح کی پیدا ہوئی تھی اور آپ کو سخت تکلیف تھی۔ آپ پالکی میں سوار ہوکر جہاں کہیں ضرورت ہوتی تھی تو جایا کرتے تھے اور آپ کی زبان میں یہ برکت خاص تھی کہ آپ جو کچھ زبان مبارک سے فرمادیا کرتے تھے بالکل صحیح ثابت ہوتا تھا اور جو صاحب حاجت آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر مستدعی دُعا ہوتا تھا۔ اُس کی حاجت خدا کے فضل وکرم سے فوراً پوری ہوجاتی تھی۔ اور یہ خاصۂ خاصانِ حق ہمیشہ سے ہوا کرتا ہے ؎

عاشق کہ شد یار بحالش نظر نہ کرد ایخواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

نقل ہے کہ ایک دن حضرت محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سید محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مبارک میں عرض کی کہ مجھ کو ایک دوست کی محبت نے نہایت ستا رکھا ہے اور وہ دوست میرا ایام طالب علمی میں بہت سال میرے ساتھ ہم سبق رہا۔ میں چاہتا ہوں کہ اُس سے میری ملاقات ہوجاوے ؎

ارباب حاجتیم و زبان را سوال نیست در حضرت کریم تقاضا چہ حاجت است

سید محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر ممکن ہو تو میں آپ کی حاجت روائی کے لئے دل و جان سے حاضر ہوں۔ عرض کیا کہ حضرت میرا رفیق حضرت جی صاحب ہے جو کہ شہر پشاور کے قرب و جوار میں ہا کرتا ہے۔ اُس کے دیکھنے کو دل ترستا ہے۔ اور اُن کے وجود مبارک سے جو فائدہ مجھ کو حاصل ہوا ہے اُسکو میں بیان نہیں کرسکتا۔ اوّل تو یہ ہے کہ بعد فراغت کتب درسیہ مجھ کو سات سال آپکے ساتھ درس کتب کا شغل رہا۔ اور انکی ذات بابرکات سے مجھ کو اور بھی بہت فائدے دینی اور دنیاوی حاصل ہوئے ہیں۔ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دیوانہ چل میرے ساتھ اِس وادی کے اندر سیر کریں۔ آپ فوراً تیار ہو کر ہمراہ ہوئے۔ جب آبادی موضع چوڑہ مبارک سے تشریف باہر لیگئے تو فرمایا کہ اس جگہ بیٹھ کر مراقبہ کیطرف متوجہ ہو کر باخدا ہو جاؤ۔ دونوں صاحب ایک دو ساعت بخدا ہو کر مراقبہ میں رہے کیا دیکھتے ہیں کہ دو آدمی دور سے چلے آرہے ہیں آتے ہی السلام علیکم کہا حضرت سید صاحب نے وعلیکم السلام کہکر بڑے ادب کے ساتھ اُن سے مصافحہ فرمایا۔ اِن دونوں میں سے ایک حضرت جی صاحب تھے۔ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ نہایت خوش ہوئے ؎

چہ خوش باشد کہ بعد از انتظارے　　باُمیدے رسد امیدوارے

حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے دیوانہ تو نہیں جانتا یہ دوسرا کون ہے۔ عرض کی کہ حضرت میں نہیں جانتا۔ فرمایا کہ یہ دوسرا خضر علیہ السّلام ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر کچھ مانگنا ہے۔ تو خضر علیہ السّلام سے مانگ لے۔ عرض کیا کہ حضرت میرے خضر آپ ہیں۔ میں نے جو کچھ لینا ہے آپ سے لینا ہے۔ اگر خضر علیہ السلام مجھ کو ملا ہے تو آپ کی برکت سے ملا ہے۔ ورنہ میری کیا طاقت آپ خوش ہو کر کہنے لگے ؎ منت خدا را کہ تمنائے سالہا۔ در دل کہ داشتیم باو کامران شدیم

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحبؒ گنڈہ پور شریف سے روانہ ملک افغانستان ہوئے جسوقت آپ شہر کوہاٹ میں پہنچے آپ کا ارادہ چلہ چہل ایامی کا حضرت حاجی عبداللہ نقشبندی کے حجرہ مبارک میں ہوا۔ تین چار روز تک آپ ماندگی سفر کے لحاظ سے روضہ مبارک میں بیٹھے رہے۔

حاشیہ: حضرت جی صاحب کا مزار مبارک کنارہ دریائے اٹک متصل شہر اٹک ہے۔ اسوقت ہزارہا آدمی روزمرہ آپکے مزار مبارک پر جایا کرتے ہیں۔ اور فیض یاب ہو کر آتے ہیں۔ خصوصاً جمعرات کے روز تو سڑک میں راستہ نہیں ملتا۔ آپ کی اولاد نرینہ یادعالم نہیں رہی ہے ؟

اُس حجرہ مبارک میں سید شہزادہ صاحب نبوی قیام پذیر تھا۔ رات کیوقت اتفاق بیان سرگذشت درمیان آیا توسب سے زیادہ اور مقدم دریافت اسمائے مبارک بزرگان کا ذکر آیا شہزادہ صاحب نے فرمایا

مینت درشہر نگارے کہ دلِ ما ببرد　　بختم ار یار شود رختم از ینجا ببرد

حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اولیاء بہت ہیں۔ کوئی متلاشی صادق نہیں نظر آتا شہزادہ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت متلاشی عاشق صادق میں ہوں۔ حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا کہ ایسا نہیں بلکہ عاشق نہیں معشوق بہت۔ الغرض تین مرتبہ اسی بات پر تکرار رہا۔ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کسی بزرگ کے متلاشی ہو تو اسوقت موضع طور کے علاقہ میں ایک سید صاحب نہایت صاحب کمال ہے۔ ایک نظر سے اہلِ خدا بنا دیتا ہے۔ شہزادہ صاحب نے عرض کی کہ میں اسی وقت جانیکو تیار ہوں۔ راستہ کا پتہ مجھ کو بتلاؤ۔ شہزادہ صاحب نے اپنی گودڑی اُٹھا کر کاندھے پر رکھی اور کہا السلام علیکم میں جاتا ہوں۔ پھر خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اُس سے بڑھ کر ایک اور سید بزرگ ملتان میں موضع چوڈہ شریف میں جس کی ولایت سے دنیا کو فیض ہے۔ عرض کیا کہ فرمایئے میں اودہر کو چلتا ہوں۔ راستہ کا پتہ نشان بتاؤ۔ خواجہ صاحب نے معلوم کیا کہ واقعی یہ صادق العقل ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا ذرا تامل کرا اور میرے پاس آؤ۔ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب نے پہلے شہزادہ صاحب کی بیعت حجرہ مبارک میں کی۔ شہزادہ صاحب کو بمجرد بیعت کا یہ عالم ہوا کہ آپ کو کسی بات میں دوسرے سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اور بعد چند مدت کے آپ کی خلافت میں مشرف ہو کر خلیفہ اعظم ہوئے اب اُنکی اولاد موجود ہے اور حضرت باباجیو صاحب کی قبر مبارک پر آیا کرتے ہیں +

اسمائے مبارک خلفائے حضرت محمد فیض اللہ رح } شہزادہ صاحب۔ اخون شیر محمد صاحب و اخون زادہ محمد شاہ صاحب و مولوی محمد امین صاحب و سید شاہ زادہ صاحب۔ اور اپنے پانچوں فرزند حضرت کے

تاریخ وفات بستم ماہ ذوالحج ۱۲۳۵ سنہ ہجری مزار مبارک خاص موضع تیزی من مضافات تیراہ شریف

حالات لمعہ کراماًت ازابتدا تا آخر فرزند کلان حضرت محمد فیض اللہ موسوم بنام نامی و اسم گرامی حضرت خواجہ محمد نور محمد صاحب المشہور بحضرت باباجیو صاحب

برادران طریقہ عالیہ نقشبندیہ وغیرہ سے التماس ہے کہ خاکسار راقم راجی عفو پروردگار خادم اہل اللہ المدعو بہ محمد عادل شاہ عفی اللہ عنہ بن حضرت خواجہ دین محمد المشہور بہ ملا صاحب سجادہ نشین حضرت خواجہ نور محمد سے

بحالت کم سنی کے حضور حضرت جد امجد کی تربیت سے محظوظ رہ کر تعلیم ظاہری علوم کی بھی بقدر عمر حاصل کئے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت جناب جد امجد نے پہلے مجھ کو اپنے اُستاذی و مولائی حضرت محمد امین صاحب کیخدمت میں لیگئے۔ میرے جد امجد کی ہمشیرہ بھی حضرت استاذ صاحب کے گھر میں نور افزا تھی اور آپکے سپرد کام تدریس علوم کتب درسیہ تھا۔ حضرت باباجیو صاحب نے اُستاد صاحب کو کہا کہ میرا لڑکا نہایت کم سن ہے۔ اِسکو قاعدہ اپنے ہاتھ سے لکھ کر شروع کرادو۔ اور دعا فرماؤ کہ اللہ تعالیٰ اس لڑکے کو علم نافع نصیب کرے۔ جمیع حاضرین نے دعا فرمائی اور آپکے روبرو مجھ کو سبق قاعدہ شروع کرا دیاگیا۔ چنانچہ بقدر تین رکوع پارہ اوّل قرآن شریف سے حضرت استاذ صاحب موصوف نے ہم کو پڑھائے۔ اِسی اثناء میں اتفاق نقل مکان تیزی شریف سے بمکان موضع ڈاگ ہوا باقی قرآن شریف اور کتاب کریما سعدی و نام حق و محمود نامہ کا ایک ورق حضور سے پڑھنے کا اتفاق ہوا جو کہ اچانک تیاری عالم بقا ہونے لگے اور مفارقت کے ایام قریب پہنچ گئے۔ عین حضور کی بیماری کی حالت میں حسب ایماء والدم مجھ کو اور میرے بڑے بھائی صاحب ویدارشاہ صاحب مرحوم کو اپنے ہاتھ مبارک سے بیعت سلسلۂ نقشبندیہ عالیہ میں داخل فرمایا۔ اور اجازت بھی عطا فرمائی اور نیز فرمایا کہ تمہاری عمر کا خلاف ہے اب پہلے تم علم پڑھو۔ پھر طریقت کیطرف شغل رکھو۔ تمہارا والد تم کو تکمیل کرا دیگا۔ چنانچہ ایک ہفتہ تک حضور کا وصال ہوگیا۔ سنہ وفات ۱۳ ماہ شعبان وقت عصر روز پنجشنبہ ۱۲۸۶ھ مزار مبارک دربار شریف داخلی موضع چوڑہ شریف ضلع اٹک واقع ہے۔

مفصل حالات حضرت خواجہ نور محمد صاحب المشہور بہ حضرت باباجیو صاحب

مؤلف کتاب ہذا کو بہ نقل صحیح اور بگوش ہوش حضور کی زبان مبارک سے یاد ہے کہ ایک مرتبہ یاروں میں اتفاق دریافت سن عمر شریف کا ذکر آیا۔ تو حضور نے فرمایا کہ میری پیدایش ۱۱۷۹ھ میں ہے۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ جبوقت حضور سجادہ نشین ہوئے تو پہلے سب سے آپ کی خدمت مبارک میں فقیر نور اللہ وعجب نور جو کہ قوم افغانوں میں سے تھے۔ بیعت طریقہ شریف نقشبندیہ میں ہوئے۔ اور تھوڑے روز میں منتہی ہو کر مجاز طریقہ ہوگئے۔ ایسی شہرت ہوئی کہ دونوں بھائیوں کو بیعت کرنے کی فرصت محال ہوگئی۔ تمام افغانستان میں عجیب قسم کی روشنی اسلام شروع ہوئی۔ ایک روز ایک درویش نے جو کہ خاندان چشتیہ میں منسلک تھا۔ عجب نور کے سامنے آیا۔ اور ذکر اس بات کا شروع ہوا کہ اولیائے ہندوستان

زبردست ہیں یا افغانستان۔ اللہ نور نے مسجد میں بعد نماز عشا ایک پتھر کو لا کر چشتی صاحب سے کہا کہ آپ اسکو توجہ کریں۔ اور فقیر بھی توجہ کریگا۔ چشتی صاحب نے بہت ضرب اسمائے الٰہی لگائے۔ لاکن کوئی اثر توجہ کا معلوم نہ ہُوا۔ اُسوقت خلیفہ اللہ نور نے بسم اللہ شریف و کلمہ تمجید پڑھکر متوجہ ہوئے اور اسم ذات سے ضرب دینے لگے بفضل الٰہی پتھر اُس جگہ سے حرکت میں آیا۔ فوراً اُس پتھر کو سردار دہ نے اُٹھا کر تبرکاً اپنے گھر لیگیا۔ اور باقی کل گاؤں کے آدمی داخل طریقہ ہوگئے ؎

جد و جہد کسے کے بیشتر است کارش از جملہ کار بیشتر است

دوس اثناء میں خلیفہ نامدار شاہ صاحب ہنیتال والے موضع کاشہ بفاصلہ دہ میل مقام وڑاڈر سے واقع ہے۔ ایک مولوی صاحب سے کتاب شرح الیاس پڑھا کرتے تھے۔ رات کیوقت عالم خواب میں حضرت جناب باباجیو صاحب کو دیکھا اور ارشاد ہوا کہ تم فوراً میرے پاس موضع تیزی میں چلے آؤ۔ اور بیعت حاصل کرو۔ جسوقت آپ بیدار ہوئے اور دم بخود ہو کر طبیعت میں کمال اضطراری ظاہر ہوئی استاد صاحب نے پوچھا کہ نامدار شاہ تمہارے چہرہ پر پریشانی کا کیا باعث۔ آپنے اپنے خواب کے حالات بیان کئے۔ اسی وقت اُستاد صاحب نے ایک رفیق ہمراہ حرز جان بدرقہ ساتھ دیکر روانہ تیزی شریف فرمایا۔ جسوقت تیزئی شریف میں پہنچے تو مسجد میں حضرت خواجہ گل محمد صاحب حضور کے چھوٹے بھائی سے ملاقات ہوئی۔ دریافت حال فرمایا۔ شاہ نامدار صاحب نے اپنے خواب کی حالت عرض کی آپنے فرمایا کہ اگر بیعت کرنا چاہتا ہے تو میں بیعت کردونگا۔ شاہ نامدار شاہ صاحب نے عرض کی کہ حضرت جس صورت نے مجھ کو خواب میں دکھائی دی ہے۔ میری بیعت اس سے ہوگی۔ اتنے میں حضرت خواجہ نور محمد صاحب گھر سے تشریف لائے۔ آپ نے وہی صورت جو کہ خواب میں دیکھے ہوئے تھے۔ دیکھے اُس جگہ فوراً آپنے بیعت حاصل کی۔

نقل ہے کہ شاہ نامدار صاحب نے حضرت باباجیو صاحب علیہ الرحمت کی خدمت میں ایک عدد سرمدانی اور ایک پیسہ نانک شاہی نذر کیا۔ اور نہایت عاجزی سے عرض کرنے لگے کہ یہ پیسہ نانک شاہی مجھ کو ایک میت نماز جنازہ ادا کرنیکے بعد حیلہ اسقاط میں عطا ہُوا ہے۔ حضرت باباجیو صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بہت دولت آپکو نصیب کریگا۔

نقل ہے کہ حضرت خواجہ نامدار شاہ صاحب چھ سال حضرت باباجیو صاحب کیخدمت مبارک میں واسطے فراہمی لکڑیوں اور گھاس مال مویشی کی خدمت گذاری کرنے پر خادم رہے۔ اس عرصہ میں آپ کو سر مبارک دھونے کی فرصت نہیں ملی ایک مرتبہ حضرت خواجہ گل محمد صاحب نے بڑے زور سے آپکا سر مبارک دھولایا۔ سر کے بال

ایسے باہم جمع ہوئے تھے۔ کہ اس میں کنگھی نہیں چل سکتی تھی۔ تمام روز خواجہ صاحب ایک ایک بال کو علیحدہ علیحدہ کر کے بمشکل تمام شام تک بالوں میں شانہ کیا۔ حضرت باباجیو صاحب نے یہ حال دیکھ کر دوسرے روز اجازت خلافت فرمائی۔ اتفاق سے اچانک باباجیو صاحب کا فرزند کلاں اسمی احمد گل جو کہ بفاصلہ تیس کوس تعلیم علم کیلئے قیام پذیر تھے خبر بیماری پہنچی۔ حضرت باباجیو صاحب نہایت پریشان خاطر ہوئے فرمایا کہ عجب نور اگر تمہارا جانا ہوسکتا ہے تو جاؤ میرے فرزند کو اس جگہ لے آؤ۔ عجب نور نے جواب میں عرض کیا کہ حضرت میں جا نہیں سکتا ایک کام ضروری ہے۔ پھر اللہ نور کو کہا کہ کیا تم جا سکتے ہو۔ عرض کیا کہ حضرت نہیں۔ مجھ کو بھی گھر میں ایک کام ہے۔ اتنے میں شاہ نامدار صاحب دست بستہ کھڑے ہو کر عرض گذار ہوئے اور کہا کہ حضرت غلام حاضر ہے تعمیل حکم کے لئے دل و جان سے تیار ہوں۔ باباجیو صاحب نے ہاتھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا کی۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیرے فیض سے جہان کو منور کریگا۔ اسوقت شاہ نامدار صاحب روانہ ہوئے۔ اور پانچویں روز حضرت صاحبزادہ صاحب احمد گل کو حضرت کیپاس لائے۔ رات کو جناب باباجیو صاحب کو استخارہ کے ذریعے سے حکم ہُوا کہ نامدار شاہ صاحب خلیفہ بنا کر روانہ پنجاب کرو۔ چنانچہ صبح کیوقت حضرت باباجیو صاحب نے شجرہ شریف نقشبندیہ بمعہ اجازت خلافت دیکر روانہ فرمایا۔ پنجاب میں پہنچتے ہی ہجوم ہجوم خلق آپ سے فیض یاب ہونے لگی۔ جس کے شمار سے قلم قاصر ہے۔ آخر کتاب میں بطور اختصار آپ کے حالات درج ہونگے

قدائے نیک بختاں ہر کہ شد از نیک بختاں شد ہمانشور دولت میکند ہر استخوانے را

تقسیم اوقات حضرت جناب باباجیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ صبح کی نماز کے بعد تا ادائے نفل اشراق کلام کسی قسم کی نہیں کرتے تھے۔ اور تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ اوّل سب سے بعد از نماز صبح ایک مرتبہ فاتحۃ الکتاب اور الٓمٓ الی المفلحون و آیت الکرسی شریف اور آیت ثم انزل علیکم تا صدور پڑھکر سورۃ یٰسین شریف۔ قل یا ایہا الکافرون۔ قل ہو اللہ احد۔ اور سورۃ ہائے معوذتین پڑھکر ایک تسبیح درود شریف پڑھا کرتے تھے۔ بعد ازاں نماز نفل اشراق چار رکعت پڑھتے تھے۔ متصل نفل کے دعا سے جو یار بیعت کیواسطے ارادہ کرتے تھے اُنکو بیعت فرما کر توجہ کرتے تھے بعد ازاں کھانا تقسیم ہوتا تھا۔ اور خود بھی فقراؤں کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ قدرے آرام کر کے زوال کے بعد وضو کر کے نفی اثبات کی تسبیح پڑھتے تھے۔ اور چار رکعت نماز سنت زوال بہ ہمیشہ

ظہر اور عصر سے پہلے آپ ضروری لازمی پڑھا کرتے تھے۔ بعد نماز ظہر آپ توجہ فرماتے تھے۔ اور یاروں کو تعویذ وغیرہ دیا کرتے تھے۔ اور جو یار آپ سے رخصت ہونا چاہتے اُنہیں اجازت ملتی تھی اور نماز ظہر کے بعد ضرور ایک مرتبہ سورہ نوحؑ پڑھا کرتے تھے۔ یہ آپکی عادت میں ضروری امر تھا۔ بعد میں عصر کے داخل ہوتے ہی آپ چار رکعت نماز سنت ادا کرتے تھے۔ بعد ازاں عصر کی نماز پڑھ کر آپ کی دائیں ایڑی کے نیچے طرف جو کہ جوانی کے وقت سے زخم آیا تھا پوست انار پیسا ہوا ڈالکر باندھا کرتے تھے۔ بعدہٗ آپ سب یاروں سے ملکر مراقبہ کیا کرتے تھے۔ شام کی نماز کے بعد آپ یاروں سے ملکر کھانا کھاتے تھے۔ اگر اتفاق سے ایسا واقعہ ہو جاوے تو آپ کی قرأت نماز شام اکثر سورۃ الہکم التکاثر پہلی رکعت میں اور سورۃ والعصر دوسری رکعت میں ہوتی تھی۔ اور بعد میں چھ رکعت نماز نفل اوابین پڑھتے۔ اور سب یاروں کو نہایت تاکید فرماتے تھے بعد میں سورہ واقعہ شریف تلاوت کرتے تھے۔ اور بعد نماز عشا وتر سے پہلے آپ یہ دُعا پڑھا کرتے تھے۔ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ اور نیز ایک بار سورہ تبارک الذی اور ایکمرتبہ اسماء حسنیٰ۔ اور ایک مرتبہ آخر سورہ بقر۔ ایک مرتبہ آیت ثم انزل علیکم تا صدور۔ اور آخر سورت بنی اسرائیل اور آخر سورۃ کہف۔ آخر سورۃ حشر اور آخیر کے دس سورۃ پڑھ کر استراحت فرماتے تھے آخر رات تیسرا حصہ میں آپ بیدار ہو کر تہجد کی نماز بارہ رکعت ادا کرکے ایک تسبیح استغفار پڑھکر تھوڑا سا مراقبہ کرکے سبحہ گردانی ذکر نفی اثبات فرماتے تھے۔ اور آپکی عادت مبارک تھی کہ آپ درمیان سنت و فرض نماز فجر دائیں پہلو پر ذرا لیٹ جایا کرتے تھے +

باعث مراجعت حضرت جناب باباجیو صاحب و نقل مکانی از تیراہ شریف بموضع ڈرادر و از انجا تشریف آوری جوڑہ شریف

اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت باباجیو صاحبؒ تقریباً اسّی سال تیراہ شریف میں قیام پذیر رہے اور اُس ملک میں حضور کے فیض سے عام مسلمانان فیضیاب ہوئے۔ سب لوگ حسب استعداد مستفید ہوتے رہے علاقہ تیراہ میں ایک گاؤں چپری نام ہے اُس میں ایک ملاں برائے نام مسمی ولی خان جو کہ اخوند صاحب سوات علیہ الرحمت سے طریقہ قادریہ میں داخل طریقہ ہونا بتلاتا تھا۔ حضرت باباجیو صاحب کا مخالف ہو گیا اور جگہ جگہ یہ وعظ کرنے لگا کہ باباجیو صاحب کیخدمت میں کوئی نہ جایا کرے کیونکہ اُس کا طریقہ

اچھا نہیں۔ اور باباجیو صاحب کا طریقہ کسی جوگی سے ہے۔ اور کہ نیز وہ معاذ اللہ تلقین کے وقت مریدوں کو یا ابلیس کا ذکر ہزار مرتبہ روزانہ بتلاتے ہیں۔ افغان جو کہ ناواقف تھے ایسے خرافات سنکر اشتعال میں آئے اور حضور کے عقیدتمندوں کو جو کہ پنجاب اور ہندوستان سے زیارت کرنے کو جاتے تھے راستہ میں لوٹ لیتے تھے۔ اور مال اسباب چھین لیجاتے تھے۔ حضرت جناب باباجیو صاحبؒ نے ایک مرتبہ ملا ولی خان کو بلایا اور کہا کہ تم ہمارے پیچھے کیوں پڑ گئے۔ اگر شرعاً ہمارے عمل یا عقیدہ میں خلل ہے تو ہم کو بتلاؤ۔ ورنہ ہر جگہ تمہارا یہ کہنا کہ باباجیو صاحب کا طریقہ اچھا نہیں۔ مناسب نہیں ہے۔ خدا کی قدرت سے اُنپر اُلٹا اثر ہوا اور پہلے سے زیادہ کوشش ایذارسانی کی کرنے لگے چند سال تو حضور اس تکلیف کی برداشت کرتے رہے مگر آخر میں آپ کو یارو کی تکلیف گوارا نہوئی۔ آپ دِل آزردہ ہوکر تیرئی شریف سے بمقام موضع ڈراڈرا تشریف لائے۔ چند سال اُس جگہ قیام پذیر رہے۔ ۱۲۸۴ ہجری میں موضع ڈراڈرا سے موضع چورہ شریف مضافات اٹک میں تشریف لائے اور اس جگہ آپ ایکسال اور چھ ماہ کے قیام کے بعد رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوگئے۔

قطعہ تاریخ   لوکانت الدنیا تدوم لواحد   لکان رسول اللہ فیہا مخلد   ۱۲۸۶

رفت نور محمد از دنیا   کہ ہمہ عمر خود نگفتہ دروغ   مست مسکین کہ ہست خادم او   سال تاریخ او بگفت فروغ

کرامت اوّل۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جناب باباجیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو علمائے تیراہ نے ایک مسئلہ شرعی میں منصف قرار دیکر آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ اُن دنوں میں حضرت باباجیو صاحب کی خدمت مبارک میں ایک مولوی صاحب مسمّٰی بہ ملاں شرافت واسطے تعلیم علم فقہ و حدیث و تفسیر وغیرہ رہا کرتے تھے۔ اور درویشوں کو تعلیم کرتے تھے۔ وہ بھی اس مجمع علماؤنمیں تحقیق مسئلہ پر گفتگو کرنے لگے اسوقت ملاں صاحب ملاں شرافت نے تقریر شروع کی۔ جو کہ حضرت باباجیو صاحب کو مرغوب خاطر نہ تھی باباجیو صاحبؒ نے بڑے تحمل سے فرمایا کہ ملاں شرافت تمہیں سمجھ نہیں آتی۔ چپ ہوجاؤ۔ خدا کی قدرت سے ملاں شرافت علم سے مطلق بے بہرہ ہوگئے۔ اور زبانِ تقریر بھی بند ہوگئی۔ جو طالب العلم کہ آپ سے تعلیم پاتے تھے سب حیران رہ گئے۔ اور تھوڑے روز انتظار کرکے رخصت ہوگئے۔ اس واقعہ کو قریب آٹھ سال کا عرصہ گذرا کہ اتفاق سے ایک روز حضرت جناب باباجیو صاحبؒ اپنی مسجد مبارک میں نماز نفل اشراق ادا کرکے دعا کر رہے تھے۔ دیکھا کہ ملاں شرافت دیوار صحن مسجد پر سر رکھ کر روتا ہے کیا کسی نے اچھا کہا ہے

بے گریہ کے شگفتگیِ دل میسر است — گلشن زفیضِ قطرہ بنشوونما شود

حضور کو اُسکی حالتِ زار پر نہایت رحم آیا اور فرمایا کہ ملاں شرافت کیا حال ہے۔ اتنے میں فضلِ الٰہی شاملِ حال ہو کر ملاں شرافت کی زبان کی گرہ کھل گئی اور زبان افغانی سے یہ بیت پڑھنے لگا :- ؎

زہ پہ قید اورنگ نہ یم چہ زہ خلاص شم — زہ پہ قید[1] دے شیخ لونکار زڑی بابایم اور کہنے لگا ؎

من ول بخال و خط ندہم ہمہ پیشہ کن — بلبل نیم کہ مست کند رنگ و بو مرا

حضرت باباجیو صاحب نے بلا کر اپنے گلے سے لگایا اور دعا فرمائی اور دریافت حال فرمایا۔ ملا صاحب ملان شرافت نے عرض کی کہ حضرت ایک حرف علم سے یاد نہیں رہا۔ یہاں تک کہ نماز صحیح پڑھنی نہیں آتی دعائے خیر فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو علم نافع دوبارہ نصیب کرے ؎

دامن دریوزہ کشادیم باز — پیش کفِ ہمتِ عالم نواز

اور زبان معذرت سے کہنے لگا ؎

نہ من زبے عملی در جہاں ملولم و بس — ملالتِ علما ہم ز علم بے عمل است

باباجیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جاؤ مسجد میں طالب العلموں کو سبق پڑھانا شروع کرو۔ اللہ تعالیٰ ملکہ تعلیم دے دیگا۔ آپ کی دعا کی برکت سے اسی حالت تعلیم میں بیس سال سے زیادہ ملاں شرافت خاص بمقام تیراہ شریف علم عربی کی تعلیم کرتے رہے ؎

ایں دعائے شیخ نے چوں ہر دعا است — فانی است و گفتِ او گفتِ خدا است

اگر تو سنگ خارہ مرمر شوی — چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

کرامت دوئیم۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضور جناب باباجیو صاحبؒ بمقام موضع لحاظ جو کہ عین وسط ملک تیراہ میں ہے تشریف لیگئے۔ باشندگان وہ آپ کیخدمت عالیہ میں عرض کرنے لگے کہ ہمارے موضع کا پانی پینے کا نہایت دور سے آتا ہے۔ اور ہم لوگوں کو سخت تکلیف ہے۔ کیونکہ آبادی موضع لحاظ بر سر کوہ واقع ہے۔ اور پانی نشیب کیطرف ایک میل سے زیادہ دور ہے۔ اسلئے تکلیف ہے۔ برائے خدا ہمارا علاج

[1] ترجمہ ہندی میں قیدی اورنگزیب کا نہیں ہوں جو نجات کی امید ہو۔ بلکہ میں قیدی حضرت شیخ لونکار زڑی بابا کا ہوں۔ افغانستان میں حضرت شیخ لونکار صاحب بڑے مشہور ولی گذرے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ میں پکا قید شدہ ہوں۔ میرے سر پر کوئی اور تکلیف کسی قسم کی نہیں +

رحم فرماویں۔ اور درگاہ الہٰی میں ہمارے حق میں دعاء کریں کہ اللہ تعالیٰ کہیں نزدیک سے ہم کو پانی کی سبیل کر دیوے۔ حضور نے فرمایا کہ اچھا آج ہم استخارہ کریں گے اور تم لوگ بھی استخارہ کرو جو کچھ خدائے تعالیٰ کیطرف سے ہم کو حکم ہوگا اُسپر عمل کرینگے۔ فقط۔ بعضے یاروں نے کہا کہ ہم کو استخارہ کی ترتیب بمعہ استخارہ بتلا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ نماز عشا کے بعد وضو کرکے دو رکعت نفل ادا کریں بہ نیت استخارہ۔ اور اُس کے بعد یہ دعا ایک مرتبہ پڑھ کر سو جاویں استخارہ کی دعا یہ ہے :۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ وَيَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ ط اور فرمایا کہ نفلوں کی قرأت پہلی رکعت میں سورۃ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھ لیا کریں۔ چنانچہ حسب الارشاد ایسا ہی عمل ہوا۔ صبح کیوقت بعد از نماز سب لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ حضرت آپکی طرف سے ہماری مشکل کشائی کا اشارہ ہوناہا

اولیا را ہست قدرت از الہٰ تیر جستہ باز گرداند ز راہ

ورنہ اگر حقیقت ہماری پژمردہ نصیبہ کی دریافت کرنا چاہیں تو ہم بالکل کسی قابل نہیں اور ہمارے حال کا یہ شعر حافظ گواہ ہے ؎ ما آزمودہ ایم دریں ورط بخت خویش۔ بروں کشیدہ باید ازیں شہر رخت خویش حضور نے فرمایا ایسا نہ چاہیئے خداوند کریم کی رحمت کا ہمیشہ امیدوار رہنا تصوف کا پہلا رکن ہے۔ کیا بزرگوں کا قول تمہیں یاد نہیں ؎ بہنگام سختی مشو نا امید۔ کز ابر سیہ بارد آب سفید + در چارہ سازی بخود در مبند۔ کہ بسیا تلخی بود سودمند یاران طریقت نے عرض کی کہ حضرت ہم حاضر ہیں۔ جیسا حضور کا ارشاد ہو فرمایا کہ چلو ہمارے ساتھ۔ اس پہاڑ کی دوسرے گوشہ کیطرف ہاتھ اُٹھا کر دعاء قضائے حاجات کی اور بعد ازاں روانہ مسجد مبارک سے ہوئے قریب میل سے کم اُس پہاڑ کے پہنچے ہونگے کہ آپ یکبارہ اُسی جگہ ٹھہر گئے اور فرمایا کہ بس حکم اسی جگہ ٹھہر جانیکا ہے۔ آپنے اس جگہ دو رکعت نماز نفل ادا کئے۔ اور بعد ازاں فاتحہ الکتاب پڑھ کر دستہ بیل جسکو پنجابی میں کہی کہتے ہیں۔ پکڑ کر ایک پتھر کو نکالنا چاہا تین ضرب لگائے اور ساتھ ہر ایک ضرب کے

بسم اللہ شریف پڑھتے رہے - حکم الٰہی سے پتھر اپنی جگہ سے حرکت میں آیا - اتنے میں اہل حاضرنے اِس خدمت کو اپنے ذمہ لیا - چنانچہ قریب نصف ساعت کے پتھر اپنی جگہ سے باہر آگیا - اور اس جگہ سے نہایت عمدہ اور صاف پانی کا چشمہ بڑے زور سے جاری ہوا - آپ نے فرمایا کہ نہر کی صورت سے پانی کا رستہ آبادی کی طرف بنا تے چلو - چونکہ ایک بڑا عظیم الشان جلسہ تھا سب لوگ اس کام کو غنیمت جان کر نہر کھودنے میں شروع ہوئے - اور بابا جیو صاحبؒ نے اُس جگہ تین عدد مادہ گائے کی قربانی کا صدقہ کیا - عصر کی نماز کے وقت نہر کا پانی مسجد موضع لحاظ تک پہنچا دیا گیا - اور نماز مسجد میں ادا ہوئی - بعدازاں نہر کے پانی کا مسجد کے صحن میں سے گذر کر اثنائے راہ میں ایک عظیم الشان پتھر پر گذر ہے اس سے نیچے کی طرف ایک زمیندار کی زمین ہے - مالک زمین گذر پانی کا مانع ہو گیا - چونکہ پانی کی گذر کا بغیر اُس راہ کے اور کوئی سبیل نہیں تھا - سب حاضرین نہایت لاچار ہوئے کیونکہ اگر اُس جگہ نہر کا گذر نہ ہو تو دُور سے نہر کے پانی روکنے کی تجویز ہوتی - اور اس صورت میں نہ تو مسجد میں پانی آسکے اور نہ آبادی کو پانی نزدیک سے مل سکے - نہایت لاچار ہوئے - اہل دِہ سب اُس زمیندار کے پاس جاکر نہایت عجز سے التجا کرنے لگے لیکن اثر پھر بھی کیا ہونا تھا - آخر میں حضرت بابا جیو صاحبؒ نے اپنی زبان مبارک سے زمیندار کو کہا کہ نہر کے پانی کا گذر تمہاری زمین کے بغیر اور کسی راستہ سے نہیں ہوسکتا - اللہ کیواسطے رحم کرو - اور اجازت فرماؤ - جواب میں کہا کہ اگر مجھ کو قتل کر دیویں گے تو بھی میں اپنی زمین میں نہر کو گذرنیکا راستہ نہ دونگا - حضور نے اپنے حاضرین کو فرمایا کہ اچھا چلو - اس نہر کے گذرنیکا راستہ خدائے تعالےٰ خود بنا دیویگا - قریب نصف شب گذری ہوگی کہ ایک عظیم الشان آوازہ آیا سب آدمی خواب سے جاگ اُٹھے - حیران رہگئے کسی کو بعدازاں نیند نہ آئی - جب صبح نماز کے واسطے مسجد میں گئے دیکھا کہ اُس پتھر میں ایک تین گز مدور شکل پر سوراخ ہوا ہے - اور پانی اُس میں جارہا ہے - اب تک اسی سوراخ میں پانی نہر کا گم ہوجاتا ہے

بالکل نام و نشان آگے کہیں اس کا نظر نہیں آتا۔ دو تین روز حضور کا اُس جگہ قیام رہا۔ اور سب دِہ کے آدمی آپ سے بعیت ہوئے۔ بوقت ادائیگی آپ نے فرمایا ؎

ماخاک نشینیم و انار انشا سیم
صدشکر کہ در مذہب ماکبر و انانیست

کرامت ۳۔ نقل ہے بلکہ میرا چشم دید واقعہ ہے کہ حضرت باباجیو صاحبؒ کے پاس ایک درویش ملاں شمیر نام بملازمت پاسبانی مال مویشی رہتا تھا۔ اُس کی رفتار میں قدرتی تیز رفتاری کی طاقت نہیں تھی۔ ایک مرتبہ آپ کے مال مویشی کو جنگل کی طرف واسطے گھاس چروانے کے لے کر چلا گیا۔ اتفاق سے مال مویشی ایک زمیندار کے کھیت زراعت میں چلے گئے۔ اور نقصان ہونے میں تھا کہ زراعت کا مالک آ پہنچا۔ اور کل مال مویشی اپنے گاؤں میں جو کہ مشہور بہ موضع برس ہے لے گیا۔ فقیر ملاں شمیر نے ہر چند زاری اور عجز سے کہا کہ یہ مال مویشی حضرت باباجیو صاحب کی ہے۔ اس کو چھوڑ دو۔ اُس شقی ازلی نے پرواہ نہ کی۔ ملاں شمیر ناامید ہو کر حضرت جناب باباجیو صاحب کی خدمت مبارک موضع تیرئی شریف جو کہ موضع برس سے بقدر دو میل ہے۔ پہنچا۔ عرض حال کیا۔ آپ نے اپنی سمند رنگ کی گھوڑی جو کہ آپ کی سواری کی تھی حاضر کی گئی۔ آپ سوار ہو کر اُس زمیندار کے گھر چلے گئے۔ زمیندار نے مکی کی چھلیاں گھوڑی کے آگے رکھ کر حضور کو چارپائی پر بٹھایا۔ حضرت باباجیو صاحب نے فرمایا کہ سمندی گھوڑی کو کچھ نہ کھلا۔ تاوقتیکہ ہمارے مال مویشی ہمارے سپرد نہ کرے۔ گھوڑی نے نظر کرنا اُس موجودہ چھلیوں پر حرام سمجھا۔ زمیندار نے کہا کہ اگر باباجیو صاحب مال مویشی کو لیجانا چاہیں تو خواہ اپنے پیران کو بھی ہمراہ لادیں اور میرے قدم پکڑیں میں مال مویشی نہیں دونگا۔ اتنے میں حضرت باباجیو صاحب نے فرمایا کہ اچھا ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال مے آید

قبلۂ عالم نے اللہ کا نام لیکر گھوڑے پر سوار ہوئے اور گھر تشریف لائے اتنے میں زمیندار کا ایک لڑکا سید عالم نام بعمر بست وچہار سال کا بدرد شکم مبتلا ہُوا ایک دو گھنٹہ میں اُس کی حالت نہایت ابتر ہوئی۔ اہلِ محلہ وہمسایہ نے اُس کو کہا کہ اے کمبخت تمہارے گھر سے جناب باباجیو صاحب ناراض اور ناخوش ہوکر تشریف لے گئے۔ جب تک وہ راضی نہ ہوں ممکن نہیں کہ شفاء مرض منہ دکھائے زمیندار نے مبلغ پانچ روپے نقد لیکر اور ایک راس بزغالہ حضرت کی حضور میں ہدیہ کرکے ہمراہ مال مویشی حضور کے بارگاہِ عالی میں روتا ہُوا حاضر ہُوا۔ کہنے لگا کہ حضرت میرا ایک ہی لڑکا ہے۔ برائے خدا دعا فرمادیں کہ اللہ اُس کو شفاء نصیب کرے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا کام ہمارے اختیار سے باہر ہو گیا ہے کیونکہ تم نے پیرانِ عظام کو بے ادبی کے ساتھ یاد کیا ہے۔ اور یہ شعر اس وقت کی حالت بالکل موزون تھا ؎

علاج واقعہ پیش از وقوع باید کرد
دریغ سود ندارد چو کار رفت از دست

اسی بات میں تھے کہ لڑکے کی وفات کی خبر پہنچ گئی۔ آپ نے فرمایا ؎

اول بظالماں اثرِ ظلم میرسد　　پیش از ہدف ہمیشہ کماں نالہ میکند

اور مثنوی والا فرماتا ہے ؎

تا دلِ مردے خدا نامد بدرد
ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

درحقیقت یہ مصیبت محض سبب بے ادبی بزرگانِ دین اس کو پہنچی۔ اور بے ادبی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے ؎

رباعی

کردم از عقل سوالی کہ بگو ایمان چیست　　عقل در گوش دلم گفت کہ ایمان ادب است
چشم بگشاد بہ بیں جملہ کلام اللہ را　　آیت آیت ہمہ ایں معنی کہ قرآن ادب است

کرامت ۴ - نقل ہے کہ مولوی صاحب محدّث و مفسر جامع المنقول والمعقول
واقف علوم فروع و اصول مولوی نور حسین صاحب نوراللہ مرقدہٗ ساکن ہنتیال
نے بوقت خورد سالگی ایک روز باہر حاجت ضروری کو تشریف لے گئے۔ اثنائے
راہ میں آپ کو ایک روپیہ محمود شاہی جس کے اوپر کلمہ طیبہ نقش ضرب تھا
مِلا مولوی صاحب نے روپیہ اُٹھا کر اپنے والد صاحب مولوی نور عبداللہ صاحب
کی خدمت میں گئے - عرض کی کہ مجھ کو باہر جنگل میں ایک روپیہ اس نقش کا ملا ہے
میں چاہتا ہوں کہ اب کے سال جو آپ بمقام تیراہ شریف جائیں گے مجھ کو بھی
ہمراہ لیجاویں - اور حضرت جناب باباجیو صاحب سے میرے لئے دعا کراویں
کہ اللہ مجھ کو علم نافع نصیب کرے - قریب ایک ماہ کا گذرا ہوگا کہ بہت مخلص
آپ کے خدمت عالیہ میں جانے کے لئے تیار ہوئے۔ مولوی نور عبداللہ صاحب نے
بھی اپنے فرزند نور حسین صاحب کو ہمراہ کر کے حضرت باباجیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کی خدمت اقدس میں مستفیض ہوئے - حضرت باباجیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولوی
نور عبداللہ کو فرمایا کہ یہ لڑکا تمہارا کم سن ہے - یہ کیونکر متحمل سفر کوہستان ہوگیا ہے
ہے - عرض کیا کہ حضرت اوّل تو اسکو بیعت فرماؤ - بعد ازاں دُعا فرماؤ کہ اللہ تعالیٰ
اُسکو علم نافع نصیب کرے - اور حافظ اچھا ہو جاوے - حضور نے اُس کے ہاتھ
پکڑ کے داخل طریقہ نقشبندیہ فرمایا - اور فرمایا کہ بعد از ہر نماز بارہ مرتبہ یہ دُعا
بمعہ بسم اللہ شریف پڑھا کرے رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْ
اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا وَّفَهْمًا
رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا - فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس لڑکے کو عالم کر دیگا - اور اس کے
علم سے خلق خدا اس قدر فیض یاب ہوگی - جس کا بیان مشکل سے ہوگا - بوقت واپسی
مولوی نور عبداللہ صاحب نے اپنے فرزند کو واسطے تعلیم علم موضع چکی روانہ کیا -
اُس جگہ سے صرف اور نحو کے علم سے فراغت حاصل کر کے ریاست کپورتھلہ میں موضع
تلونڈی ڈھڈی مولوی مفتی عبداللہ صاحب سے علم فقہ و معقولات پڑھ کر بمقام خواجہ تشریف

باقی کتب ہیئت و ادب و احادیث پوری کرکے بتقرری تنخواہ تعلیم میں ملازم ہوگئے۔ اِس اثناء میں ۱۳ سال گذر گئے کہ مولوی نور عبداللہ کو اپنے فرزند عزیز کے کوئی خبر نہ ملی شب و روز روتا رہتا تھا۔ اور سب لوگ یہ کہا کرتے تھے کہ کہیں مرگیا ہے۔ ورنہ کوئی خبر تو اُس کی آتی۔ نہایت دِل آزردہ ہوکر ایک روز حضرت جناب باباجیو صاحبؒ مسجد بھورا میں تشریف رکھتے تھے۔ مولوی نور عبداللہ نے نہایت عجز و انکساری کے ساتھ روکر کے عرض کیا کہ حضرت آپ کا غلام نور حسین ۱۳ سال ہوئے کہ مفقود الخبر ہے۔ برائے خدا دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخیر عافیت واپس گھر لاوے ؎

برآوردن کام امیدوار بہ از قیدی بندے شکستن ہزار

آپ نے بمعہ تمام حضار مجلس دعائے خیر فرمائی۔ ایک ہفتہ کے بعد اُس کی خبر خیریت کا خط بعبارت عربی شہر خورجہ ملک ہندوستان سے آیا۔ اور اُس کا مضمون یہ تھا کہ تمام علوم عربی سے فارغ ہوں اور تعلیم علوم عربی میں ملازم ہوں۔ قریب چھ ماہ کے آپ کی خدمت میں قدمبوسی کرنے کے لئے حاضر ہوجاؤں گا۔ جب مولوی نور حسین تشریف فرمائے ملک اپنے میں ہوئے تو سب عالم ہمعصر آپ کے مساوت اور مقابلہ میں تن فرسائی کرنے لگے۔ مگر آخر میں سب نے تسلیم کا جامہ پاکر آپ کے تابع ہوگئے۔ مؤلف کتاب اور میرے مکرم اخی المعظم محمد دیدار شاہ صاحب تین سال آپ کی خدمت میں تعلیم پاتے رہے ؎

سلوک راہ معنی را توکل باید و تقوے
توکل مرکب راہ است تقوی توشہ رہ رو

نقل ہے کہ ایک مرتبہ جناب باباجیو صاحب کو اتفاق سفر پنجاب ہوا تو آپ کے ساتھ خلیفہ صادق مولوی حسن علی صاحب طالب العلمی کی حالت میں ہمراہ تھے۔ جب حضور قبلہ عالم پنجاب سے واپس ہونے لگے تو فقیر مولوی حسن علی کو حضور کی نسبت بدظنی ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ ایسی بدظنی ہوئی جس کا اندازہ نہیں رہا۔ اسی خیال میں تھا کہ حسن علی کو تپ شروع ہوگیا۔ اُس کے دِل میں یہ سوچ پڑی کہ دن کے وقت تو مناسب

نہیں لیکن رات کیوقت جس وقت سب لوگ آرام میں ہونگے تو میں بھاگ جاؤں گا۔ یہ کیا فقیری ہے کہ تمام روز محنتِ سفر میں خراب کرتے رہتے ہیں۔ اتفاق سے رات کو بمقام الاچی متصل شہر کوہاٹ مسجد میں استراحت فرما ہوئے۔ سردار صاحب خانگل خان صاحب و سردار امیر خان صاحب و سردار سمند خان صاحب نے آپ کی دعوت کی۔ حضرت جناب باباجیو صاحب نے گوشت میں روٹی نرم کرکے اپنے پاس رکھی۔ قریب نصف رات گذری ہوگی کہ حضرت جناب باباجیو صاحبؒ چراغ روشن کرکے فقیر حسن علی کے پاس تشریف لیگئے۔ اور فرمایا کہ فقیر حسن علی کیا حال ہے۔ کہا کہ حضرت تپ کا ازحد زور اور تکلیف ہے۔ فرمایا کیا کچھ کھانے کو دل چاہتا ہے کہا ہرگز نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا ذرا نسوار استعمال کرو۔ کہا اچھا۔ آپنے اپنے ہاتھ پر نسوار واسطے استعمال کے خلیفہ حسن علی کو دیدی۔ اُسی وقت بخار اُترنے لگا۔ اور ہوش درست ہوگئے۔ آپنے فرمایا کچھ کھانا ہے کہا حضور اب دِل چاہتا ہے قبلہ عالم نے وہ گوشت اور روٹی رکھی ہوئی کھانے کو دیدی۔ جسوقت روٹی کھالی تو حضرت باباجیو صاحب نے فرمایا کہ حسن علی ایک روز کے بخار میں تم بے اعتقاد ہو چلے۔ اس کا نام فقیر ثابت قدم نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ اور فقیری میں ہزارہا قسم کے وہم وخیال بد اعتقادی پیدا کرنے کو ظاہر ہوتے ہیں۔ مگر جو لوگ ثابت قدم ہوتے ہیں وہ پرواہ نہیں کرتے۔ فقیر حسن علی آپ کے قدموں پر گرا۔ اور اپنی ندامت کو بیان کرکے عذرخواہی کرنے لگا۔ اور حضور سے معافی کا خواستگار ہُوا۔ آپ نے فرمایا کہ اہلِ خدا کو کسی پر غصہ نہیں آتا اور نہ ناراض ہوتے ہیں۔ بعض وقت جو کوئی باعث خفگی ظہور میں آتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہُوا کرتی ہے۔ اُس میں وہ مجبور ہوتے ہیں۔ خلیفہ حسن علی کو اپنے گلے سے لگایا اور اجازت وظائف اور قصاید شریف خصوصاً قصیدہ بردہ شریف کی عطا فرمائی۔ اِسی اثناء میں خلیفہ صاحب کو وجد ہُوا۔ اور حالتِ وجد

میں یہ بیت ورد زبان رہا ؎

ماہ من در نیم شب کاکل پریشان کرد و رفت خود پریشان بود مارا ہم پریشان کرد و رفت

جب ہوش میں آئے تو کہا ؎

ندارم ذوق رندے نے خیالِ پاک دامانی مرا دیوانۂ خود کن بہر رنگے کہ میخواہی

اللہ تعالےٰ نے خلیفہ حسن علی کو وہ مرتبہ عنایت فرمایا کہ پنجاب میں ضرب المثل ہے۔ آپ کی وفات ۶ ماہ محرّم ۱۲۹۰ھ میں ہوئی۔ اور مزار مبارک موضع بھوت مار متصل بسال ضلع اٹک میں واقع ہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جناب باباجیو صاحب کا ارادہ سفر پنجاب کا ہؤا آپ کے ہمراہ بہت صاحب علم اور منتہی خلیفے تھے۔ آپ کا ارادہ شب موضع اورنگ آباد گذار کر صبح موضع رنگلی کو جانے کا ہؤا۔ میاں احمد فقیر سکنہ چورہ نے عرض کیا کہ حضرت آپ براہِ چورہ تشریف لیجائیے اُس جگہ میرا غریب خانہ اپنے قدم مبارک سے منور فرمائیے باباجیو صاحب نے اُنکا کہنا منظور فرما کر براہِ چورہ تشریف آوری فرمائی۔ اثنائے راہ میں میاں احمد فقیر کا حقیقی بھائی کلاں مسمی محمد فقیر قلبہ رانی کرتا تھا۔ حضرت باباجیو صاحب کے ساتھ صدہا آدمی ہمراہ تھے۔ ازروئے تکبّر و تجاہل عارفانہ السّلام علیکم زبان سے بھی نہ کہا۔ فقیر میاں احمد کو اُس جماعت میں سخت ندامت آئی۔ رونے لگا۔ اور حضور کی خدمت میں عرض کرنے لگا کہ حضرت یہ میرا حقیقی بھائی تھا۔ جس نے حضور کو السلام علیکم بھی نہیں دیا دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ اسکو راہ راست پر لاوے۔ حضرت نے دعا فرمائی آپ موضع رنگلی تک نہیں پہنچے تھے کہ فقیر محمد کو ایک ایسا ہیبت و خوفناک واقعہ نظر آیا۔ کہ اپنے قلبہ ران گاواں کو اُسی قلبہ رانی کی حالت میں چھوڑ کر حضرت باباجیو صاحب کی قدم بقدم دوڑا اور حضرت سے جا ملا۔ آپ حضور اپنی گھوڑی پر سوار تھے کہ سائل بیعت ہوا۔ حضور نے گھوڑے پر سواری کی حالت میں فقیر محمد کو بیعت طریقہ نقشبندیہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسی حالت میں اُسکو مرتبہ ولایت نصیب فرمایا۔ اور صاحب کشف ایسا ہؤا کہ جس کے بیان سے زبان راقم الحروف قاصر ہے۔ سبحان اللہ خدا کی باتیں خدا ہی جانے

زاہد غرور داشت سلامت نبرد راہ رند از رہ نیاز بدار السلام رفت

نقل ہے کہ ایکمرتبہ بمقام تیرٹی شریف حضور کے خاندان میں سے اسمی محمد نور نے حضرت کے باغیچہ میں داخل ہو کر چوری کر کے بہت سے کھیرے توڑے۔ باباجیو صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُسکو اپنی مصیبت میں گرفتار کرے۔ چنانچہ تھوڑے روز گذرے ہونگے کہ اُس کے ہاتھ سے ایک ناحق خون ہو گیا اور ایسی تکلیف میں آیا کہ اُسکو تادمِ عمر یاد رہا۔ مزید براں یہ کہ تھوڑے دنوں کے بعد اسکی ایک آنکھ کی نظر جاتی رہی۔ اور ہمیشہ کہتا تھا کہ مجھ کو باباجیو صاحب کی بد دعا نے برباد کر دیا۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎ کھوٹی کرنی کیوں کریں کر کے کیوں پچھتا بیجے بیر ببول کے آنب کہاں سے کھا

نقل ہے کہ ایک مرتبہ محمد شاہ نام حضور کے خاندان میں سے صحبتِ ناہلوں میں اپنا عزیز وقت ضایع کرنیکا عادی ہوا۔ ایک مرتبہ حضور کے نور چشمی جو کہ سب فرزندوں میں سے خوردسال تھی اُس کا زیور چوری لے گیا۔ اور ساتھ ہی اُن کے گھر میں تلوار تھی وہ بھی لیگیا حضرت باباجیو صاحب کی خدمت عالیہ میں عرض کرنے لگے کہ حضرت میرے گھر میں محمد شاہ شام کے وقت آیا تھا۔ میرا زیور بمعہ ایک تلوار چوری کر کے لے گیا ہے۔ حضرت جناب باباجیو صاحب نے اپنے فرزند حضرت شاہ محمد صاحب کو فرمایا کہ محمد شاہ کا پتہ لگاؤ کہاں ہے۔ عرض کیا کہ حضرت موضع چنگی میں چلا گیا۔ فرمایا کہ صبح سے پہلے جاؤ اور اُسے کہدو کہ زیور اور تلوار واپس تمہارے ہاتھ دے دیوے۔ اور فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ اُس کی زندگی میں صرف کل کا روز باقی ہے۔ حضرت شاہ محمد صاحب حسب الحکم تشریف لے گئے۔ اور محمد شاہ کو ملے زیور اور تلوار اُس نے ظہر کی نماز سے پہلے دے دی۔ عصر کی نماز کے وقت اُس کی گردن پر ایک ذراسی علامت سرخی معلوم ہوئی۔ اور کہنے لگا کہ یہ میری موت کی علامت ہے۔ باباجیو صاحب کی بد دعا ہے۔ اب میں ہرگز نہیں بچ سکتا۔ چنانچہ عشا کی نماز سے پہلے دارِ دنیا سے رحلت کر گیا

؎

جو چمن سے گذرے تو لے صبا تو یہ کہنا بلبل زار سے
کہ خزاں کے دن بھی قریب ہیں نہ لگانا دل کو بہار سے

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم کا مخلص فقیر میاں محمد سکنہ چورہ شریف بہت سے احباب کو جمع کر کے کہنے لگا کہ مجھ کو آج کی رات حضرت باباجیو صاحب بمعہ تمام اولیائے کرام خصوصاً مشائخ نقشبندیہ ایک وادیئے آب جو کہ آبادی موضع چورہ شریف سے ایک میل کے فاصلہ پر جانب شمال واقع ہے جمع ہوئے نظر آئے اور مجھ کو یہ حکم دے گئے کہ اسجگہ مسجد بنائی جاوے۔ اور آبادی کے واسطے بنفس نفیس آنحضرت اقدس نے کسی قدر جگہ تجویز کی اور حضور نے اپنے روضہ مبارک اور اولاد امجاد کے مزارات کی جگہ علیحدہ کر کے جتلائی۔ آؤ ہم سب یار چلکر اُس جگہ نشان بناویں۔ اُس زمانہ میں حضرت جناب باباجیو صاحب مقام موضع تیرئی شریف سے بھی موضع وڑادڑ تشریف نہیں لائے تھے۔ یہ پیشین گوئی آپ کے چورہ شریف تشریف لانے سے گیارہ سال پیشتر ہوئی تھی۔ خلفائے موجودہ اور اہل دِہ شامل ہو کر اُس جگہ نشان پتھر نصب کر کے آبادی کے واسطے پتھر جمع کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ چنانچہ تامدت گیارہ سال حضور اُسی جگہ تشریف فرما ہو کر فروکش ہوئے اور اُس جگہ ایک سال بقید حیات رہ کر واصل بحق ہوئے۔ روضۂ مبارک اُس جگہ میں واقعہ ہے۔ فقیر محمد مذکور نے اپنے ہاتھ سے حضور کی قبر تیار کی۔ اور اس سعادت کے مستحق ہوئے اُسی روز سے فقیر محمد حضور کی قبر کے غلام ہو کر تین سال تک زندہ رہے اور جب رویا کرتے تھے تو اُن کے رونے کی یہ صدا تھی۔ ؎

جیتے جی جاؤں میں کیونکر کوئے جاناں چھوڑ کر　　بلبل نالاں کہاں جاوے گلستاں چھوڑ کر

دنیا میں ثابت قدمی اسلامی لباس میں اعلےٰ درجہ کا نصیبہ ہے۔ جس کو اللہ تعالےٰ عنایت کرے۔ ضروری ہے۔ ؎

انفاس پاس دار اگر مرد عارفی　　مُلک دو کون ملک تو گردد بیکنفس

دنیا کے لالچ میں نہ آئے دل کا صوفی بنے۔ تن کے صوفی ہونے سے لاحول پڑھے۔ مثنوی میں لکھا ہے۔ ؎

فعل معکوس ست نقش ایں جہاں　　میل ہر چیزے بسوے ضد بداں
کار دنیا جملہ عکسِ کارہا است　　در خوشی غم ہست در غم فرحت است

ہر کہ گریاں است خنداں او بود | وانکہ شاداں زیست گریاں او رود
دوستی و دشمنیٔ ایں جہاں | ہمچنیں بر عکس آمد اے فلاں
ہر کہ با تو دوست تر دشمن تر است | نقد عمرت را بافسوں زد برست
ہر کہ دشمن گشت ناید سوے تو | نامداد گاہے ندبباو روے تو۔
درحقیقت او بود از دوستاں | نقد عمرت را نگشتہ او ستاں

نقل ہے کہ حضور جناب باباجی صاحبؒ سے ایک شخص مسمّی بہ بخشاء قوم آہنگر ساکن موضع زنگلی کا بیعت ہؤا۔اور بروقت بیعت حضرت جناب باباجیو صاحب نے اس کو درباب اجتناب معصیات و منہیات بہت تاکید فرمائی۔لیکن شامت اعمال بقول حافظ ع۔روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم اور ایک بزرگ کی رباعی برسر موقعہ یاد آئی۔**رباعی**

نفس از ہم نفس بگیرد خوے | بر حذر باش از لقاے خبیث
باد چوں برفضاے بد گذرد | بوے بد گیرد از فضاے خبیث

اُس کی صحبت نااہل جماعت کے ساتھ مترتب ہوئی اور اخلاق ذمیمہ سے آراستہ ہو کر ایک عورت کے ساتھ اُس نے آشنائی اختیار کی۔رات کے وقت خلیفہ فقیر محمد کو جس کا ذکر اوپر گذر چکا ہے حضرت باباجیوؒ صاحب جو کہ تیراہ میں قیام رکھتے تھے عالم خواب میں ملے اور فرمایا کہ اِسی وقت جا کر موضع زنگلی میں بخشاء لوہار کو اطلاع دو اور کہدو کہ اگر اپنی عادت سے باز آجاؤ تو بہتر ورنہ رسوا ہو جاؤ گے اور ایسی آفت تمہارے سر پر گریگی کہ یاد رہے۔فقیر محمد فوراً اپنے بستر سے اُٹھ کر ایک لکڑی حفظ جان کے لئے ہاتھ میں پکڑ کر اُسی وقت موضع زنگلی کو روانہ ہوئے اور یار طریقہ اسمی شیر محمد سکنہ موضع نتھیال اُس جگہ قیام رکھتا تھا۔اُس کو بھی ہمراہ لے کر قریب نصف رات کے گذری ہوگی کہ موضع زنگلی میں اُس ناخلف لوہار کے گھر میں پہنچے۔مسمے بخشا بولا کس طرح سے آئے ہو کہنے لگے کہ ہم کو حضرت جناب باباجیو صاحب نے نہایت تاکید سے تمہارے پاس بھیجا ہے۔اور فرمایا ہے کہ گناہ سے بچو۔اور توبہ کرو ورنہ کسی سخت آفت اور بلا میں گرفتار ہو جاؤ گے اور ہمیں یہ خوب ہیں حضرت باباجیو صاحب نے بڑی تاکید سے فرمایا ہے اِس واسطے ہم دونوں بھائیوں نے فوراً تعمیل کے واسطے حاضر ہو کر پیغام پہنچایا۔مسمے بخشاء

لوہار نے کہا۔ کہ بس میری توبہ آیندہ کوئی گناہ نہ کرونگا۔ تھوڑے دن گذرے کہ پھر وہ اپنے خیال سے اپنی عادت کی طرف متوجہ ہوا۔ رات کے وقت جب مستے بخشاء اُس عورت کی طرف متوجہ ہؤا اتفاق سے عورت کے خویش معلوم کر گئے اور مجرم کو پکڑ کر سخت مضروب کیا اور بسمل جان کرکے چھوڑا۔ اُسی ہفتہ میں مزید از رسوائی بمرض جذام بیمار ہوکر اہل دیہہ سے الگ ہوگیا۔ ایک سال اسی بیماری میں مبتلا رہا آخر ایک دن یاران طریقت سے کہلا بھیجا کہ اگر کوئی یار زیارت شریف میں جانے والا ہو تو مجھ کو اطلاع دیوے۔ میں اُس کے ساتھ ہمراہ جاؤنگا۔ اِس اثناء میں کئی یار طریقت حضور کی خدمت میں تیار تھے اطلاع دی گئی۔ مستے بخشا بھی حضرت باباجیو صاحب کی خدمت میں موضع وڑادڑ شریف میں حاضر ہؤا۔ نہایت ذلت اور ندامت کے ساتھ عرض کرنے لگا۔ ے

چشم دارم کہ وہی چشم مرا حسن قبول ایکہ دُر ساختۂ قطرۂ باراں نے را

اور کہا۔ کہ حضرت اب تو میں نہ دین کار ہا نہ دنیا کا۔ حضور نے جواب دیا۔ ے

چوں طہارت نبود خانہ و بت خانہ یکیست نبود خیر دراں خانہ کہ عصمت نبود

جب تم کو اطلاع دی گئی تھی۔ پھر تمہاری غفلت کا کیا عذر۔ عرض کرنے لگا کہ حضرت برلے خدا رسولے عالم ہوگیا ہوں۔ اب بجز خدا کوئی میری دستگیری کرنے والا نہیں۔ بڑی سختی سے دور دراز مسافت طے کرکے اِس کوہستان میں حضور کی قدمبوسی حاصل کی۔ لِلّٰہ محروم اپنے فیض سے نہ فرمایا جاوے اور چیخ مار کے رونے لگا۔ اتنے میں حضرت باباجیو صاحبؒ کو اُس کی حالتِ زار پر ترس آیا۔ فرمایا کہ اللہ تعالےٰ رحم کرے۔ یہ کہا تھا کہ دریائے رحمت جوش میں آیا۔ ے

آں ملیحاں کہ طبیبانِ دلند سوے رنجوراں بہ پرسش مائلند

اور مریض بیچارہ وجد میں آیا دیکھا تو اُس وقت ایک یار کی زبان کی یہ صدا تھی۔

ظہور چشم بزرگاں نہی ز رحمت نیست غبار چہرۂ گردوں دلیل باراں است

جب وجد سے تسکین ہوئی تو حضرت باباجیو صاحبؒ نے اپنے ہاتھ مبارک سے کوزہ پکڑ کر اُس کے ہاتھ دُھلائے اور کھانا اپنے ساتھ کھلایا۔ چار روز آپ کی خدمت میں رہا بالکل

تندرست اور صحت یاب ہو گیا۔ ع عیسئے دمے خدا بفرستاد و غم گرفت۔ مسمی مذکورہ تیس سال تک صحیح وتندرستی سے زندگی بسر کرتا رہا۔ یہ بھی میرا چشم دید واقعہ ہے۔ مؤلف۔ دراصل بات تو یہ ہے کہ جس وقت سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی جناب میں توبہ کی جاوے۔ تو ثمرہ حاصل ہوتا ہے۔

مثنوی

از پئے زہر گناہ ار بشنوی　　ہست استغفار تریاق قوی

مرکبِ توبہ عجائب مرکب است　　بر فلک تازد بیک لحظہ ز پست

چوں برآرد از پشیمانی انیں　　عرش لرزد از انین المذنبیں

اور حضرت باباجیو صاحبؒ جو دعاء اُس وقت اُس کی شفاء مرض کے لئے پڑھکر دم کرتے رہے وہ دعاء مجرب اور آزمودہ یہ ہے۔ جس کے پڑھنے کی مولف کتاب کو حضور کی زبان مبارک سے اجازت ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ اُرۡقِیۡكَ مِنۡ كُلِّ شَیۡءٍ یُّؤۡذِیۡكَ وَمِنۡ كُلِّ عَیۡنٍ وَّحَاسِدٍ اَللّٰہُ یَشۡفِیۡكَ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ یَا حَافِظَ النُّوۡحِ فِی الۡمَآءِ وَاِبۡرَاهِیۡمَ فِی النَّارِ وَمُوۡسٰی فِی الۡیَمِّ وَیُوۡسُفَ فِی الۡبِیۡرِ وَیُوۡنُسَ فِیۡ بَطۡنِ الۡحُوۡتِ وَ مُحَمَّدٍ رَّسُوۡلِ اللّٰہِ فِی الۡغَارِ وَیَا اَللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اَحۡفِظۡهُ مِنۡ كُلِّ بَلَآءٍ وَّاٰفَاتٍ كَمَا حَفِظۡتَهُمۡ مِنۡ كُلِّ عِلَّةٍ بِشِفَآءٍ ۵

اور حضور کے غلاموں سے ایک غلام کی زبان مبارک پر یہ اشعار جاری تھے۔ ؎

بر تربتم کہ یار زراہ وفا رسید　　گویا کہ جان تازہ زسوئے خدا رسید

دیگر نہ کرد روے ارادت سوئے حرم　　آں اہل قبلہ کہ بکوے شما رسید

گیسوے تست طوق غلامی بگردنم　　ایں سلسلہ ز حلقۂ زلف دوتا رسید

بہر عیادت آمدی و شد شفا مرا　　لعلِ لبت مسیح دل زار ما رسید

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جناب باباجیو صاحبؒ ہمراہ اپنے فرزند اسمی دین محمد صاحبؒ واسطے سیر پنجاب تشریف فرما ہوے۔ اثناء راہ میں حضور کا ایک غلام اسمی نور محمد

نہایت مخلص جاں فدا نے حضور کو اپنے غریب خانہ کی طرف جو کہ موضع میاں کی ڈھوک سے مشہور ہے لے جانے کی التجا کی حضور کے ساتھ ہو کر اپنے مکان پر لے گیا حضور کے ہمرکاب قاضی صاحب اورنگ آباد و مولوی محمد شاہ سکنہ کوٹ بھچھی و سید محمد شاہ سکنہ دھولڑ و مولوی محمد عمر افغان و مولوی شبیر محمد مدوکالس ضلع جہلم و خلیفہ مولوی حسن علی مولوی نور عبد اللہ نبتال والہ حاضر خدمت تھے۔ اتنے میں رات کے وقت بعد از نمازِ عشاء منادی ہوئی کہ اس موضع میں تبراہ سے ایک فقیر آیا جو کہ اسلام کے زمرہ سے خارج ہے۔ اگر وہ بحث ہمارے حاضرین مولوی صاحبان سے نہ کریں اور تحقیق مسائل میں روبرو بالمشافہ گفتگو نہ کریں تو کوئی مسلمان اُن سے السلام علیکم نہ کرے اور مسجد میں اُن کو اور اُن کے مریدوں کو نہ آنے دیں۔

اعلیٰ حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا کہ فقیر کو بحث مباحثہ سے کیا کام۔ میں تو ایک فقیر آدمی ہوں۔ مولوی صاحباں کو اختیار ہے۔ ہمارے عمل میں اگر خلاف شرع کوئی فعل ہے تو ہم کو اس سے آگاہ کیا جاوے۔ کوئی ہرج کی بات نہیں۔ صبح کے وقت دوسری جانب سے مولوی عبد اللہ صاحب سکنہ نوتھہ اور مولوی شبیر محمد صاحب سکنہ دمال واسطے مباحثہ کے تیار ہوئے۔ اور حضور کی طرف سے محمد شاہ صاحب اور خواجہ دین محمد صاحب خلف الرشید مقرر ہوئے۔ خدا کی قدرت اس قدر خلق خدا جمع ہوئی جو کہ نہایت کثیر التعداد تھی۔ بعد از نماز اشراق مباحثہ شروع ہوا۔ اور فریقین کی طرف سے مولوی محمد احسن صاحب جو کہ فریق ثانی کے اُستاد بھی تھے منصف مقرر ہوئے۔ پہلے مولوی عبد اللہ فریق ثانی نے یہ سوال کیا کہ حضرت باباجیو صاحب نسوار سونگھا کرتے ہیں اور یہ شریعت میں حرام ہے۔ پس نسوار سونگھنے والے کو ہم کافر جانتے ہیں اور ہمارے پیر پیشوا اصحاب سوات کے روبرو اس کی حرمت پر اجماع ہو چکا ہے۔ جس پر حضرت خواجہ دین محمد صاحب نے یہ جواب دیا کہ نسوار کی حرمت پر کیا دلیل ہے۔ مولوی عبد اللہ صاحب نے فرمایا کہ یہ آیت شریف نسوار کی حرمت پر دلیل ہے۔ قولہ تعالےٰ۔ انما الخمر والمیسر والازلام الخ۔ میسر کے معنے نسوار ہیں۔ حضرت خواجہ دین محمد صاحب نے

فرمایا کہ تفسیر کا نام بتاؤ جس میں میسر کے معنے نسوار لکھے ہوں۔ مولوی عبد اللہ صاحب نے کہا کہ ہم کہتے ہیں۔ فرمایا کہ تمہارا کہنا کوئی دلیل نہیں۔ اتنے میں مولوی محمد احسن صاحب نے فرمایا کہ اس مسئلہ کو چھوڑ دو۔ کوئی اور سوال کرو۔ پھر مولوی عبد اللہ صاحب نے سوال کیا کہ ذکر جہر حرام ہے۔ اور تم اپنے فقیر اور مریدوں سے ذکر جہر کراتے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے طریقہ نقشبندیہ میں ذکر خفی ہے۔ لیکن ذکر جہر کو ہم حرام نہیں جانتے۔ بلکہ جائز ہے۔ اور قرآن شریف سے ذکر جہر ثابت ہے۔ اتنے میں وقت ظہر کا ہو گیا۔ اذاں ہو گئی۔ مولوی عبد اللہ صاحب نے کہا چلو مجلس برخاست۔ حضرت خواجہ دین محمد صاحب نے فرمایا کہ میرے ہاتھ میں کتاب تحفۃ الجمال ہے اس کا مطلب دیکھیں وہ پہلو تہی کرنے میں ہی تھے کہ حضرت صاحب نے وہ کتاب منصف صاحب کے ہاتھ میں دی۔ مولوی محمد احسن صاحب نے اپنے تلمیذ یافتہ عبد اللہ صاحب کو کہا۔ کہ اس کتاب کو پڑھو۔ مولوی عبد اللہ صاحب نے کہا کہ ہم ایسی کتاب کو نہیں مانتے۔ اتنے میں جلسہ برخاست ہو گیا۔ حسب الحکم مولوی صاحب فریق ثانی نے ایک نداف مسجد کی چھت پر چڑھا کر منادی کرائی کہ فقیر صاحب تیراہ والے شریعت میں ہار کھا گئے اور ان کا طریقہ اچھا نہیں۔ کوئی مسلمان اُن سے میل جول اور السلام علیکم نہ کرے۔ اتنے میں ایک فقیر حضرت بابا جیو صاحب کے اسمی ملاں بہادر نے عرض کیا کہ اگر حضور کا حکم ہو تو میں بھی منادی کر دوں۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں اور یہ آیت شریف پڑھی۔ تلک الدار الآخرۃ الخ اور فرمایا۔ کم من فئۃ قلیلۃ الی فہزموہم باذن اللہ۔

تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر بل ز صد لشکر ظفر انگیز تر

آپ نے دعاء فرمائی اور خاتمہ دعاء پر یہ آیت شریف پڑھی۔ کم من فئۃ قلیلۃ الی فہزموہم باذن اللہ۔ اتنے میں اللہ تعالےٰ کی غیرت نے وہ جوش مارا کہ نداف مسجد کے چھت کے اترنے سے پہلے ہی حواس باختہ ہو کر بمرض مالی خولیا گرفتار ہو گیا۔ عرصہ ایک سال تک اُسی جنوں میں خراب ہوتا رہا اور غلاظت و گندگی میں خراب اور رسوا ہو کر مر گیا۔ تمام گاؤں والے اس غیرت الہی کو دیکھ کر توبہ تائب ہو گئے۔

حسد با ہل حسد کار میکند صائب   چنانکہ آتش سوزندہ میخورد خودرا

نقل ہے کہ حضرت جناب باباجیو صاحبؒ تیراہ سے آگر موضع وڑادڑ میں جب مقیم ہوئے تو اُسی گاؤں میں دو بھائی موسوم بہ جہاں خاں و شریف خاں قوم افغان سے نامی چور و راہزن تھے۔ آپ کی خدمت مبارک میں ایک روز حاضر ہو کر استدعا کی کہ حضرت ہم حضور کی غلامی میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا تم کو میری نصیحت پر عمل کرنا پڑیگا۔ عرض کیا کہ حضرت بسر و چشم تعمیل حکم کے لئے حاضر ہیں۔ فرمایا کہ ایسے عمل سے جس سے خدا و رسول خوش نہ ہو پرہیز اختیار کریں۔ اور خصوصاً اپنے پیشہ چوری وغیرہ سے توبہ کرنا ہوگا۔ انہوں نے یہ حکم منظور کر کے آپ سے بیعت کی۔ اتنے میں حضرت کا ایک غلام مسمّٰی بہ اللہ نور حضرت کے پاس آکر عرض کرنے لگا کہ حضرت جہاں خاں قدیم سے میرے ساتھ عداوت رکھتا ہے۔ اور میں غریب آدمی ہوں برائے خدا جہاں خاں و شریف خاں کو منع فرماویں کہ میرے ساتھ سختی نہ کیا کریں۔ میں رات دن اُن کے خوف سے لرزاں و ترساں رہتا ہوں حضور نے اُن دونوں کو تاکید سے منع فرمایا اور ہدایت کی کہ یہ میرا غلام ہے کسی طرح اللہ نور کو تکلیف نہ دینا۔ کہا بہت اچھا اب یہ ہمارا بھائی ہے۔ ہم کیونکر اُن کو تکلیف دینگے۔

مگر انسان کی بُری عادت بڑی مشکل سے جاتی ہے کسی بزرگ نے اچھا کہا ہے۔

خوے بد در طبیعت کہ نشست   نرود جز بوقت مرگ از دست

عین آخری عشرہ ماہ رمضان شریف کے موقعہ پر جہان خاں و شریف خاں بمعہ چند رفیق دھاڑویوں کے رات کے وقت اللہ نور کے گھر کی دیوار کو نقب لگا کر اندر چلا گیا اور مال و اسباب لوٹنے لگا۔ اتنے میں اللہ نور کا ایک لڑکا جو کہ بعمر پانزدہ سالگی پہنچا تھا۔ بیدار ہوتے ہی چور چور کی آواز دیکر پکارا۔ گھر کے سب آدمی اُٹھے۔ جہان خاں کو اس لڑکے نے ایسا زور سے بغل میں لیکر قابو کیا کہ اس کو جان کی خلاصی محال ہوئی۔ گھر والے اس کے پاس چراغ روشن کر کے لائے اور شناخت کیا کہ جہانخاں ہے

اور نقب دیوار کے باہر جو چور کھڑے تھے وہ جہان خاں کو آواز دیکر پکارنے لگے کہ اگر تم کہو تو ہم بندوقیں چلادیں۔ اندر سے آواز دیا۔ کہ تم چلے جاؤ۔ میں آرام سے ہوں مجھ کو گھر والوں نے نہیں پکڑا بخدا میں اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہا کہ حضرت جناب باباجیو صاحبؒ نے اپنے ہاتھ مبارک سے مجھ کو پکڑا ہے اور گرفتار کر کے اُس لڑکے کے ہاتھ میں دیا۔ اتنے میں طعام سحوری تیار ہوا۔ جہان خاں اللہ نور سے کہنے لگا۔ کہ مجھ کو چھوڑ دو میں باباجیو صاحب کا قیدی ہوں کہیں نہیں جا سکتا۔ دونوں نے ملکر کھانا کھایا۔ صبح کے وقت جناب باباجیو صاحب اللہ نور کے گھر تشریف لے گئے۔ اور جہان خاں کو فرمایا کہ کیا تم کو منع نہیں کیا گیا تھا۔ عرض کیا حضرت میرا قصور ہے۔ لیکن عرض یہ ہے کہ اللہ نور اور اس کا بیٹا بہادری نہ جتلاویں۔ مجھ کو حضور نے پکڑوا دیا تھا۔ اگر آپ مجھ کو نہ پکڑتے تو اللہ نور کے تمام کنبے کو میں سر قلم کر کے چلا جاتا۔ لیکن آپ سے میرا کیا زور چلتا ہے۔ یہ جو کچھ ہے حضور کی نوازش ہے۔ آیندہ میں ہمیشہ کے لئے توبہ کرتا ہوں اور توبہ کا خواستگار رہوں۔ حضور نے فرمایا:۔ ؎

زہر نفس بقیامت شمار خواہد بود　　گنہ مکن کہ گنہگار خوار خواہد بود

جہان خاں زور سے رونے لگا۔ اور حضور کے مال وجان اور اولاد امجاد کو دعا کرنے لگا۔ کسی شاعر نے کیا اچھا کہا۔ ؎

آں کشتہ ہیچ حق محبت ادا نہ کرد　　کز بہر دست و بازوے قاتل دعا نکرد

نقل ہے کہ ایک مرتبہ مؤلف کی موجودگی میں حضور حضرت جناب باباجیو صاحبؒ مسجد مبارک موضع بھورے مار میں تشریف فرما تھے۔ اُس روز بہت دور دور سے احباب جمع تھے۔ اشراق کا وقت ہوا۔ تو حضور نے ذرا استراحت فرمانے کا ارادہ کیا۔ خلیفہ ملاں بہادر نے حضرت کے بدن مبارک کو آہستہ آہستہ دبانا شروع کیا۔ ایک مرتبہ ہاتھ مبارک دبایا تو اتفاق سے آپ کے دست مبارک کی جلد پشت پر چاک آ گیا۔ اور خون جاری ہو گیا چاک بھی قریب تین انچ کے تھا۔ حضور کے منہ مبارک سے اُف تک نہ نکلی۔ لیکن یہ حالت دیکھ کر خلیفہ ملاں بہادر کی جان پر بنی۔ فوراً خلیفہ ملاں بہادر

ایک موچی کے گھر گیا اور کہنے لگا کہ میرے اِس ہاتھ کو کاٹ ڈالو وہ موچی بیچارہ خوف کے بدلے چپ ہو کر کہنے لگا کہ کیا تو مجھ کو قید کرانا چاہتا ہے۔ میں ایسی حرکت کیوں کروں۔ معلوم ہوتا ہے کہ تو مجنوں ہو گیا ہے۔ خلیفہ ملاں بہادر نے کہا کہ میں مجنوں نہیں۔ مجھ سے گناہ ہو گیا ہے۔ یہ میرا ہاتھ کاٹنے کے قابل ہے۔ میں اس کے گناہ کے بدلے کیوں دوزخ میں جاؤں۔ الغرض ایک لوہار مسمٰی بہ غلام محمدؒ کے پاس گیا اور ہاتھ کاٹنے کے واسطے بہت اصرار کیا۔ لیکن اُس نے ہاتھ کو نہ کاٹا۔ چند آدمی حاضرین نے یہ خیال کیا کہ اگر اس کو باباجیو صاحب کی خدمت میں حاضر نہ کیا جاوے۔ ممکن ہے کہ اپنا ہاتھ کاٹ ڈالے۔ ملاں بہادر کو پکڑ کر حضور کی خدمت میں لے گئے۔ ملاں بہادر بیچارہ ساون کی بارش کا پتلا بنا ہوا حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ ملاں بہادر سچ بتلا کیوں روتا ہے۔ عرض کیا کہ حضور مجھ سے گناہ ہوا ہے۔ آپ کے ہاتھ مبارک کو دباتے وقت زخم آ گیا ہے آپ نے فرمایا کہ سب یار آ کر دیکھو۔ ملاں بہادر کی تسلی کرو۔ میرے دونوں ہاتھوں کو دیکھو۔ دیکھا تو بالکل زخم کا کوئی نشان نہ ملا۔

نقل ہے کہ حضور کے غلاموں سے ایک غلام مسمٰی میاں صوبہ کہ اصل پیدائش اُسکی جانگلی چیناب سے تھی۔ حضور کی خدمت میں حسب الحکم خلیفہ نامدار شاہؒ رہتا تھا اور آپ کی ہمیہ رسانی و آب آوری لنگر خانہ اُس کے ذمہ تھی۔ ایک مرتبہ خلیفہ خانعالم صاحبؒ و سید چنن شاہ صاحبؒ و دیگر اکابرین خلفاے حضور نے آستانہ بوسی کا مرتبہ حاصل کرنا چاہا چونکہ زبان افغانی نہ جانتے کے سبب ایک قسم کی تکلیف تھی۔ سب کا مشورہ یہ ہوا کہ خلیفہ ملاں بہادر کو ہمراہ لے لیویں تاکہ ہم سے یہ تکلیف رفع ہو جاوے۔ اثناءراہ میں براہ کوہاٹ الاچی پر گذر ہوا۔ اُس جگہ سردار صاحب سردار امیر خاں صاحب و خانصاحب سمندخاں بھی ہمراہ ہو کر خدمت عالیہ میں فخر زیارت سے مشرف ہوئے حضور نے بعد فراغت طعام سب یاروں کو توجہ اور مراقبہ سے مسرور فرما کر فرمایا کہ میں اپنے حجرہ میں جاتا ہوں میرے مہمان آنے والے ہیں۔ اُن کی خاطرداری بھی ضروری ہے۔ اور آپ آرام واستراحت فرماویں۔ جبکہ حضور تشریف لے گئے۔ احباب باہم گفتگو کرنے لگے۔ اور

دریافت کرنے لگے کہ حضور کے مہمان کس جگہ سے آئے ہیں۔ فقیر صوبہ کہنے لگا۔ کہ حضرت باباجیو صاحبؒ سرچشمہ پر رات کے وقت ہمیشہ عبادت کرنے جایا کرتے ہیں اُس جگہ ایک نہایت عجیب نظارے اور عجائبات مشاہدہ ہوتے ہیں۔ یاران طریقت نے کہا کہ اگر صوبہ ہمارے ساتھ سرچشمہ تک چلے تو ہم بھی اِس نعمت عظمےٰ سے فیض اٹھاویں۔ الغرض فقیر صوبہ کو ہمراہ لے کر سرچشمہ کے قریب جو کہ مسجد ڈیراڈڑ شریف بفاصلہ نصف میل پر ہے چلے گئے ایک درخت کے سایہ میں سب یار بیٹھ گئے۔ اور روشنی چاند کی ۱۷ یا ۱۸ تاریخ تھی۔ دیکھنے میں آیا کہ حضرت باباجیو صاحبؒ کے گرداگرد جنگل کے شیر صدہا کھڑے ہوئے ہیں اور ہرایک کو لقمہ ہر لبیہ اپنے کاسہ مبارک سے دیتے ہیں۔ جب حضور فارغ ہوئے۔ تو آپ نے وضو کیا اور نفل ادا کئے اور دعاء کی۔ ہرایک شیر حضور کے آگے سربسجود ہو کر جاتا تھا۔ اور آنحضور ہرایک کے سر پر ہاتھ مبارک لگاتے تھے۔ یہانتک کہ سب چلے گئے۔ پھر حضرت مسجد کی طرف متوجہ ہوئے۔ یاران طریقت ڈر کے مارے حضور کے آنے سے راہ سے یکطرف ہو گئے تھے۔ صبح کی نماز ادا کرکے فرمایا کہ صوبہ فقیر کو کہدو۔ کہ میرے سامنے نہ آوے۔ اور میری مجلس میں ہرگز آنا نہ پاوے۔ حاضرین نے عرض کی کہ حضرت باعث خفگی کیا ہے۔ فرمایا کہ فقیر کا راز افشاں ہوگیا۔ اور یہ صوبہ فقیر اسکا باعث ہے۔ میں اُس کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ وہ غریب چار سال آپ کی خدمت میں رہا۔ اتنے عرصہ میں حضرت باباجیو صاحبؒ نے اُس کے ساتھ بات تک نہیں کی بیچارہ رات دن روتا رہتا تھا ایک دن اُس کے بخت جاگے اور اقبال نے یاوری کی کہ حضور مسجد کی طرف آرہے تھے۔ صوبہ فقیر چیخ مار کر حضور کے قدموں میں گرا۔ اور کہا ع - درکوے تو مژدہ بہ نہ ازروے تو دور۔ دریاے رحمت جوش میں آیا اور فرمایا۔ کہ جا ہم تجھ سے خوش ہیں۔ ہماری طرف سے تم کو خلافت کی اجازت ہے۔ مگر ہماری وصیت ہے کہ پہلے جاکر نامدار شاہ کی قبر پر تین سو ختم قران شریف پڑھ کر آؤ۔ چنانچہ ایسا ہی عمل کیا۔ اور دوسری وصیت یہ کہ میرے بیٹے سے جو کہ مولف کتاب ہے اشارہ فرمایا کہ اُن سے قران شریف کا دھرانا شروع کرو تاکہ ضبط میں آجاوے۔ حضور کی وفات کے بعد آپ کے روضہ مبارک پر حاضر

ہوکر ایک سو ختم قرآن شریف پڑھا اور مولف کتاب ہذا سے دور قرآن شریف کیا۔ رباعی۔

دلِ پر درد را دوا قرآں جان مجروح را شفا قرآں
ہر چہ جوے زنقص قرآں جوے کہ بود گنج علمہا قرآں

پھر رخصت ہوکر موضع کھاریاں میں چلے گئے اوسی جگہ فوت ہوئے۔ اور مزار مبارک بھی متصل اسٹیشن کھاریاں ضلع گجرات واقع ہے۔ پیران عظام کی حق شناسی اور مشائخ کی رضا ایسے لوگوں کے نصیب ہوتی ہے۔ رباعی

کافر شوم چو غیر خدا جاں دہم بدل اے مدعاے جان من و آرزوے من
عیبم مکن کہ رنبۂ من جا طعنہ نیست سر سبز طاعت است ز آبِ وضوے من

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضور دریائے اٹک سے عبور کرنے کے عازم ہوئے۔ اہل کشتی ملاح وغیرہ سے سپاہیان سردار سکھان نے زور سے اپنی سواری کے واسطے کشتی خاص کرلی بیچارے ملاحوں کا کوئی عذر پیش نہ گیا۔ پہلے سپاہیاں قوم جو کہ سولہ سوار تھے کشتی میں ہمعہ اسپان اندر آئے۔ بعد ازاں حضرت جناب باباجیو صاحبؒ ہمعہ اپنے چند خلفائے وغلامان کشتی پر سوار ہوئے۔ سکھوں کے سپاہیوں سے ایک سپاہی حضور سے بڑی سختی سے بولا کہ حضرت تختہ سے پیچھے کھڑے رہیں۔ کیونکہ تختہ پر ہمارے کھانے کی چیزیں ہیں۔ چھوجانے کا خوف ہے۔ حضرت باباجیو صاحبؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تم کو چھوجانے کی تکلیف سے بچاوے اتنے میں کشتی روانہ ہوئی۔ کشتی کنارہ پر نہ پہنچی تھی۔ کہ تمام سپاہی مشرف باسلام ہوئے۔ موضع خوشحال گڈھ کنارہ دریا پر جو کہ گذرگاہ کشتی ہے۔ سب نے حجامت بنواکر نماز ظہر ادا کی۔ اُسی روز ملاح جیون و ڈھیرو بیعت طریقہ نقشبندیہ سے ہوئے

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ عالم اثناء راہ سفر پنجاب میں تشریف فرماے موضع ڈھوک گیدڑ الوالی میں ہوئے۔ شام کی دعوت حضور کے ایک غلام مسمیٰ نواب خاں نے کی۔ چونکہ اُس ملک میں دعوت کی۔ علیحدہ ایک رسم یہ ہے کہ گھی میٹھا یعنے روغن زرد گرم کرکے کھانے کے وقت مہمان کے آگے رکھا کرتے ہیں۔ اور اس میں شکر ڈالی جاتی ہے۔ جبوقت کھانا

تیار ہؤا تو حضرت جناب باباجیو صاحبؒ کی خدمت مبارک میں لے گئے۔ حضرت اکثر کھانا مسجد میں کھایا کرتے تھے۔ اتنے میں نواب خاں کو یاد آیا۔ کہ روغن زرد میں شکر نہیں ڈالی گئی ایک آدمی کو ایک ہندو کی دوکان پر بھیجا کہ شکر لاوے اُس ہندو نے دریافت کیا کہ شکر اس وقت کیا کرو گے۔ اُس نے کہا حضرت باباجیو صاحبؒ ایک بزرگ مسجد میں آئے ہوئے ہیں اُن کے واسطے چاہیئے۔ ہندو نے کہا میں قیمت نہیں لینی چاہتا۔ میں خود شکر لے کر حاضر ہوتا ہوں۔ جس وقت مسجد میں پہنچا تو دیکھا بہت یار حالت وجد و جذبہ میں ہیں۔ اتنے میں آپ کو دیکھ کر حالت وجد میں آگیا۔ تھوڑی دیر میں جب تسکین ہوئی تو حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہؤا۔ حضرت جناب باباجیو صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ اب تمہارا بھائی ہو گیا۔ اس کے ساتھ سلوک کرنا چاہیئے۔ ایک بھائی صاحب مسلمان نے اُس کو اُسی وقت اپنی لڑکی نکاح میں دے دی۔ اور ایک اور صاحب نے اپنے گھر میں سے ایک حصّہ گھر کا دے دیا حضور نے اُس کا نام شیخ احمد رکھا۔ اور مدت تک زندہ رہا۔ اب تک اُس کی اولاد زندہ ہے۔ ٥

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

نقل ہے کہ حضور کے غلاموں سے ایک غلام جو کہ مخلص جان فدا تھا۔ مسمّی بہ محمد ولد حیات سکنہ بھورے مال بباعث قحط سالی اور اخراجات عیال اطفال تنگ آکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہؤا آپ مسجد مبارک جو کہ روضہ مبارک کے پاس ہے۔ استراحت فرما کر ذکر نفی اثبات میں شاغل تھے۔ فقیر محمدؐ نے عرض کیا کہ حضرت کئی روز سے فاقہ پر گذران ہے۔ آج میں تنگ آکر عرض کرنے لگا۔ اجازت فرمائیے۔ کہ میں بطرف اشنغر علاقہ پشاور میں ایک ملک ہے جاؤں حضور نے فرمایا کہ کیا کچھ کام بھی جانتا ہے۔ عرض کیا کہ حضرت ریگ سے سونا نکالنا جانتا ہوں۔ قبلہ عالم نے فرمایا کہ اچھا صبح اشراق کے وقت اپنا تمام اسباب و اوزار جو کہ سونا نکالنے کے لئے ہوتا ہے۔ ہمراہ لاؤ۔ چنانچہ حسب الفرمان دوسرے روز حاضر خدمت ہؤا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے ہاتھ سے ہاتھ ملاؤ۔ اور سورۃ یٰسین شروع کرو۔ اور مشرق کی طرف جاؤ کسی سے بات نہ کرو۔ جس جگہ سورہ ختم ہو جاوے اسی جگہ ایک

لیکر پانی میں دھو ڈالو۔ سونا نکل آویگا۔ اس نے اسی طرح عمل کیا۔ اُس روز اُس کو قریب دو تولہ سونہ مل گیا۔ دوسرے روز خود بخود اُس جگہ بامید نکالنے سونے کے گیا۔ اور ریگ لے کر دھونے لگا۔ ایک رتی سونا نہ نکلا۔ حضور کی خدمت میں آکر عرض حال کرنے لگا۔ حضرت نے فرمایا کہ میاں محمد یہ کام کسی ایک وقت پر موقوف ہے۔ خدا کے بندوں پر جب کوئی وقت آتا ہے۔ تو اُس وقت جو زبان سے کہیں ہو جایا کرتا ہے۔ ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر   گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

نقل ہے۔ کہ حضور قبلہ عالم کی عادت مبارک میں نہایت اتباع سنت اور اجتناب از نامشروعات رہا کرتی تھی۔ حتےٰ کہ حقہ نوشی و قلیان کش جو شخص معلوم ہو جاوے۔ اُس کو ختم خواجگان میں جو کہ بعد نماز عشاء پڑھا کرتے تھے شریک ہونے کی اجازت نہیں فرماتے تھے اور یاران طریقت کو نہایت سخت اصرار سے منع فرماتے تھے یہاں تک کہ حضور کے یاروں میں سے کوئی آدمی حقہ نوش نہیں ہوتا تھا۔ آپ کے غلاموں سے ایک جاں نثار غلام مسمّی بہ شاہ احمد سکنہ موضع جلوال نے حضور سے فیضیاب ہو کر چند روز کے بعد ناجنس مجلس اور نااہلوں کے ساتھ نشست و برخاست اختیار کی اور حقہ نوشی بھی شروع کر دی۔ اُسی ہفتہ میں ایک رات چارپائی پر سویا پڑا تھا۔ کہ عالم خواب میں حضرت جناب باباجیو صاحبؒ نظر آئے اور ایک ایسا طمانچہ اُس کے مُنہ پر مارا کہ اُس کی گردن میں خم آگیا۔ چیخ مار کر اُٹھا اور اُس کے منہ پر ورم پڑی تھی اور آنکھوں سے پانی جاری تھا کہنے لگا کہ جب تک باباجیو صاحب مجھ کو دم نہ کریں میں کچھ نہیں بتلا سکتا مجھ کو باباجیو صاحبؒ نے عالم خواب میں فرمایا کہ تو میرا مرید ہو کر حقہ نوشی کرتا ہے۔ اور ایسی خفگی سے مجھکو طمانچہ مارا جسکی تکلیف میں جانتا ہوں مجھکو حضرت کی خدمت عالیہ میں کسیطرح حاضر کرو۔ انشاء اللہ اُنکی برکت سے میری گردن سیدھی ہو جائیگی۔ آخر اُس کے قریبی اُس کو جناب باباجیو صاحبؒ کی خدمت میں چارپائی پر اُٹھا کر لے گئے حضرت باباجیو صاحبؒ نے فرمایا کہ جو میرا مرید ہوگا وہ ہرگز حقہ نوشی نہ کریگا۔ اور فرمایا۔ ؎

شکم پر میکنی از نعمت شاہان تہی رسی   کہ اسہال آورد ہر کہ خورد حب السلاطین را

پس لوگوں کو چاہئے کہ خدا کی شکر گذاری کرو اور گناہ سے پرہیز کرو۔ ؎

زہر نفس بقیامت شمار خواہد بود گنہ مکن کہ گنہگار خوار خواہد بود

نقل ہے کہ حضرت قبلہ عالم کے مخلص جان فدا میاں عبید اللہ و میاں سعد اللہ صاحب حقیقی بھائی قوم قریشی سکنائے موضع کوٹ چھچی ضلع اٹک حضور کے خاصوں میں شمار تھے میاں سعد اللہ صاحب نے ایک ٹکڑا زمین کا موضع جلالی متصل اٹک ملکیت رکھتا تھا۔ میاں صاحب نے اپنی زمین کی حد میں کنواں آب پاشی کے لئے لگایا تھا۔ ایک مخالف اہل دیہہ نے جو کہ میاں صاحب سے دل میں عداوت رکھتا تھا۔ اُس کنوئیں کے قریب اپنی حد میں اور کنواں پانی کا لگوایا۔ میاں صاحب کے کنوئیں پانی اُس کے باعث کم ہو گیا۔ اور اس کا پانی زراعت کو ناکافی ہو گیا۔ میاں صاحب سعد اللہ نہایت غمناک ہو کر حضور کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر اپنی حالت بیان کی حضرت نے تین عدد سنگریزہ روڑ پکڑ کر دم کر دیئے اور فرمایا کہ اپنے کنوئیں میں ڈالدو۔ میاں صاحب نے حضور کے حکم کے موافق عمل کیا اُس روز سے اب تک پانی کم نہیں ہوا۔ اور مخالف پشیمان ہو کر تائب ہو گیا۔ ؎

ہر کہ باخلاص قدم میزند عیسےٰ وقت است کہ دم میزند

نقل ہے کہ خلیفہ ملاں بہادر ایک روز اپنی زمین کے فصل و زراعت دیکھنے گیا۔ تو اُن کی طبیعت میں یہ خیال آیا کہ حضرت جناب باباجیو صاحبؒ کے مخلص یار آیا کرتے ہیں اگر اس جگہ ایک کنواں پانی کا بنایا جاوے تو سبزی وغیرہ روزمرہ حضرت باباجیو صاحبؒ کے یاروں کو بلا تکلف پہنچا دیجاوے۔ باعث ارام یاران و آسائش خاندان حضور ہو کر میرے لئے سعادت دارین ہو جاویگا۔ دوسرے روز اس جگہ اپنے فرزندوں کو لے کر کنواں کھودنا شروع کیا۔ قریب تین چار گز کے پہنچے تو اُس میں پتھر سخت نظر آیا۔ ایک ہفتہ بعد دوسری جگہ کنواں شروع کیا وہ بھی بشرح صدر چار جگہ کنواں لگا کر دیکھا تو نیچے سے سخت پتھر آیا۔ لاچار ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لب ادب عتبہ پر رکھکر عرض بیان حال کیا۔ اور حضور نے فرمایا کہ ایک پتھر لاؤ۔ میں تمہیں دم کر کے دیتا ہوں۔ فی الفور ملاں بہادر جا کر ایک پتھر لایا اور حضور نے اپنے لب مبارک سے لگا کر

دم کیا اور فرمایا کہ اُس کو ایک کنوئیں میں زور سے ڈال دو۔ اللہ تعالےٰ اُس کنوئیں میں پانی بہت جاری کردیگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ ہمارا شکرانہ پہنچادو۔ عرض کیا کہ حضور جو فرماویں میں حاضر کردونگا۔ حضور نے فرمایا کہ میرے واسطے ایک مرغ لے آنا تاکہ میرا رفیق سحری ہوا کرے۔ ملاں بہادر نہایت خوشی سے رخصت ہوکر چلا گیا اور حضور کے حکم کی تعمیل کی۔ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے اُس کنوئیں سے ایسا پانی کا چشمہ جاری ہوا جو اب تک موجود ہے۔ ملاں بہادر چھ عدد مرغ حضور کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا اور فرمایا کہ حضرت آپ کی برکت سے میرا کام ہوگیا۔ پانی بہت ہوگیا۔ کسی صاحب نے حاضرین میں سے کہا کہ یہ کام بباعث ادب وخدمت گذاری ملاں بہادر کے ہوا اور یہ بیت مناسب حال کہا۔ ؎

شبان وادی ایمن گہے رسد بمراد　　　　کہ چند سال بجاں خدمت شعیب کند
کلید گنج سعادت قبول اہل دل است　　　　مباد کس کہ دریں نکتہ شک وریب کند

نقل ہے کہ حضرت قبلہ عالم کے غلاموں سے ایک مسکین درویش مسمٰی میاں منگہ سکنہ موضع رنگلی ضلع اٹک کا باشندہ بمرض جذام مبتلا ہوگیا۔ علاج حسب التوفیق ہوتا رہا۔ فائدہ مند ثابت نہ ہوا۔ آخر لاچار ہوکر حضور کی خدمت اقدس میں پہنچا۔ اور نہایت انکساری اور گریہ زاری سے عرض کرنے لگا۔ کہ میرے کھانے اور پینے کا انتظام مشکل ہوگیا۔ کوئی آدمی میرے کھانے پینے کی تکلیف برداشت نہیں کرسکتا۔ حضرت قبلہ عالم نے فرمایا۔ کہ اچھا اللہ تعالےٰ تمہارا حافظ ہے۔ ذرا فکر نہ کرنا۔ اتنے میں حضرت وظیفہ نفی اثبات کرتے رہے۔ اور کھانا لنگر کا درویشوں کے لئے لایا گیا۔ حضور نے اپنے ہاتھ مبارک سے مسمٰی منگا فقیر کے ہاتھ دھلائے۔ اور کھانا اپنے ہاتھ مبارک سے کھلایا۔ اور ہر ایک لقمہ پر حضور یہ دعاء پڑھ کر کھلاتے تھے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ شیئٌ فے الارض ولا فے السماء وھو السمیع العلیم۔ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے ایک ہفتہ میں اُس کو شفاء کامل ہوگئی اور حضور جب تشریف فرمائے موضع چورہ شریف ہوئے تو حضور کی خدمت میں ہر روز حاضر ہوتا تھا۔ اور

حضور کے مال وجان کو دعاء دیا کرتا تھا اور یہ کہا کرتا تھا۔ ؎

دستِ شفا رسید مرض خود بخود گریخت

حضورؒ کے وصال کے بعد کئی سال فقیر میاں منگا مؤلف کی قلبہ رانی کے کام میں مصروف رہا حضورؒ کے وصال کے بعد جب کہیں ذکر حضور کے نام مبارک کا آوے تو زار زار روتا تھا اور کہا کرتا تھا ؎

شیر بتے از لبِ لعلش بچشیدیم و برفت ۔۔۔ روے مہ پیکر او سیر ندیدیم و برفت

نقل ہے کہ حضور قبلۂ عالم کی خدمت میں ایک مرتبہ سردار خدا بخش خاں و خانصاحب محمد بخش خاں ساکنان سراے صالح ضلع ہزارہ نے ایک راس گاؤمیش واسطے دودھ دینے کے پیش کی تھوڑے روز گذرے کہ شیر دار ہوگئی۔ لیکن خدا کی قدرت کسی آدمی کو پاس نہ آنے دیتی ہملوگوں نے تنگ آکر حضور کیخدمت میں عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ میرے پاس لاؤ اور اُس کا دودھ نکالو چنانچہ حضور کے پاس حاضر کی گئی۔ اور دودھ لیا گیا۔ کسی طرح انکار ظاہر نہ ہوا۔ دوسرے وقت پھر ویسی ہی تکلیف دینے لگی۔ دوبارہ حضرت کی خدمت عالیہ میں عرض کی۔ فرمایا کہ میرے پاس لاؤ۔ اور اُس سے دودھ نکالو۔ جس وقت حضور کے سامنے کیا تو فوراً دودھ نکالا۔ حضرت باباجیو صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ میرے حاضر ہونے بغیر تمہیں دودھ نہیں دیگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کرتا تھا جب تک جناب باباجیو صاحب علیہ الرحمۃ کو نظر سے نہ دیکھتی۔ دودھ اُس سے کوئی نہیں لے سکتا تھا۔ چنانچہ ایک روز حضور کسی کام کے واسطے مسجد میں دیر تک ٹھہرے رہے اس اثناء میں مال مویشی کو چراگاہ میں جانیکا وقت آگیا۔ اُس گاؤمیش کو ویسا ہی چھوڑ دیا گیا۔ اتنے میں حضور کو راستہ میں مال مویشی نظر آئے۔ ایک درویش شہامد نام کو فرمایا۔ کہ برتن لاکر اس گاؤمیش سے دودھ نکال کر گھر پہنچا دو۔ آپ اُسی جگہ کھڑے رہے۔ مسمی شہامد فقیر نے دودھ لے کر گھر پہنچایا۔ سبحان اللہ۔ اہل خدا کی حالت بدر جانور بھی جاں فدا ہوا کرتے ہیں۔ کیا اچھا کہا ہے۔ مثنوی۔

ہیں کہ اسرافیل وقت اند اولیا ۔۔۔ مردہ را زیشاں حیات است و نما

گر تو سنگِ خارۂ مرمر شوی　　گر بصاحب دل رسی گوہر شوی

نقل ہے کہ حضرت قبلۂ عالم کے اخلاص مند غلاموں میں سے ایک آپ کا غلام جہان محمد قوم آہنگر ساکن موضع کنڈ کا رہنے والا تھا۔ اس کے اولاد نہیں ہوتی تھی۔ اس تکلیف میں نہایت پریشان خاطر رہتا تھا۔ ایک روز اس کو خیال آیا کہ میرے پاس جو سامان و آلہ آہنگری ہے میرے کس کام۔ چلو اس کو حضرت باباجیو صاحبؒ کی خدمت میں وڑا وڑ شریف پہنچا دیا جاوے۔ چنانچہ فقیر میاں نیک محمد کو جو کہ حضور کا قدیمی غلام اور افغانی زبان جانتا تھا ہمراہ لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرتؒ باباجیو صاحبؒ نے فرمایا کہ جان محمد تم نے یہ کیا تکلیف کی۔ عرض کیا کہ حضرت میرا کوئی فرزند نہیں ہے۔ ہمارے یہ کس کام کے ہیں فقیر نے اب تک کسی کے آگے اپنا مطلب دلی ظاہر نہیں کیا۔ کیونکہ اثر کی امید نہیں بقول کسے ؎

ز بیدرداں علاج درد خود جستن بآں ماند　　کہ خار از پا برون آرد کسے با نیش عقربہا

لہذا بغیر سایہ بلند پایہ حضور کے ہمارا کوئی پشت پناہ نہیں جس کی خدمت میں عرض کی جاوے فقیر سخت مایوسی کی حالت میں حضور کے قدموں میں پہنچا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم عمیم سے تمہاری حالت پر رحم فرماوے گا۔ اور صبر سے تمہارے دل کی امیدیں پوری ہوں گی۔ رخصت کے وقت حضور نے ایک تعویذ دیا۔ اور دعا فرمائی اور کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ دو لڑکے اور ایک لڑکی تمہیں عطا کرے گا۔ پہلے لڑکے کا نام سلیمان اور دوسرے لڑکے کا نام غلام محمد اور لڑکی کا نام عایشہ رکھنا۔ افسوس کہ تمہارا لڑکا سلیمان تمہارے سینے پر داغ لانے والا ہے۔ اس پر صبر کرنے کے صلہ میں اللہ تعالےٰ غلام محمد کو صاحب اولاد کرے گا۔ خلیفہ جان محمد کہنے لگا کہ حضرت میں وہ سوختہ نصیب ہوں کہ جس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ البتہ اگر حضور کا سایہ ہمایوں میرے سر پر آجاوے اور مشکل حل ہو جاوے تو کیا مشکل۔ کیا کسی شاعر نے اچھا کہا ہے ؎

دل طالب درد است دوا بلکہ تو باشی　　بیمار از انم کہ شفاء بلکہ تو باشی
رنجیدن شاہاں ز گدا رسم قدیم است　　شاہے کہ نرنجد ز گدا بلکہ تو باشی

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم سے بعضے احباب اسی موضع کنڈ میں عالم خواب میں

مشرف بزیارت ہوئے اور آپ نے سب کو عالم خواب میں تاکید سے فرمایا کہ فلاں آدمی جو خلیفہ جان محمد کے گھر میں نقصان پہنچاتا ہے منع کیا جاوے۔ ورنہ سخت تکلیف پاویگا۔ صبح کو وقت سب یاران طریقت وغیرہ نے اس کو منع فرمایا۔ لیکن وہ بداعمال اپنے ردی خیال سے باز نہ آیا۔ ایک روز سب لوگ کسی تماشے کے واسطے گاؤں سے باہر جانے لگے۔ وہ بھی انکے ساتھ ان کی گھوڑی پر سوار ہو کر چلا۔ راہ میں گھوڑی نے اس کو ایسا گرایا کہ اس کے وجود کا ایک عضو نہ بچا۔ سب ریزہ ریزہ ہو گئے اور اسی جگہ فوت ہو گیا۔ سچ تو یہ ہے کہ اہل خدا کی کوئی بات خالی از حکمت نہیں ہوتی ؎

بدی ہمسایہ را ہمسایہ داند　　　مزاج طفل را خود دایہ داند

وہی واقعہ ہے کہ بادشاہ بخارا شکست کے وقت روبہزیمت ہو کر حضرت خواجہ بہاؤالدین ساری رحمتہ اللہ علیہ سے کہتے تھے۔ ؎

آں کند تیغ تو بجان عدو　　　کہ کند جود تو بکان گہر

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضور قبلۂ عالم اپنے گھر کی دیواریں بنوا رہے تھے اور تمام کار عمارت فقیر خلیفہ جان محمد کے سپرد تھا۔ ایک روز خلیفہ جی کو دل میں یہ خیال گزرا کہ آدمی کو کس طرح سے دل میں صفائی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور صوفی کس طرح مریدوں کی تسخیر کر لیتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ کوئی چیز دم کر کے کھلا دیتے ہیں۔ یا کچھ ان کے لئے پڑھتے ہیں۔ اتنے میں حضرت باباجیو صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ جان محمد آؤ میرے پاس چلو۔ چنانچہ حضرت باباجیو صاحب کی جگہ پر حاضر ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ جان محمد نسوار لے لو۔ یہ بھی ایک شغل عجیب ہے جان محمد نے جب نسوار لی اس کے دل میں ایسی روشنی اور مکاشفہ ہوا کہ سبحان اللہ۔ فوراً یہ خیال دل میں آیا کہ جو میرے دل میں پہلے خیال تھا بالکل غلط ہے۔ بلکہ جو فیض ہوتا ہے۔ اور دل میں کشف ہو جاتا ہے صرف نسوار کے سبب ہے۔ ورنہ اور کوئی کرامت اور بزرگی نہیں تھوڑی دیر کے بعد جان محمد اپنے کام پر چلا گیا اور دل میں یہ خیال کیا کہ یہ بزرگی محض نسوار کی ہے اور کوئی وجہ نہیں۔ بہتر ہے کہ جب حضرت باباصاحب بستر استراحت فرماویں گے حضرت سے نسوار کی ڈبی چورا کر لیجانی چاہئے۔ اور اسی نسوار سے لوگوں کو فیض ہوتا ہے۔ میں بھی اپنے مریدوں کو

سنوا دیکھ تیغیر اور صفائی قلب کرایا کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی بابان محمد نے کیا۔ جب سنوا ر پورا کر کے گیا ذرہ صفائی اور مکاشفہ نظر نہ آیا۔ اس وقت ڈبی حضور کے پاس واپس رکھ کر چلا گیا۔ ظہر کی نماز کے وقت حضرت جناب باباجیو صاحبؒ نے فرمایا کہ جان محمد ایسے تھوڑے سے خیال سے اعتقاد میں خیال خام نہیں لانا چاہئے۔ ے

دل کہ پرا ز وصف حیا میشود   آئینہ نور صفا، می شود

دیدۂ بے شرم پسندیدہ نیست   درنظرِ عقل خود آں دیدہ نیست

اسی روز سے جان محمد نے ترک خانمان کر کے حضور کی غلامی ہمیشہ کے لئے اختیار کی اور جب کبھی وجد کی حالت میں ہوتے تو یہ فرماتے تھے۔ ے

حسن سبزے بخط سبز مرا کرد اسیر   دام ہمرنگ زمیں بود گرفتار شدم

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قبلۂ عالم جناب باباجیو صاحبؒ کی خدمت عالیہ میں خلیفہ خانعالم صاحب و مولوی فضل الدین صاحب خونی چک والے اور بہت خلیفے حضور کی مجلس میں مستفیض ہو رہے تھے کہ حضور کے لنگر سے طیاری تقسیم لنگر خانے کا وقت آ گیا حسب معمول کھانا درویشوں کے لئے لایا گیا۔ اس روز تمام درویشوں اور مسافروں کے لئے کھچڑی تیار کی گئی تھی۔ حضور نے خلیفہ خانعالم و مولوی فضل الدین صاحب و بابا فضل الدین و مولوی مست علی صاحب وغیرہ کو ہمراہ اپنے ایک جگہ پر طعام کھانے کا مجمع ہوا قدرت سے روغن زرد جو کہ اس کھچڑی میں تھا مولوی فضل الدین صاحب کی طرف زیادہ چلا گیا حضرت قبلہ عالم نے خلیفہ خانعالم کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آج تو مولوی صاحب فضل الدین روغن زرد کو کشف کے ذریعہ سے اپنی طرف کھینچ کر لے گئے۔ حضرت کا یہ ارشاد ہونا تھا کہ مولوی صاحب فضل الدین صاحب کو اس درجہ کی صفائی اور کشف حاصل ہوا کہ دور دور سے خدا کے بندے فیضیاب ہو کر منتہی ہوتے رہے۔ مولوی صاحب مرحوم کی کشف و کرامت کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ اور اکثر مولوی صاحب کی حالت مؤلف کتاب کو معلوم ہے۔ مولوی صاحب نے ایک سو سال کی عمر سے متجاوز ہو کر ۱۳۲۵ھ ماہ شعبان میں وصال پایا۔ مزار مبارک خاص موضع چک متصل گجرات پنجاب ہے

خوش نصیب ہیں۔ وہ صاحب جو اہل اللہ کے سایہ میں ہو کر لباس غلامی میں جلوہ افروز ہوئے ۵

سرنوشتِ واژگوں راراست میسازد نیاز نقش معکوسِ نگیں از سجدہ میگردد درست

نقل ہے کہ حضرت قبلۂ عالم کے تیراہ سے بمقام ڈراڈر تشریف فرما ہونے کے بعد ایک مسکین زمیندار مسمی محمد اعظم آپ سے داخل طریقہ نقشبندیہ ہوا۔ خدائے تعالیٰ جل شانہٗ کے فضل و کرم سے اس کی حالت ایسی منتہی کے لباس میں آئی کہ خلفائے وقت تمام اس کے گرد قدم کی خواہش پر فدا ہوتے تھے۔ حضور کے مال مویشی کی خدمت تواضع کو اپنا فخر دارین سمجھا کرتے تھے۔ کئی سال اسی خدمت گزاری گزرے۔ حضور کے انتقال کے بعد مخلص مذکور کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ اور کار خدمتگذاری سے معذوری ہوئی۔ چونکہ اس کی دلی تمناء قبلہ عالم کی خدمت عالیہ میں رہنے کی تھی۔ مگر چونکہ بسبب نابینائی کے خدمتگذاری سے عاجز ہو گیا اور ہمیشہ بباعث فرط محبت جو کہ کمال شوق دارالقدس پہ عتبہ بوسی کی وجہ سے تھی۔ حضرت کی مزار مبارک پر جاروب کشی اختیار کر لی اور چند سال اسی طریق سے حضرت کے مزار مبارک کے گرداگرد روزمرہ صفائی کرنے میں وقت بسر کرتے رہے۔ ایک روز بعد فراغت اپنے کار خدمت معمولہ حضرت کے مزار مبارک کے آگے روبمشرق کر کے مراقبہ میں ہوا۔ اور حضرت کو اس زندگی کے لباس میں دیکھا۔ گویا حضرت باباجیو صاحبؒ اس کو نظر آئے۔ اور سیاہ جبہ مبارک پہنا ہوا ہے اور اس حالت میں فرمایا کہ محمد اعظم کیا حال ہے۔ میں عرض کرنے ہی لگا تھا کہ حضور نے ایک طمانچہ میرے منہ پر مارا۔ اور ایسے زور سے میرے منہ پر طمانچہ لگا کہ میں بیہوش ہو گیا۔ اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ دیر کے بعد جب ہوش آئی تو اس وقت دونوں آنکھوں میں بینائی معلوم ہوئی۔ اور اس خوبی کی نظر ہوئی جیسے زمانہ جوانی کے وقت میں تھی۔ سب یار تعجب میں آئے اور جب کوئی اس کی حقیقت دریافت کرتا تو کہا کرتے تھے۔ کہ یہ مقام خاموشی کا ہے۔ اپنے سے فناہ ہونے کے بعد نظر آتی ہے۔ ۵

افروختن و سوختن و جامہ دریدن پروانہ زمن شمع زمن گل زمن آموخت

نقل ہے کہ حضور قبلۂ عالم سیر پنجاب سے واپسی پر دریائے اٹک کے کنارے سے

سوار کشتی ہوئے۔ ایک فقیر مسمی بہ بابا جمال سکنہ اورنگ آباد نے حضور کو شکرانہ دیتا تھا جو
بر وقت رخصت ہونے بھول گیا تھا۔ کشتی چلی تو آپ کو یاد آیا اور ملاح سے پکارا کہ قدرے
کشتی کو خدا کیواسطے کھڑی کرو۔ ملاح نے کشتی کھڑی کی فقیر جمال نے پانی کے کنارہ سے
اندر حضور کو روپیہ دینے لگا۔ جو ہاتھ سے پانی میں گر گیا۔ نہایت پریشان ہوکر رونے لگا
اور کہا کہ میری بد قسمتی کا سبب ہے۔ میری نیاز قبول نہ ہوئی۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ صدقہ خدا
کی جناب میں قبول ہو چکا ہے ہرگز گم نہیں ہوگا۔ تلاش کرو۔ فقیر جمال پانی میں ہاتھ سے تلاش
کرنے لگا۔ پہلی ہی مرتبہ وہی روپیہ اس کو ہاتھ میں آیا۔ اور حضور کی خدمت عالیہ میں نذر کیا۔
حاضرین نہایت تعجب میں ہو کر طوق غلامی سے مشرف ہوئے اور داخل طریقہ عالیہ نقشبندیہ ہوئے
فقیر جمال آپ سے رخصت ہو کر گھر کی طرف روانہ ہوا۔ اور کہنے لگا کہ حضرت مجھ کو اپنی یاد خاطر سے
فراموش نہ کرنا۔ اسی روز سے اسکو جذبہ جاری ہو گیا۔ اور ہر وقت جذبہ میں رہا کرتا تھا۔ اور حضور کی طرف
منہ کر کے مضمون اس بیت کا پڑھا کرتا تھا۔ ؎

درا شنائے نماز ایجاں نظر بر قامت دارم   مگر از قامت خوبت قبول افتد نماز من

نقل ہے کہ حضور قبلۂ عالم نور اللہ مرقدہٗ سے جبکہ خلیفہ نامدار شاہ صاحب مجاز طریقہ نقشبندیہ
ہوئے چند سال کے بعد حضور نے اپنی کمال شفقت سے خلیفہ نامدار شاہ کے فرزند مسمی بہ غلام نبی کو
نسبت فرزند دامادی عطا فرمایا اور اپنے گھر میں غلام نبی کو ہمیشہ کے لئے رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا چنانچہ
ایک سال غلام نبی خاص بمقام تیری شریف حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں رہا۔ بعد ازاں ارادہ پنجاب
کیطرف روانگی کا کیا۔ اس ارادہ سے حضور عالی ناخوش تھے۔ اور فرمایا کہ غلام نبی کو کوئی فائدہ پنجاب
کی طرف جانے میں نہیں۔ فقیر تو اجازت نہیں دے سکتا۔ اسکی اپنی مرضی ہے۔ البتہ اگر پنجاب میں جاویگا
تو سخت پشیمان ہوگا مگر بعض شقی ازلی نے جو کہ بظاہر حضرت قبلۂ عالم کے غلام بنے ہوئے تھے غلام نبی
کو ایسا پختہ مشورہ میں ملالیا کہ حضرت قبلہ اقدس کے فرمان کو دل میں آنے دیا۔ اور نہ حضور کی اجازت
اور خوشی کا لحاظ مد نظر رکھا۔ تھوڑے روز میں غلام نبی کو ہمراہ لیکر وہی بدبخت مرید موضع ہنتیال
ملک پنجاب میں پہونچے۔ ایک دو ماہ کے بعد غلام نبی کو ہمراہ لیکر ضلع ہزارہ میں چلے گئے اس جگہ
غلام نبی کو بغیر کسی تکلیف و عارضہ کے ایسا جنون ہو گیا کہ گردن بھی اس کی کج ہو گئی۔ اور ہوش حواس

معلق جاتے رہے۔ علاج وغیرہ جو اسجگہ میں کرائے گئے مؤثر نہوئی۔ آخر سب حاضرین احباب نے کہا کہ یہ تکلیف بباعث ناخوشی حضرت باباجیو صاحب کے عائد ہوئی ہے۔ جبتک حضرت قبلۂ عالم سے دعائے خیر وصحت کی التجا نہ کیجاوے کوئی امید صحت نہیں ہوسکتی۔ یاران طریقت نے اتفاق سے غلام نبی کو بحالت بیماری تیراہ میں پہنچاکر جناب باباجیو صاحب سے طلب دعا صحت کی التجا کی۔ حضرت باباجیو صاحب نے فرمایا ؎

گر صد ہزار لعل و گہر میدہی چہ سود　　دل راشکستہ نہ کہ گوہر شکستہ

لاچار ہوکے سب خاموش ہوگئے۔ دوسرے روز پھر سب یار ملکر جناب حضرت باباجیو صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہ عالم نے غلام نبی کو دیکھ کر کہا کہ فقیر نے تم کو پنجاب کے جانے سے منع نہیں کیا تھا۔ اس کا نتیجہ دیکھا۔ سب یاران سر برہنہ ہوکر باباجیو صاحب کے قدموں پر گر پڑے اور عرض کرنے لگے خدا اور رسول اور مشائخ نقشبندیہ کی طفیل یہ قصور معاف فرمایا جاوے ؎

ہرچہ ہست از قامت ناساز ونا ہموار ماست　　ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست

حضرت باباجیو صاحب انکی انکساری دیکھ کر نہایت شفقت سے انکی حالت پر رحم فرماکر دعا صحت درگاہ الٰہی سے طلب کی۔ اور کئی دن متواتر بعد نماز صبح کچھ پڑھ کر دم کرتے رہے۔ حق تعالےٰ نے تھوڑے دنوں میں صحت کلی عطا فرمائی اور لکنت زبان بھی جاتی رہی چھ ماہ تک برابر رہتی کیجا التماس حضور کی خدمت میں حاضر رہے اور پھر بطریق اول ارادہ پنجاب جانیکا کیا۔ باباجیو صاحب نے فرمایا کہ فقیر پنجاب جانیکی اجازت نہیں دیتا غلام نبی اگر اپنی مرضی سے جاتا ہے تو اسکی مرضی رہی امید ہے کہ جلد پشیمان ہوکر واپس آئیگا۔ اور اسوقت کو پچھتائیگا ع گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں لیکن بخلاف مرضی جناب باباجیو صاحب روانہ پنجاب کو ہوگئے اور جب موضع ہنتیال شریف جہاں انکے والد بزرگوار کا مزار مبارک ہے پہنچے ابھی دو تین دن نہ گزرے تھے کہ اسیطرح بحالت جنون وعقد اللسان بیمار ہوگئے پھر چند یار بخدمت حضرت باباجیو صاحب دعا کرانیکی نیت سے پہنچے جب حضور قبلۂ عالم کی خدمت میں پہنچے اور غلام نبی کی بیماری کا حال الف سے ی تک حال سنایا۔ آپ نے فرمایا کہ اب بہت مشکل ہوئی کہ اختیار کی باگ ہاتھ سے جاتی رہی کیا کیا جاوے کہ تقدیر کے آگے چارہ نہیں یاروں نے دست بستہ عرض کیا یا حضرت غلام نبی بیماری کے سبب سے اپنے بدن کپڑے پھاڑ کر برہنہ ہوجاتا ہے آپنے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اسکو پھر عنایت کرا سر وزر سے کپڑے چاک کرنیسے باز رہیگا اور جنون کیحالت تا دم مرگ بدستور رہی قریب تیس سال اسی بیماری میں رہ کر انتقال ہوا ۱۳۰۵ھ کی وفات ۷ رجب ہے......

نقل ہے کہ حضرت قبلۂ عالم جناب باباصاحب جیو رحمۃ اللہ کی گھوڑی سمند رنگ جو آپکی سواری کے لئے خاص تھی خلیفہ خانعالم باولی شریف ضلع گجرات کے رہنے والے کے سپرد کردی اور فرمایا کہ فقیر کی گھوڑی لیجاؤ چنانچہ لیگئے۔ ایک خلیفہ کے سپرد کردی خلیفہ خانعالم صاحب نے اس گھوڑی کی خدمتگذاری اس حدتک شروع کی جس کے بیان سے قلم قاصر ہے اور یاران طریقت کو اسپر سواری سے منع فرمایا۔ یہانتک کہ اسکے منہ میں دہانہ ڈالنے کی ممانعت فرمائی۔ اور خلیفہ خانعالم صاحب گھوڑی کے قدموں پر دو وقت ہاتھ لگاکر تمام بدن پر پھیرا کرتے تھے جبتک گھوڑی سامنے رہتی خلیفہ صاحب کھڑے رہتے تھے۔ جب کوئی مریض خلیفہ صاحب کے پاس آتا تھا تو آپ گھوڑی کے دہانہ کو پانی میں دھوکر پلادیا کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ اسکو شفا بخشتا۔ یاران طریقت جان فدائے حضرت باباجیو صاحب مسمّٰی بہ بابافضل الدین صاحب و بابا الٰہی بخش صاحب بڑی آرزو سے اس گھوڑی کو موضع سبور ضلع گجرات میں واسطے خدمت تواضع کے لے گئے۔ بابا فضل الدین وغیرہ یاران گھوڑی کو بخیال خوشی خاطر اپنی زراعت گندم سبز میں آوارہ چھوڑ دیا کرتے تھے۔ اور بعضے اہل دہ کو اس بات پر غصہ دل میں آیا کرتا تھا کیونکہ رستہ میں ان کی زراعت پایمال ہونیکا اندیشہ تھا۔ اللہ تعالےٰ کی عنایت تھی کہ گھوڑی اس چال سے زراعت کے کنارہ سے بلاکسی آدمی کے پکڑنے کے جاکر بابا فضل الدین صاحب کی فصل میں گندم کا فصل کھایا کرتی اور دوسرے کوئی آدمی اس کو اپنے فصل میں لیجانا چاہے تو گھوڑی بجاتی تھی۔ اور کسی زراعت سے قسمیہ ایک شاخ گندم نہ کھاتی۔ اس سال جو اس زمین سے مالکوں نے غلہ گندم حاصل کیا بیان کرتے ہیں کہ اب تک پھر اس اندازہ کا غلہ نہیں ہؤا۔ محمد یار نے اپنی اوقات اس غلامی میں صرف کرتے پر جان نثار رہا۔ چند سال کے بعد باباجیو صاحب سے وہ گھوڑی تواضع کی خاطر سردارخاں خدابخش خاں و محمد بخش صاحب ضلع ہزارہ مقام ملہ صالح لے گئے حضور کے انتقال کی تاریخ سے بعد تیسرے روز جاں بحق ہوکر اس دنیا ناپائدار سے رخصت ہوئی۔

نقل ہے کہ حضرت جناب قبلہ عالم کی خدمت مبارک میں ایک زمیندار بنام خدابخش سکنہ پوڑ پسوال ضلع راولپنڈی جو کہ مسجد کی خدمت آبرسانی پر خادم تھا حضور سے بیعت ہوکر اسی روز صاحب مجاز ہؤا۔ بوقت روانگی حضرت باباجیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک روڑ پتھر کا دم کرکے اسکو دیا اور فرمایا کہ ایک

تالاب بناؤ اور اس کے کنارہ میں اس کو دفن کرو۔ چنانچہ ایسا ہی عمل کیا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اس تالاب پانی کے کنارہ میں نہایت عمدہ قسم کا باغ اور درخت ہر قسم کے لگانے سے نظارہ پنجاب تیار ہؤا۔ اور خلیفہ خدابخش بنام باباجیو صاحب ثانی والا مشہور ہؤا۔ ہمیشہ صائم رہا کرتے تھے ایک مرتبہ بباعث تہام کیمیاگری بقید فرنگ گرفتار ہوئے! ور کسی مخالف نے حکام کو بھی سنایا کہ خلیفہ خدابخش سرکار کیساتھ آلہ حب وجنگ تیار کرنے میں سرگرم ہے! ور باغی ہونا چاہتا ہے بصورت قید ہو جانے کے جس وقت جیل خانہ میں خلیفہ صاحب کو لے گئے تو آپ کے ہاتھ سے ہتھکڑی ٹوٹ گئی۔ دوسرے ہاتھ کڑی ڈالی وہ بھی ٹوٹ گئی۔ جس ہاتھ میں کڑی ڈالتے فوراً ٹوٹ جاتی۔ ملازمان پولیس نے افسر کو اطلاع دی۔ حکم ہؤا کہ اس فقیر کو حوالات میں رکھو۔ صبح دیکھا جاوے گا۔ رات کے وقت افسر پولیس خوف سے ڈرتا رہا۔ اور حضرت باباجیو صاحب کو خواب میں دیکھا۔ کہ درباره خلیفہ خدابخش سفارش کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اگر خلیفہ خدابخش کو نہ چھوڑ دیا جاوے تو تمہارے ساتھ وہ سلوک ہوگا جو تمہاری اولاد کو ہفت پشت تک یاد رہے گا۔

اور ادہر خلیفہ خدابخش صاحب کیساتھ تمام شب حوالات میں حضرت باباجیو صاحبؒ یہ تاکید کرتے رہے۔ کہ ہرگز خیال نہ کرنا۔ یہ مصیبت آج ہی ٹل جاوے گی۔

حضرت باباجیو صاحبؒ نے مسافت ۸۰ میل سے ایک درویش مسمی بہ خدابخش ساکن گرچہ ضلع ایضاً کو واسطے تسلی خلیفہ خدابخش روانہ فرمایا۔ اور کہا کہ بالکل اطمینان رکھیں تمام مشائخ نقشبندیہ تمہاری مدد کے واسطے جمع ہو کر آتے ہیں مطمئن رہیں علے الصباح دوسرے روز افسر پولیس نے فقیر صاحب سے معافی لی اور رہا کر دیئے گئے۔

اگر بوسہ بر خاک مرداں زنی بمردی کہ پیش آیدت روشنی
کسانیکہ پوشیدہ چشم دل اند ہمانا کزیں توتیا غافل اند

تاریخ وفات ۱۲۹۳ھ مزار متصل پوڑ پسوال بر کنارہ تالاب

نقل ہے کہ حضور قبلہ عالم کا قیام جبکہ بمقام وڈرا ڈر تھا۔ ایک زمیندار مسمی بہ میر اعظم نے اپنی زوجہ کو بباعث ناسازشی کے اپنے عقد سے علیحدہ کر دیا تھا۔ اس کے بطن سے

ایک دہ سالہ فرزند تھا۔ ایک روز وہ لڑکا اپنی والدہ کے ملنے کو چلا گیا تھا۔ مسمی میر اعظم کو جوش جہالت پیدا ہوا۔ اور اس لڑکے کو مارنے لگا۔ تلوار نکال کر لڑکے کے درپے ہوا لڑکا بیچارہ خوف کا مارا ہوا دوڑا اور حضور کے دامن مبارک میں پناہ لی۔ میر اعظم تلوار نکالے ہوئے حضرت قبلہ عالم کے پاس آکر بڑے تکبر سے بولا کہ حضرت اس لڑکے کو چھوڑ دو اور دامن مبارک سے نکال دو۔ حضرت باباجیو صاحبؒ نے فرمایا کہ لڑکا بیچارہ روتا ہے اور میری پناہ میں بیٹھا ہے اس کو کچھ نہ کہنا۔ اس کمبخت نے تلوار بے تحاشا لگائی چنانچہ آپ کی آستین مبارک کٹ گئی۔ حضرت نے فرمایا کہ اچھا لے جا لڑکے کا خدا حافظ۔ تمہیں خدا جزا دے گا۔ لڑکا بیچارہ گھر کی طرف دوڑا۔ اور میر اعظم اس کے مارنے کے درپے دوڑا قریب تیس بتیس ۳۲ قدم کے جب پہنچا تو اس کے پیٹ میں درد پیدا ہوا اور اثنائے راہ میں سر کے بل گرا۔ اور قریب ایک دو گھڑی بعد جان بحق ہوا۔

حسد باہل حسد کار میکند صائب — چنانچہ آتش سوزندہ میخورد خود را

نقل ہے کہ حضرت قبلہ عالم جناب بابا صاحب جیو۔ جب بمقام ننھیال واسطے فاتحہ خوانی خلیفہ نامدار شاہ تشریف لائے تو ایک شخص قوم حجام اسمی بوڑھا حضور کی دعوت کا مستدعی ہوا۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ حضور کیساتھ پچاس آدمی ہیں۔ گھر میں جاکر کہنے لگا۔ کہ دعوت باباجیو صاحبؒ اب کہہ چکا ہوں۔ مگر کیا کیا جاوے کہ حضرت باباجیو صاحبؒ کے ہمراہ آدمی بہت ہیں اور گھر میں کھانے کا انتظام بہت تھوڑا ہے بہت تشویش ہے۔ خیر جو اللہ کو منظور ہوگا۔ شام کی نماز کے بعد جب کھانا حضور کے آگے رکھا گیا۔ حضرت نے اپنی چادر مبارک اس طعام ماحضرہ پر بچھا دی۔ اور مہمانوں کے آگے کھانا پیش کرکے کھانے کی اجازت دے دی۔ سب یاران طریقت کھانا کھا چکے تو کھانا دسترخوان پر بدستور سابق موجود تھا۔ اور جو دعوت کھاکر حضرت قبلہ عالم کے ساتھ مسجد کو روانہ ہوئے تین سو سے زیادہ درویش تھے۔ نہایت حیران ہوئے۔ داعی مسمی بوڑھا حجام نے اپنے گھر میں جاکر تھوڑے سے دانے گندم کے حضور کی خدمت میں لاکر عرض کیا کہ حضرت ہمارے گھر میں ہمیشہ غلہ کی کمی

رہتی ہے۔ اگر ہمارے لئے یہ تھوڑے دانہ گندم دم کر دیویں تو ہم انبار غلہ میں ڈالدیں گے امید ہے کہ اس میں برکت ہوگی۔ حضرت اقدس نے کچھ پڑھ کر دم کر دیا اور فرمایا بسم اللہ شریف پڑھ کر وضو سے غلہ میں سے بقدر خرچ نکال لیا کریں۔ چنانچہ خدا کے فضل و کرم سے ایک سال سے زیادہ اس غلہ میں وہ برکت رہی جس کی تصدیق کی یہ شہادت ہے۔ کہ اسکی بیوی نے ایک روز بعد ایک سال پیمانہ سے کر غلہ کو پیمانہ کیا تو حساب سے ایک حصہ تین میں سے خرچ ہوگیا تھا۔ بباعث شومئے بخت ایک مرتبہ اس کی عورت نے بے وضو غلہ نکال لیا۔ اس روز سے غلہ میں نقصان آگیا۔ نہایت افسوس کرنے لگا مگر کوشش بے سود۔ ؎

زمانے خوش دلی دریاب دریاب — کہ دائم در صدف گوہر نباشد
غنیمت دان و میخور در گلستاں — کہ گل تا ہفتۂ دیگر نباشد
بشوا وراق اگر ہم درس مائی — کہ علمِ عشق در دفتر نباشد
شرابے بے خمارم بخش یارب — کہ با وے ہیچ دردِ سر نباشد
بدیں صحیفۂ مینا ز خامۂ خورشید — نگاشتہ سخن خوش بآب زر دیدم
کہ اے بدولتِ دہ روزہ گشتہ مستظہر — مباش غرہ کہ از تو بزرگ تر دیدم
کسے کہ تاج زمرد صباح بر سر داشت — نماز شام ورا خشت زیر سر دیدم

نقل ہے کہ حضرت قبلہ عالم نور اللہ مرقدہٗ کے عہد میں حضور کا ایک مخلص مرید راجہ سید خاں سکنہ سلوی۔ متصل پنڈ دادنخاں جو کہ بعہدہ ڈپٹی انسپکٹری بمقام پنڈ سلطانی تعینات تھا۔ بلا اجازت و رخصت سرکار تعاقب ڈاکو کے بہانہ سے بموضع ڈراڈ حضرت کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ آپ کی شفقت و نظر عنایت نے اس کو گرویدہ کیا۔ کہ سبحان اللہ واپس جانے کی طرف خیال تک باقی نہ رہا۔ آپ سے مجاز طریقہ ہو کر واپس آیا۔ اس روز سے لے کر ہمیشہ چوروں کو بلا تحقیقات بروئے مکاشفہ پہچان لیا کرتا تھا۔ اور ماخوذ کر کے چالان کرتا تھا کبھی غلطی واقع نہیں ہوئی۔ ایک مرتبہ حضور عالی نے اس کو فرمایا کہ تمہارا کشف تمہارے حق میں چوروں کی مصیبت ہوئی

عرض کرنے لگا۔ کہ حضرت آپ دعا فرماؤ کہ میرے حلقہ میں ایسے وقوع نہ ہوا کریں۔ آپ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے راجہ سیدخاں کی چالان شدہ کوئی آسامی علالت میں تا زندگی نہ پہنچی۔ ایک مرتبہ افسر ضلع اٹک نے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ کبھی کوئی رپورٹ واردات راجہ سیدخاں کی طرف سے عدالت میں نہیں آتی۔ سب حاضرین کہنے لگے کہ راجہ صاحب کوئی ملازمت تو نہیں کرتا۔ وہ شب و روز فقیروں میں بیٹھکر حلقہ کرتا ہے۔ اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے۔ افسر ضلع نے واسطے تحقیقات اس امر کے ملک صاحب رحمت خاں انسپکٹر حافظ آبادی ضلع گوجرانوالہ کو روانہ فرمایا ملک صاحب جس وقت باباجیو صاحب کی خدمت میں پہنچا۔ اور آپ کے فیض سے سرشار ہوا۔ فوراً مشرف بیعت ہوکر سر حلقہ نقرا ہوا۔ بواپسی اپنے افسروں کو تسلی دی اور چون وچرا کی جگہ نہ رہی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت قبلۂ عالم حضرت باباجیو صاحب کی خدمت میں صاحبزادہ محمد بخش صاحب خلف خلیفہ خانعالم صاحب وجلال فرزند ملاں بہادر واسطے بیعت طریقہ نقشبندیہ بمقام تیزی حاضر ہوئے۔ ایک جگہ ایک وقت میں دونوں بیعت ہوئے آپ نے افسوس سے فرمایا کہ یہ دونوں بڑے صادق الاعتقاد ہیں۔ مگر افسوس کہ دنیا میں اولاد سے محروم ہیں۔ شان ایزدی دونوں صاحب کی اولاد یادگار باقی نہیں رہی ایک درویش نے صاحبزادہ محمد بخش صاحب دربارہ فرزند دریافت فرمایا تو انہوں نے ورجواب کہا۔

در نکیدن طفل تدبیر مرا تقصیر نیست ... لیک چوں سازم کہ در پستان قسمت شیر نیست

نقل ہے کہ ایک مرتبہ جلال ولد میاں ملاں بہادر جس کا ذکر اوپر ہوچکا ہے جنگل کی طرف گیا۔ اس جگہ ایک لاش آدمی کی نظر آئی۔ خوف کے مارے تھانہ میں جاکر راجہ صاحب سیدخاں ڈپٹی انسپکٹر کو سنایا۔ کہ فلاں جگہ میں لاش آدمی کی پڑی ہے۔ راجہ صاحب صبح بطریق شکار اس جگہ گیا اور لاش کو اٹھا کر دفن کرنے کی اجازت دے رپورٹ میں درج کیا کہ یہ لاش بگھاڑ کا شکار ہے۔ افسر نے اس کو ہدایت کیا۔ کہ اگر یہ واقعہ

درست ہے تو گھاڑ کا پتہ لگاؤ۔ یا اس کو مار کر عدالت میں پیش کرو۔ راجہ صاحب نہایت لاچار ہو کر حضرت باباجیو صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ اور اپنے واقعات عرض کئے۔ حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا کہ تم کوشش کرو۔ اللہ تعالےٰ تمہیں اپنی سعی میں کامیاب کرے گا۔ راجہ صاحب سید خاں نے دام آہنی جس کو پنجابی میں کوڑکی کہتے ہیں۔ بہت مختلف جگہ میں دفن کیں صبح جب دیکھنے آئے تو ایک بھیڑیا پھنسا ہُوا زنجیر میں ملا۔ اس کو بمقام اٹک افسر کے پاس پیش کیا۔ افسر نے بجائے بدظنی نہایت خوش ہو کر ترقی تنخواہ بیس روپے کر دیئے۔

توہم گردن از حکم داور مپیچ | کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

نقل ہے کہ حضرت باباجیو صاحب قبلۂ عالم کے خلفاؤں میں سے ایک خلیفہ احمد شاہ افغان جو سب سے ممتاز تھا۔ ایک مرتبہ یاران طریقہ میں حلقہ کر کے ذکر الہٰی میں شغل فرما ہوئے۔ کسی یار کو جذبہ اور محبت الٰہی سے وجد نہ ہُوا۔ بعد فراغت ایک یار نے کہا کہ آج تاریخ مراقبہ کے وقت احمد شاہ نے توجہ کو بند کر دیا۔ کہ کسی یار کو جذبہ نہیں ہُوا احمد شاہ اس روز باباجیو صاحب سے بفاصلہ تیس میل مسافت پر دور تھا۔ کہنے لگا کہ ہرگز فقیر نے توجہ بند نہیں کی۔ باباجیو صاحبؒ اس وقت نماز عصر میں کھڑے تھے۔ اور نماز کی طرف حضور تھا۔ مسجد موضع چنگی مریدوں کو کس طرح جذبہ ہو سکتا ہے۔ اب حضرت باباجیو صاحبؒ نماز ادا کر چکے ہیں۔ مراقبہ کرو اور جناب باباجیو صاحبؒ کی توجہ کا فیض دیکھو۔ بمجرد مراقبہ سب کو وجد ہُوا۔ اور ایسا فیض ہُوا کہ گویا باباجیو صاحبؒ کے روبرو ہونے سے زیادہ فیضیابی حاصل ہوئی۔ ایک یار نے کہا کہ آج ہم اس بات کو حضرت باباجیو صاحبؒ کی نماز کی نسبت تحقیق کریں گے۔ اسی ہفتہ میں حضرت باباجیو صاحبؒ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت باباجیو صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فقیر نے اس تاریخ موضع چنگی میں عصر کی نماز مسجد میں ادا کی تھی۔ حضرت باباجیو صاحب نے سب واقعہ سن کر احمد شاہ کو بلایا اور فرمایا کہ صوفی کو اظہار حال ہرگز نہیں چاہیئے۔ تمہیں کیا ضرور کہ میرا حال یاروں میں ظاہر کرتا ہے۔ اگر آئندہ ایسا کرے گا تو تمہیں حلقہ یاروں سے نکال دیا جاوے گا خلیفہ احمد شاہ حالت وجد میں آیا۔ اور یہ شعر اس کے حسب مقال تھے:

یارب این آتش کہ در جان من است | سرد کن زاں ساں کہ کردی بر خلیل
من نمی یابم جمال یک نظر | گرچہ او دارد جمال بس جمیل
ناوک از چشم در ہر گوشۂ | ہمچو من افتادہ دارد صد قتیل
پائے مالنگ است و منزل بس بعید | دست ما کوتاہ و خرما بر نخیل

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت باباجیو صاحبؒ مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ مؤلف کتاب بعہد طفولیت عصر کی نماز کے بعد باہر جنگل کی طرف گیا۔ اس جگہ ایک زہریلا سانپ نظر آیا اور اس کے ساتھ کھیلنے لگا۔ سانپ نے میرے بائیں طرف کے پاؤں پر کاٹا۔ اتنے میں میرے ساتھ میاں کریم بخش صاحب باباجیو صاحبؒ کا جان فدا آرہا تھا۔ اس نے میری حالت کو دیکھ کر گود میں اٹھا کر حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچایا۔ اور سانپ کے کاٹنے سے اطلاع دی۔ آپ نے زخم کی جگہ پر ہاتھ مبارک لگایا۔ اور دم کیا۔ مجھ کو پتہ ہی نہیں لگا کہ درد کیا ہوتا ہے۔ جب کبھی مجھ کو حضور کی مہربانی یاد آتی ہے تو بے ساختہ آنسو نکلتے ہیں ؎

غبار خاطر عشاق مدعا طلبی است | بعلمے کہ منم یاد دوست بے ادبی است
رفتی و از دل نقش جمال تو نرفت | وز دیدۂ غمدید خیال تو نرفت
این عمر کہ میرود تبلخی فراق | افسوس کہ در روز فراق تو نرفت

نقل ہے کہ حضرت جناب باباجیو صاحب علیہ الرحمتہ جب موضع تیزئی سے موضع ڈرادھ میں جو کہ ۱۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ تشریف فرما ہوئے اس جگہ پانی لوگ ایک میل کی بلندی سے لاتے تھے۔ چونکہ حضرت باباجیو صاحب علیہ الرحمتہ کی مسجد مبارک میں فقراء کو پانی کی نہایت تکلیف ہوتی تھی۔ آخر ایک روز حضرت قبلۂ عالم نے اہل دہ کو فرمایا کہ تم لوگ سب خورد و بزرگ کل علی الصباح حاضر ہو جاؤ۔ تاکہ خدا تعالےٰ کی درگاہ میں پانی کے لئے عرض کی جاوے۔ صبح کے وقت گاؤں کے سب لوگ خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر ملتجی بدعا ہوئے۔ حضرت قبلۂ عالم لوگوں کو ہمراہ لے کر نصف میل کے قریب مشرق کی طرف قدم رنجہ فرما ہوئے۔ اور پھر ٹھہر گئے۔ اور ارشاد فرمایا کہ اس جگہ سے ایک پتھر اٹھاؤ۔ لوگ جمع ہوئے اور سب نے اکٹھے مل کر بسم اللہ شریف پڑھ کر ایک پتھر اٹھایا

اس جگہ سے پانی کا چشمہ جاری ہوگیا۔ حضرت قبلۂ عالم وہ پانی لے کر لوگوں کے ہمراہ بوقت عصر مسجد شریف میں تشریف لائے۔ حضرت قبلۂ عالم نو سال اس جگہ قیام پذیر رہے۔ اور فقراء بخوشی و بہ عمدگی اس پانی کو استعمال میں لاتے رہے۔ جب حضرت قبلۂ عالم اس مقام سے چورہ شریف نقل مکانی کے طور پر تشریف لائے۔ جو کہ اس جگہ سے ۵، ۶ میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ اور انگریزوں کے زیر حکومت ہے۔ اللہ تعالےٰ کی حکمت کہ وہ پانی خشک ہوگیا۔ اور اب اس کا نام و نشان بھی نہیں ہے ایک سال کے بعد وہاں کے بڑے بڑے امراء پانی کے جاری ہونے کے لئے طلب دعا کی خاطر حضرت قبلہ کی خدمت میں چورہ شریف حاضر ہوئے۔ اور دست بستہ عرض کیا۔ ؎

دارم امید بداں اشک چو باراں دگر　　　　برق دولت کہ ز من رفت برم باز آید

دعا فرماویں کہ اللہ تبارک و تعالےٰ پانی کا چشمہ جاری فرما دے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ پانی کا چشمہ فقراء کی خاطر تھا۔ اب چونکہ فقراء اس جگہ نہیں رہے۔ پانی بھی نہیں رہا رات کو ایک فقیر نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ چشمہ پر کھڑے ہیں اور کہہ رہے ہیں ؎

محروم ماندۂ ز وضوءِ عزیز خلق　　　　اے آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند

صبح کے وقت یاروں کو فرمایا کہ ہرگز پانی کی امید نہ رکھو۔ یہ چشمہ محض فقراء کی خدمت کے لئے تھا۔ اب ہرگز جاری نہ ہوگا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شاہ محمد صاحب فرزند خورد حضرت جناب باباجیو صاحب علیہ الرحمتہ موضع وڑاوڑ سے تیزی شریف جانے کا ارادہ کرنے لگے۔ حضرت باباجیو علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ میری طرف سے اجازت جانے کی نہیں۔ اگر اپنی مرضی سے جانا ہے تو اختیار ہے۔ حضرت شاہ محمد صاحب بپاس ناز فرزند ہونے کے بمعہ تمام اہل و عیال خلیفہ قادر بخش کو ہمراہ لے کر روانہ ہوئے۔ قریب پانچ میل کے گئے ہوں گے۔ کہ ایک جماعت ڈاکوؤں کی پہنچی۔ آپ کا سب مال و متاع لوٹ کر اور حضرت شاہ محمد صاحب کو رسے سے باندھ کر قیدی کی شکل سے ہمراہ کر کے

لے گئے۔ قادر بخش موقع پاکر حضرت باباجیو صاحب کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ اور اس کے بھی ہاتھ باندھے ہوئے تھے۔ حضرت باباجیو صاحب علیہ الرحمتہ نے اپنے ہاتھ مبارک سے قادر بخش کے ہاتھ کھول دیئے۔ اور فرمایا کہ فقیر نے تو منع کیا تھا۔ لیکن میرے کہنے پر شاہ محمد نے عمل نہیں کیا۔ آپ کی طبیعت میں نہایت رنج محسوس ہؤا۔ ایک افغان مسمی بہ علی شیر کو بلا کر ایک سو روپیہ ضرب کابل دے کر روانہ فرمایا! اور کہا کہ میرے فرزند شاہ محمد کو مخالفوں کے ہاتھ سے چھڑا کر لے آؤ۔ اتفاق سے حضور کا ایک قدیمی غلام مسمی بہ گل۔ حضرت شاہ محمدؐ صاحب کو بحالت قیدی نظر آیا مسمی گل نے تلوار نکالکر دھاڑیوں کے درپے ہؤا۔ ایک لخت سب دھاڑ دی فراری ہو گئے۔ اور حضرت شاہ محمدؐ صاحب بخیریت خلاصی پاکر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر شام کے وقت حضرت باباصاحب علیہ الرحمتہ کی خدمت میں پہنچے۔ چند روز کے بعد وہ جماعت دھاڑ دی حضور کی غلامی میں داخل ہو گئی ؎

آئیں ہر چند داخل قرآن نیست　　از جنس قبول گشت با فاتحہ ضم

ظہور خشم بزرگاں تہی ز رحمت نیست　　غبار چہرۂ گردوں دلیل باران است

نقل ہے کہ حضرت قبلۂ عالم رحمتہ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے مسمّی قاسم شاہ امام مسجد موضع رنگلی ضلع اٹک کچھ عرصے کے بعد آپ کی محبت سے برگشتہ ہو کر بے اعتقاد ہو گیا اسی موضع میں حضور کا غلام جو کہ آپ کا حجام تھا مسمی بہ بختا ور اور ایک درویش زمیندار فقیر محمد اسی مسجد میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ مولوی قاسم شاہ ان کو ہر روز ایک نہ ایک بداعتقادی کی نئی بات سنایا کرتا تھا وہ بیچارے چپ کر کے چلے جاتے تھے۔ ایک روز مولوی صاحب نے فرمایا کہ تمہارے سر کے بال جو سینہ تک پہنچتے ہیں۔ یہ شرعًا حرام ہے اس کو چھوٹے کرا لو ورنہ مسجد میں نہ آیا کرو۔ جبرًا ان کو پکڑ کر دونوں کے بال سر کے منڈا ڈالے۔ بیچارے جب حضرت کی خدمت میں ملاقات کو آئے۔ تو ان کے سر کے بال حضور کو نظر نہ آئے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا وجہ ہے۔ دونوں فقیروں نے سر کے بال منڈوانے عرض کیا کہ حضرت مولوی قاسم شاہ جو آپ کا غلام تھا۔ آپ سے برگشتہ ہو گیا اور ہم کو سخت

تنگ کرتا ہے جبراً پکڑ کر ہمارے سر کے بال اس نے منڈا دیئے۔ حضرت باباجیو صاحب علیہ الرحمتہ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اسکو اس کا بدلہ دے گا۔ چند روز کے بعد نصف رات گزری ہوگی کہ قاسم شاہ کو عالم خواب میں حضرت باباصاحبؒ نظر آئے اور ایک طمانچہ اس کے منہ پر ایسے زور سے مارا کہ قاسم شاہ کا پاخانہ اور پیشاب دونوں خارج ہوگئے اور سخت بیمار ہوگیا۔ صبح اس نے اپنی والدہ کو کہا کہ مجھکو کوئی بیماری نہیں۔ حضرت باباجیو صاحبؒ نے مجھ کو مارا ہے۔ جبتک باباجیو صاحب رحمتہ اللہ علیہ راضی نہیں ہوں گے ہرگز امید صحت نہیں۔ قاسم شاہ کو چارپائی پر اُٹھا کر باباجیو صاحب کی خدمت میں لائے۔ آپنے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ رحم کرے گا۔ قدرے اسے بیماری سے آرام ہوگیا اور روبصحت ہوگیا۔ اس اثنا میں حضرت جناب باباجیو صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا۔ قاسم شاہ کو پھر بعد میں وہی پہلا خیال پیدا ہوگیا اور یاران طریقت سے مخالفت کرنے لگا۔ آخر رات میں جب تہجد کی نماز کو مسجد میں آیا تو حضرت باباجیو صاحب رحمتہ اللہ علیہ چند یاروں کیساتھ مسجد میں نظر آئے فرماتے ہیں کہ قاسم شاہ تمہیں ہماری بدگوئی سے شرم نہیں آتی۔ آپ نے ایک طمانچہ اس کو مارا اور غائب ہوگئے۔ اسی روز سے قاسم شاہ بعارضہ بیماری صرع بیمار ہوکر تا دم مرگ اپنے ساتھ بیماری لیگیا۔ اور ہمیشہ اپنے دوستوں اور خاندان سے کہا کرتا تھا کہ یہ بیماری بابا جیو صاحب علیہ الرحمتہ کی بے ادبی کے سبب سے ہے ہرگز امید شفا نہیں۔ جبتک زندہ رہا ہر جمعرات کو باباجیو صاحب علیہ الرحمتہ کی قبر کو اپنی داڑھی سے جاروب دیا کرتا تھا۔ کیا اچھا کسی بزرگ نے کہا ہے ؎

جراحتے کہ ز تیغ زباں سد بدلے　　　بہ ہیچ مرہمے راحت نکو نخواہد شد

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حاجی صاحب موضع ریاسی علاقہ ریاست پونچھ کے رہنے والے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہ کی سواری کی گھوڑی جو کہ سردار صاحب امیر خاں لاچی علاقہ کوہاٹ کی نذر کی ہوئی تھی آپنے حاجی صاحب کو سپرد کی اور فرمایا کہ اسکی خدمت تمہارے ذمہ ہے۔ ایکروز حاجی صاحب گھوڑی کو لے کر باغ میں گئے اور گھوڑی کو اس جگہ گھاس کھانے کی غرض سے چھوڑ دیا۔ سر مراقبہ ہوئے دل میں نہایت بداعتقادی ہوئی اور کہنے لگے کہ جو فقیر حضرت باباجیو صاحبؒ کی خدمت عالیہ میں آتے ہیں اور جذبہ میں ہوجاتے ہیں بالکل غلط ہے۔ اور جو اپنی صفائی قلب بتلاتے ہیں محض جھوٹ اور فریب ہے۔ اتنے میں گھوڑی نے آہستہ آہستہ آکر حاجی صاحب کے گریبان میں ایک پھونک ماری۔ حاجی صاحب کو

ایسا جذبہ ہوا کہ جس کا اندازہ وہ خود کر سکتے تھے۔ اور صاحب کشف ہو گئے۔ مدت کے بعد وہ گھوڑی واسطے خدمتگذاری خلیفہ غلام صاحب باولی والے لیکر ڈراوڑ سے روانہ ہوئے۔ گھوڑی مذکورہ حضور کو دیکھ کر ایسی رونے لگی کہ آدمی اس کی طرف دیکھ نہیں سکتے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ شاید اس گھوڑی کی ہمارے ساتھ آخری ملاقات ہے۔ دو منزل پر جب پہونچے موضع گمبت متصل کوہاٹ گھوڑی بیمار ہو کر مرگئی۔

نقل ہے کہ ایک زرگر قوم ہندو سکنہ جنڈ بنام بخشی روڑہ بمرض تپ دق بیمار ہو کر حضور باباجیو صاحب علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ باباجیو صاحب نے مبلغ بیس۲۰ روپیہ چہرہ شاہی اس کو دیئے اور فرمایا کہ اس کی ہنسلی بنا دو۔ دوسرے روز بیمار مذکورہ نے اپنے بھائی بندوں سے تیار کرا کے آپ کی خدمت میں حاضر کی اور عرض کرنے لگا کہ حضرت میں زیادہ دعا آپ سے نہیں چاہتا۔ اگر ہنسلی میں میری طرف سے کوئی کھوٹ ملایا گیا۔ تو میرے بدن میں اس کے عوض بیماری قایم رہے۔ اور اگر میں نے کوئی کھوٹ نہیں ملایا تو میرے بدن سے بھی بیماری جاتی رہے۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔ اللہ تعالےٰ نے اس کو صحت عطا فرمائی۔ اور قریباً پچیس سال زندہ رہا۔ خاص دعا کے اثر کا یہ نتیجہ ہے۔ فقط۔ کیا اچھا کسی بزرگ نے فرمایا ہے۔ ؎ رباعی

جامۂ کعبہ را کہ می بوسند او نہ از کرم پیلہ نامی شد با عزیزے نشست روزے چند لاجرم ہمچو او گرامی شد

نقل ہے کہ ایک مرتبہ سید محمود شاہ صاحب باشندہ کوہاٹ کو مردمان گردونواح بباعث مذہب امامیہ اتہام دیگر مسجد کے جانے سے اور نیک کاموں میں شریک ہونے سے رکاوٹ کر کے مانع ہوئے۔ لاچار ہو کے چند رؤسا گردونواح کو ہمراہ کر کے حضرت باباجیو صاحب کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضرت مجکو آپ یہ فرما دیں کہ میرا دادا اور جد امجد کیسے گزرے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سوال قابل قدر نہیں۔ کیونکہ اگر تمہارا باپ اور دادا بزرگ سے بزرگ بھی گزرے ہوں۔ تو تمہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا ہے اور اگر بڑے سے بڑے گزرے ہیں تو تمہارے لئے مضر نہیں۔ تمہارے حق میں تمہارے اپنے عمل ہیں۔ محمود شاہ کے ساتھی سب عرض کرنے لگے کہ محمود شاہ کے والد اور دادا دونوں رافضی گزرے ہیں۔ آپ نے ان کو کوئی جواب نہیں دیا۔ صبح کے وقت محمود شاہ نے

آپ نے طریقہ مذہب امامیہ سے توبہ کی اور فرمایا کہ مجھ کو باباجیو صاحب کی کمال مہربانی نے گرویدہ کرکے فنائے طریقہ ہدایت کیا اور محمود شاہ اور اس کے ساتھی بیعت طریقہ نقشبندیہ ہوئے۔ ع

ندانخواری است گرتار سے سخن راکس نمیداند   بہا زرجہان قیمت کہ داند آب حیوان را

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضور قبلۂ عالم موضع تیزی شریف میں باعث تنازعات بعض امورات اہل دہ طبیعت میں ناخوش گزرانی محسوس ہوئے۔ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمت اللہ علیہ نے خواجہ نور محمد صاحب کو فرمایا کہ مجھ کو اپنے بزرگواروں سے ایک مجربات ختم شریف کی اجازت باترتیب اسکو پڑھو خدا تعالے مخالفوں کو ذلیل اور رسوا کرے گا۔ اور آپ نے تحریر کرکے دے دیا۔ اور آپ نے حسب ترتیب ذیل پڑھا۔ اور اس کے پڑھنے کی ترتیب مولوی جمیل صاحب نے منظوم کی ہے ع

زختم خواجگاں گویم حکایت   کہ دارم از مشایخہا روایت
چو آید بندۂ را مشکلے پیش   کہ دفعش را نیابد در دل ریش
کند ختم و مراد خویش جوید   کہ در ختم او سخن باکس نگوید
بہر نیت کہ خواند مستجاب است   سوالش راز سوئے حق جواب است
شب جمعہ بخواند یا دوشنبہ   بود شبہا سے دیگر نا موجہ
بدن را از حدث سازد مطہر   طہارت سازد اول اے برادر
در اول چوں شود توفیق یارش   بخواند فاتحہ تا ہفت بارش
درود آنگہ فرستد بر پیغمبر   زبعد فاتحہ صد بار دیگر
چوں خواندی ایں درود آمد مشیا   الم نشرح بخواں ہفتاد و نہ بار
ہزار و یک بود رخصت پس آنگہ   بہ بسم اللہ بخوانی قل ہو اللہ
باآخر بار اے مرد نکوکار   بخواند فاتحہ تا ہفتیں بار
چو اول بار ہم صد بار دیگر   درود از جاں فرستد بر پیغمبر
ولے ہنگام ختم و عجز و زاری   بسوئے قبلہ رو خویش آری
تو ختم خواجگاں ہرگاہ کہ خوانی   طریقش را بدیں ترتیب دانی
جمیل ایں نظم را از قول استاد   بہ نظم آورد و ہر جانب فرستاد

بعد اسکے برضائے خدا و خوشنودی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و بارواح ہفت خواجگان ثواب بخشد۔ اسمائے مبارک یہ ہیں۔ بایزید بسطامی۔ ابو الحسن خرقانی۔ ابو منصور ماتریدی۔ احمد یسوی یوسف ہمدانی۔ عبد الخالق غجدوانی۔ بہاؤ الدین نقشبند بخاری۔ اور بعضوں نے لکھا ہے کہ آخر میں کلمات سو سو مرتبہ پڑھا جاوے۔ یا قاضی الحاجات۔ یا دافع البلیات۔ یا حل المشکلات۔ یا امان الخائفین۔ یا شافع الامراض یا رافع الدرجات۔ یا مجیب الدعوات۔ اللہ تعالے کے فضل سے تمام مخالف حضرت باباجیو صاحب کے تابع ہو کر زیر فرمان ہوئے۔

نقل ہے :۔ کہ ایک مرتبہ حضرت قبلۂ عالم کے مال مویشی جہاں چراگاہ میں چرا کرتی تھیں ایک بچھڑا گم ہوگیا۔ اور وہ کسی غیر کے مال مویشی میں مل کر کہیں دور جا پہنچا۔ کئی سال کے بعد حضرت جناب باباجیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ اتفاقاً اس موضع میں پہنچے آپ نے اُس کو پہچان لیا۔ اور فرمایا کہ اگرچہ یہ نر گاؤ عمر رسیدہ ہوگیا ہے۔ لیکن یہ میرے مال مویشی کے نسل سے ہے اور میرا ہے۔ زمیندار جس کے پاس تھا وہ بولا کہ ہرگز نہیں یہ پانچ سال سے میرے گھر میں ہؤا ہے اور میرا اپنا مال ہے۔ حضرت باباجیو صاحب نے اہل محلہ سے اس کو فہمایش کی مگر کارگر نہ ہوئی۔ آخر حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا کہ اچھا صبح تمام گاؤں کے لوگ سب جمع ہو کر اپنے مال مویشی کو میدان میں لاویں خداوند تعالٰے خود فیصلہ کر دیگا۔ جس کا مال ہوگا وہ لیجائیگا۔ صبح کے وقت سب لوگ جمع ہو کر میدان میں مال مویشی لیکر حاضر ہُوئے حضرت اقدس نے مدعی علیہ کو فرمایا کہ اگر تمہارا مال ہے تو اس کو آواز سے اپنے پاس بُلا لو۔ ورنہ میں آواز کرتا ہُوں اگر میرا مال ہے تو میرے پاس آجائیگا۔ زمیندار نے بہت آوازیں دیں مگر باباجیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایکبار آواز دی فوراً حاضر ہو کر حضرت کے قدم مبارک پر سر رکھا۔ **بیت**

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ | کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

اوسی وقت مدعی علیہ نے توبہ کی اور اقرار کیا کہ بیشک یہ مال آپ کا ہے اور بیعت حاصل کی اور دعا کرنے لگا جسکا مضمون کسی شاعر نے اچھے پیرایہ میں نظم کیا۔ **نظم**

پروردگار تا کہ ترا مثل ماہِ نو | پیوستہ در ترقی و تابانی آورد
دارد کسے کہ باتو بدل بغض و کینۂ | او را مثال بدر بنقصانے آورد

نقل ہے :۔ حضرت قبلۂ عالم کا ایک جان نثار سید نجیب نام نابینا ساکن موضع سلطان پور ضلع اٹک کا رہنے والا جو کہ مؤلف تفسیر سُورۂ والضحےٰ اور رسالہ منظوم عشق رسالہ پنجابی ہے جب علم عربی سے فارغ ہُوئے تو ایک رنگریز کی لڑکی سے اوسکو محبت کا پیوند ہوگیا۔ اور ایسا دلدادہ گرفتار محبت ہوگیا کہ شب و روز اُس کو بغیر رونے کے کوئی کام نہ تھا۔ ایک مرتبہ اس کو ایک کوچہ میں وہ لڑکی اتفاق سے ملی تو لڑکی نے

نہایت بیجا سخت سُست باتیں کیں اور سید صاحب کو اس کی ناشائیستہ گفتگو نے
بسمل جان کر دیا۔ ان دنوں میں ایک طالب العلم آپ کے پاس مولوی شیخ احمد صاحب
پڑھا کرتا تھا اس کو کہنے لگا کہ چل باباجی صاحب کی خدمت مبارک میں چل کر عرض کریں
تاکہ خداوند تعالےٰ اس تکلیف سے ہم کو نجات بخشے دوسرے روز روانہ ڈراڈر شریف
ہوئے جب قریب پہنچے تو اس جگہ جو کہ عین کوہستان ہے ایک جگہ راستہ میں بیٹھ
گئے شیخ صاحب کو کہا کہ باباجیو صاحب علیہ رحمت کی خدمت میں زبانی سوال تو ہم کر نہیں
سکتے بہتر ہے کہ ہم اپنے مطلب کو کاغذ پر تحریر کرکے پیش کریں اسوقت یہ مسودہ منظوم
بنا کر لکھا اور حضرت کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر پیش کیا +

خط منظوم

ای مہ تابانِ اوجِ قُل ہو اللہ احد — دی سہی سرو بلند از باغ اللہ الصمد
میزنی بر شیشہ دلہا صیقلے از لم یلد — نورِ لم یولد زتو مر سینہ ہارا میرسد
لشکر اشراک را از ملکِ دل بروں کشتی — با سپاہے لم یکن یعنی لہ کفواً احد
آفتابِ نور احمدؐ تافتہ بر کائنات — زاں مہے ذات ترا حق نور ہر دم میدہد
اسم تو بیشک موافق با مسمےٰ آمدہ — زانکہ آں نور محمدؐ از رخت سر میزند
کشورِ دین متین آباد شد از علمِ تو — لشکرِ حق الیقین را قوتِ از تو میشود
لذتِ عین الیقین را می چشند از عشقِ تو — طالبِ حق الیقین قوت نگاہت میخورد
سالکاں را رہنمائے عاشقاں را دلربا — عابداں را مقتدائے اہل عرفاں را سند
صد ہزاراں لعنتِ حق باد بر اعدائے تو — کفر مے بینیم بلا شک با جنابِ تو حسد
عاجز و مسکین محتاج و گدایم اے شہا — بر منی آید زدستم خدمتے کیں جا سزد
بست معذوری دو بایم مفلسی دستم گرفت — من چہ گویم حالِ زارِ داند آں ذات احد
بر درت افتادہ گویم الغیاث و الغیاث — کن نگہ بر من کہ تسکین دلم حاصل شود
پیشِ تو بے توشہ آمد بندہ سید نجیب — باکرم کن توشہ وارش تا براحت میرود
کاتب ایں بیتہا شیخ احمد اے جناب — باخطائے صد ہزاراں ہم گناہے بے عدد

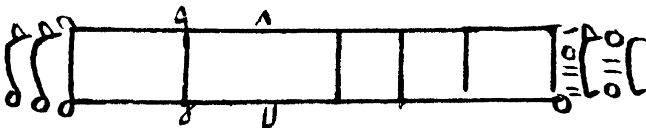
طالبِ عشقِ الٰہی آمدہ نزدیک تو		قطرہ از بحرِ کرم بر خاک پائے تو چکد	

حضور نے عرضی سنتے ہی ہاتھ اوٹھا کر دعا فرمائی اوسی روز اللہ تعالیٰ نے سید نجیب کو وہ مرتبہ عنایت فرمایا کہ سب لوگ اس کی تابع ہوگئے اور امام العارفین کے نام سے لوگ اسے پکارا کرتے تھے۔ اور رنگ ریز کی لڑکی دیوانی ہوکر چندروز کے بعد انتقال کرگئی۔ رباعی

فدا بر ہمتے پروانہ باید شد کہ در مردن		نہ فکر گور در خاطر نہ پرواے کفن دارد	
وفائے شمع را مے بین کہ بعد از سوختن خود را		براے ماتم پروانہ خاکستر بسر دارد	

نقل ہے :۔ کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ عالم کیخدمت عالیہ میں ایک درویش حاضر ہوکر عرض کرنے لگا کہ میرے گہر میں اولاد نہیں ہے۔ دعا فرماؤ کہ اللہ تعالیٰ مجھہ کو اولاد نصیب کرے اور کوئی تعویذ عنایت فرمادیں تو نہایت مہربانی ہوگی۔ حضرت اقدس نے دعا فرمائی اور فرمایا کہ اس وقت میرے پاس کتاب تعویذات اور قلم سیاہی نہیں دوسرے وقت آکر لے جاؤ آپ اسی جگہ مسجد میں استراحت فرما ہوئے۔ خواب میں حضرت خضرؑ حاضر ہوئے اور حضرت قبلۂ عالم کو یہ نقش دکہا گئے۔ اور دیوار مسجد پر تحریر کرکے بتلا گئے اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اگر اور تعویذ بھی لکھیں تو ضرور اس نقش کو مع آیت شریف لکھہ دیا کریں۔ نہایت مجرب ہے، اور ہمارے خاندان میں تجربہ سے فایدہ مند ثابت ہوا ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ان اللہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکہما من احد من بعدہ انہ کان حلیما غفورا اللھم امسک ولد ھا فی بطنھا



نقل ہے ایک مرتبہ حضور کے غلاموں سے ایک حاجی حضرت کے قرب وجوار میں قیام پذیر تہا اور چند راس مال مویشی اس کے پاس رہا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت قبلۂ عالم راستہ میں جارہے تھے اور حاجی صاحب مال مویشی کے ساتہ اثنائے راہ میں جارہا تہا۔ غصہ میں آکر ایک نر گاؤ کو جو باقی مال مویشی کو راہ میں تنگ کرتا تہا کہنے لگا کہ تجھ کو خدا نے تعالیٰ ہلاک کرے حضرت باباجیو صاحب نے فرمایا کہ آمین۔ گہر میں

وہی گا دا یکجگہ سے گر کر مر گیا اسیوقت حاجی دوڑتا ہوا آپکی خدمتمیں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضرت میرے نرگاؤ کو آپنے ہلاک کیا آپنے فرمایا کہ وہ کیسے عرض کیا کہ اپنے آمین کہی تھی اسکی قبولیت ہوگئی حضرت نے فرمایا کہ میری طرف سے یہ خیال نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ہوا ہے *

نقل ہے :۔ کہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں سردار صاحب سردار محمد اکرم خاں طال اللہ عمرہٗ وانبتہ اللہ نباتاً حسناً حضرت قبلۂ عالم کیخدمت عالیہ میں حاضر ہوا عرض کرنے لگا کہ حضرت مجھکو دشمن مخالف بہت ستا رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ پانچ مرتبہ سورۃ لئیلاف عشا کی نماز کے بعد پڑھ لیا کریں۔ ہرگز کوئی آدمی تم پر غالب نہ آئیگا۔ چنانچہ اس کا ظہور اب تک موجود ہے۔ ایک روز راقم الحروف نے حضرت سے اجازت طلب کی آپ نے فرمایا کہ تجھ کو بھی اجازت ہے *

نقل ہے :۔ کہ حضرت قبلۂ عالم ایک مرتبہ مسجد مبارک میں درویشوں کو توجہ دینے سے فارغ ہو کر استراحت فرما ہوئے۔ ایک طالبعلم سید ولی حضرت کو پنکھا کیا کرتا تھا۔ اپنے دل میں خیال کرنے لگا کہ مدت سے حضور کی خدمت میں رہتا ہوں مجھکو کوئی فیض نہیں ہوا۔ نہایت مضطر ہو کے بڑے درد سے یہ غزل پڑھی۔ تمام یاروں کو وجد ہوا اور حضرت قبلۂ عالم نے فرمایا کہ جاؤ آج تاریخ سے ولی ولی ہے حق تعالیٰ نے آپ کی دعا کی برکت سے صاحب ولایت بنایا۔ اور پشاور میں اکثر احباب ان سے مستفیض ہوئے۔

غزل

همه سرکشان عالم بر همت زپا نشسته
به نگاه گاه گاهت همه مبتلا نشسته

بوداز آتشینت پئے دفع چشم بد بین
به سپند خال نازم چه عجب بجا نشسته

کف دست نازنینت بحنا چه زیب دارد
که بلوح نقره گویا ورق طلا نشسته

ز فروغ چشم رویت شده گرم بزم خوباں
بجبین هر پریرو عرق حیا نشسته

مژه ام ز شب تهفته زره تو خاک رفته
تو بخواب ناز خفته من بینوا نشسته

تن لاغرم بفرقت صنمت چناں لعبه سود
که به پهلوئے حریم نئے بوریا نشسته

شدہ خاک من غبارے بہوائے عزم کویت
بہزار امید واری برہ صبا نشستہ

دل مستمند ما را ز برم ربود شوخے
بچہ دلبری ربودہ بچہ خوش ہو نشستہ

مرضی ز عشق دارم صنمی نفس مسیحی
نہ نفس بماد میدہ نہ دمے بما نشستہ

پئے کشتن تو لی گر نبود نگار مایل
بکنار مدعی پس بچہ مدعا نشستہ

وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحَابِهٖ اَجْمَعِین ٥

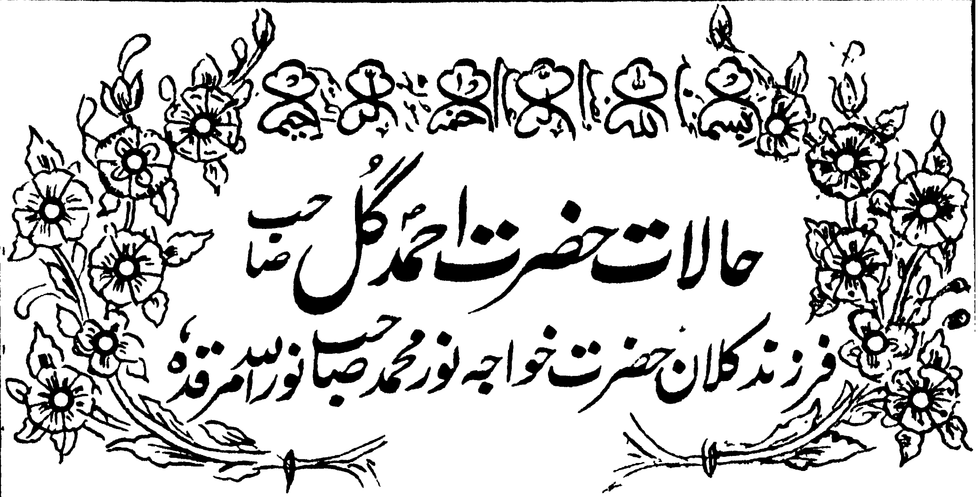
باقی حالات

حضرت جناب باباجیو صاحب دوسری جلد میں درج ہونگے جو کہ مجھ کو اپنے یاراں طریقت سے ثابت ہوئے ہیں +

قطعہ تاریخ وفات حضرت باباجیو صاحب لوی مست علی سکنہ منیر انوالی ضلع سیالکوٹ

چون شاہ موحدان روان شد
صد شرک و نفاق ہا عیان شد
تاریک شبی ز در درامد
چون نور محمدؐ از جہان شد
بے فہر خرد بگفت تاریخ
خورشید مجددی نہان شد

سنہ ۱۲۸۶ھ



حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کے دو فرزند سب سے پہلے فوت ہو گئے تھے جنکی حالت سے صرف فوت ہونا انکا صحیح طور سے ثابت ہے۔ کیونکہ ان کی عمر مبارک ایک ماہ سے زیادہ متجاوز نہیں ہوئی تھی۔ بعد اس کے حضرت خواجہ احمد گل صاحب پیدا ہوئے۔

نقل ہے کہ حضرت خواجہ نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت پریشان رہتی تھی اور آپ کی حالت مشوش کو حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو معلوم ہوئی آپنے نہایت شفقت پدرانہ سے خواجہ نور محمد صاحب رحمۃ اللہ کو ہاتھ سے پکڑ کر چشمہ پانی کے سرے پر لے گئے اور فرمایا کہ یہ چشمہ پانی کا ایک گاؤں کی زمین کو آبپاشی کرتی ہے اور تمہارا وجود تمام ملک ہندوستان کو فیضان الٰہی سے سیراب کریگا۔ اور اس چشمہ سے ہزارہا چشمہ فیض جاری ہوں گے۔ لیکن صبر سے یہ کام ہوگا۔

تین سال کے بعد حضرت خواجہ احمد گل صاحب رونق افروز عالم حیات دنیا ہوئے آپ نہایت پاکیزہ صورت طویل متوسط قد کے تھے حضرت باباجیو صاحب کی گود میں آپ کو حالت مجذوبی طاری ہو گئی تھی۔ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب فرماتے تھے کہ مجذوبی اسی پر ختم ہو گی۔ جب بعمر پانزدہ سال پہنچے تو آپ کی یہ حالت تھی۔ کہ اگر نماز میں کھڑے ہو گئے تو تمام روز نماز ہی میں کھڑے رہے۔ اور اگر کہیں بیٹھ گئے تو تمام روز بیٹھے رہے اگر دعا مانگنے لگے تمام روز دعا مانگنے میں شام کر دی۔ اور سالہا سال پانی سے پرہیز۔ بلکہ دس بارہ سال میں ایک مرتبہ پانی پینا ثابت

نہیں ہوتا تھا۔ ایکمرتبہ حضرت باباجیو صاحب نے فرمایا تھا کہ میرے فرزند احمد گل نے بارہ سال پانی نہیں پیا۔ آپ اس قدر صاحب کشف تھے جسکا حد اور شمار نہیں مؤلف رسالہ آپ کی خدمت میں تیس سال تک مستفیض رہا۔ آپ کا وجود مبارک برکت وکرامت کا نمونہ تہا۔

نقل ہے:۔ کہ ایک مرتبہ خیر محمد قوم لوہار سکنہ چورہ صبح کی نماز میں ہمارے ساتھ نماز میں شامل تھا بعد نماز صبح مذکورہ نے خواجہ احمد گل صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت میرے کمر میں درد ہوتا ہے۔ دم فرمادیویں۔ آپ نے فرمایا کہ شکرانہ چاہیئے تمام عمر درد نہ ہوگا۔ خیر محمد نے اپنی جیب سے ایک آٹھانی نکال کر حضرت کیخدمت میں حاضر کی آپنے دم فرمایا اور کہا کہ تمام عمر درد کمر نہ ہوگا۔ بیس سال سے زیادہ زندہ رہا پھر کبھی اُس کو درد کمر نہ ہؤا۔

نقل ہے۔ ایک مرتبہ حضرت والدم خواجہ دین محمد صاحب نے مؤلف رسالہ کے نام پر حکم صادر فرمایا کہ پا پیادہ حضرت اخی مکرم معظم خواجہ احمد گل صاحب کے ساتھ سیر ضلع جہلم در اول پنڈی کریں۔ فقیر چونکہ عالم شباب میں تہا۔ اگرچہ پیادہ چلنا دشوار معلوم ہوتا تہا۔ لیکن عذر کی جگہ نہ تھی۔ حضور کے ساتھ ہوکر معہ چند خلفا روانہ سیر ہوئے۔ ہر روز عجیب قسم کے مشاہدے نظر آتے تھے۔ اور ایسے ایسے ملفوظات آپ سے سُنے جاتے تھے۔ جو کہ کبھی سنے نہ تھے۔ جب ہم سب موضع سلوی میں پہنچے راجہ سید خاں سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا کہ راجہ سید خاں جو کہ کشف میں ایک بینظیر آدمی تھا تمام شب میرے ساتھ مقابلہ میں رہا تھا آخر میں برابر نہ آیا۔ اثنائے راہ میں جب موضع پہاگ میں قیام شب باشی کا اتفاق ہؤا تہا تو خلیفہ میاں احمد نے شکرانہ دیا۔ اور فرمایا کہ میرے پاس کپڑے حضور کے واسطے تیار ہیں۔ بوا پسی آپ لیتے جاویں۔ جب مسجد میں ہمارے ساتھ تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا کہ خلیفہ میاں احمد کے صرف دو ہفتہ کی عمر باقی رہتی ہے بواپسی ہم سے اسکی ملاقات نہیں ہوسکتی۔ جو امانت ہماری ہے اسی وقت مجھکو دے دی جاوے جب ہم سیر سے واپس آئے تین روز پہلے خلیفہ میاں احمد کا انتقال ہوگیا تھا۔ اتفاق سے

حضرت والدم خواجہ دین محمدؒ صاحب ایک تحقیق مسئلہ کے باعث اُسی جگہ تشریف لائے تھے آپ کی پیشین گوئی پوری ہوئی ❖

نقل ہے کہ جب حضرت اقدس نے سفر جہلم سے واپس تشریف لیجانیکا ارادہ فرمایا تو اثنائے راہ میں موضع نبوٹ جو کہ ضلع راولپنڈی میں ہے آپکا مقام ہوا۔ رات کے وقت مؤلف کو بلاکر فرمایا کہ دو آدمی اس وقت موضع سہال میں روانہ کرو۔ تاکہ صبح ہمارے پہنچنے سے پہلے محمد عمر کے گھر میں جو بکرا ہے اُسکو ذبح کیا جاوے۔ کمترین نے عرض کی کہ اسقدر جلدی کی کیا وجہ آپ نے فرمایا کہ مولوی محمد عمر نے فقیر کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ اگر خداوند تعلےٰ مجھ کو فرزند عطا کریگا تو میں ایک بکرا جو میرے گھر میں ہے خدا کے واسطے درویشوں کو کھلاؤں گا۔ آج اُس کے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ اگر ہم موضع سہال میں پہنچینگے تو مولوی محمد عمر ہرگز بکرا ذبح نہیں کرے گا۔ اور فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعلےٰ نے اُس لڑکی کی شکل صورت تمام دکھلادی ہے۔ اُسکے دائیں پہلو پر بقدر تین انگلیوں کے داغ سیاہ قدرتی چسپاں ہے۔ مؤلف رسالہ نے فقیر مراد بخش و نیاز علی سکنہ لیٹری علاقہ جہلم کو شام کے وقت روانہ کر دیا۔ صبح سے پہلے موضع سہال میں پہنچے معلوم ہوا کہ مولوی محمد عمر کے گھر لڑکی پیدا ہوئی ہے اور اُس عورت نے بکرا ذبح کرنے کو نہیں دیا۔ اشراق کے وقت تمام معرکہ موضع سہال میں پہنچ گیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اگر تم کو یقین نہیں آتا ہے تو لڑکی کا نشان داغ سیاہ دیکھو یہ آپ کی کشف کمال سے ایک ادنےٰ کرشمہ ہے اور مزید براں یہ کہ آپ نے تمام عمر ایک آدمی کو بیعت نہیں کیا۔

نقل ہے۔ حضور کا میرے ساتھ اتفاق سفر علاقہ جہلم بماہ ہاڑ و ساون و بھادوں ہوا تین ماہ میں حضور نے پانی نہیں پیا۔ ایک مرتبہ نہایت گرمی کی شدت سے جو پیاس لگی تو حضور سے دریافت کیا کہ اگر آپ فرماویں تو آپ کے واسطے شربت بنایا جائے فرمایا کہ مجھ کو پیاس نہیں۔ میں پنجاب میں پانی پینا نہیں چاہتا۔ چنانچہ آپ نے تین ماہ میں پانی نہیں پیا۔ ایک مرتبہ آپ نے صبح کے وقت اثنائے سفر میں بلاکر فرمایا کہ فقیر نے آج رات کے وقت میں تمام انبیاءؑ و اولیاء کو اس مسجد میں جمع ہوئے دیکھا ہے

اُن میں سے ایک صاحب نے مُجھکو فرمایا کہ جب کسی جانور کے بدن پر زخم میں کیڑے ہوجایا کریں تو تھوڑے مٹھی لے کر اُس پر تین بار یہ آیت شریف پڑھکر دم کریں اُس زخم پر ڈال دیا کریں سب کیڑے دفع ہوجائیں گے۔ آیت یہ ہے یاایھا الذین امنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔

نقل ہے کہ حضور کی وفات کے بعد ایک مولوی صاحب ساکنہ موضع کربوغہ علاقہ کوہاٹ نے اپنے مریدوں میں حکم دے دیا کہ حضرت صاحب احمد گل قبر میں مسخ ہوگیا ہے اُس کو قبر سے نکال کر قبرستان سے دور لیجا کر دفن کرو کیونکہ قبرستان والوں کو عذاب ہوتا ہے۔ چند مرید شقی ازلی جا کر حضور کو قبر سے نکالنے پر آمادہ ہوئے جس وقت قبر مبارک کی طرف متوجہ ہوئے غیب سے ایک آدمی کی گردن پر ایسا پتھر گرا کہ اُس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی باقی سب اُسکو اٹھا کو گھر لے گئے دو چار روز کے بعد مر گیا۔ خداوند تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ کی قبر مبارک صحیح وسلامت رہی اور سب اہل دیہہ نے مولوی شقی ازلی پر ملامت بناکے بددعا سے یاد کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ماہ کی تاریخ وفات صحیح طور پر معلوم نہیں ۱۲۹۵ھ میں وفات ہوئی مزار مبارک موضع ڈول رغہ علاقہ کوہاٹ میں ہے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ آپ موضع بھورے مار میں جو کہ متصل موضع چورہ شریف ہی تشریف فرما ہوئے اُس جگہ آپ کو کسی شخص نے پانی تک نہیں پوچھا جس وقت آپ گھر میں تشریف لائے۔ حضرت بابا جیو صاحب کی قبر پر فاتحہ پڑھکر عرض کیا کہ فقیر کل روز روانہ تیراہ ہوگا مجھکو اجازت فرمائی جاوے یہ کہکر گھر پہنچے۔ حضرت صاحب کی ہمشیرہ جو کہ لنگر خانہ میں کل مختار تھی آپ سے دریافت کیا کہ آپ موضع بھورے مار تشریف لے گئے تھے کیا کچھ کھایا فرمایا کہ بھورے مار کو آگ لگ جاوے قریب گھنٹہ گذرا ہوگا کہ موضع مذکور کو آگ لگی۔ تمام گاؤں سیاہ ہوگیا۔ اور تمام آبادی جل گئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حالات حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب فرزند دویم حضرت باباجیو صاحب

حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب قدس اللہ سرہ جب واسطے ہدایات خلق اللہ کے کتم عدم سے رونق افروز عالم خلق ہوئے حضرت خواجہ محمد فیض اللہ حضور کی جد امجد اُس وقت بقید حیات تھے آپ کی پیدائش کی خبر سُنکر فرمایا کہ لڑکا میرے پاس لاؤ۔ حضرت کے خاندان میں سے کسی آدمی نے خواجہ فقیر محمد صاحب کو گودی میں لیکر حاضر کیا۔

حضرت خواجہ محمد فیض اللہؒ نے اپنے لب مبارک حضرت خواجہ فقیر محمد کے مُنہ مبارک میں دی اور فرمایا کہ یہ لڑکا بڑا نیک بخت ہوگا۔ اور اس کے وجود مبارک سے بہت فیض ہوگا۔ چنانچہ آپ کا چہرہ مبارک اُسی روز سے انوار الٰہی سے درخشاں تھا۔ آپ جب بیس سال کی عمر کو پہنچے تو حضرت باباجیو صاحب نے حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب کو اور خواجہ دین محمد کو واسطے مستفیض کرنے ملک پنجاب کی اجازت دیکر روانہ فرمایا۔ جب دونوں بھائی موضع باولی شریف علاقہ گجرات میں تشریف لائے تو خلیفہ صاحب خان عالم صاحب نے اپنے فرزند غلام محی الدین صاحب کو بیعت کرایا۔ بعد ازاں دونوں صاحب سیالکوٹ تشریف فرما ہوئے دو ماہ تک سیر پنجاب میں صرف کرکے واپس حضرت باباجیو صاحب کے عتبہ بوسی میں حاضر ہوئی۔ آپ کے حالات وکشف وکرامات سے خطہ پنجاب واقف ہے۔ خصوصاً آپ کے زہد وریاضت انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ بے ریائی اور درویشی میں آپ کا وجود مبارک نمونہ تھا۔ حسن خلق اور تحمل آپ کا شیوہ تھا حلیمی اور صبر آپ کی وجود کا زیور تھا۔ آپ کے خلفاء صاحب مجاز بہ تفصیل ذیل ہیں۔ غلام محی الدین باولی والہ حافظ سید جماعت شاہ صاحب علی پوری۔ حاجی جماعت علیشاہ ثانی موضع علی پوری۔ مولوی محمد حسین پسروری۔ مولوی غلام محمد صاحب بگوی ثم لاہوری۔ حافظ عبدالکریم راول پنڈی۔ محمد حسن گجرات پنجاب۔ مولوی غلام نبی چک والہ۔ مولوی غلام یوسف دکالس وغیرہ بہت سے خلفا جن کے اسماء پورے طور سے یاد نہیں رہے ہے۔

نقل ہے ایک مرتبہ مؤلف کے روبرو ایک آدمی بباعث بیماری درد کمر سخت تکلیف میں روتا ہوا حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ حضرت درد کمر سے بے جان ہوگیا ہوں میری کمر پر دم کر دینا اور یا کوئی تعویذ عنایت فرمادیں تاکہ خداوند تعالے اس درد سے مجھکو آرام بخشنے۔ حضرت

نے اُس کے واسطے دعاء خیر و صحت فرمائی اور فرمایا کہ چلو رخصت ہے سب یار حیران ہوئے دل میں سب کہنے لگے کہ بیمار غریب کو ایسی جلدی رخصت کر دینا مناسب نہیں لیکن حضرت کو کون کہے جس وقت حضرت سے مصافحہ کرنے لگا عرض کیا کہ بخدا بالکل شفا ہو گی خدا اُسکا باعث نہیں رہی اور مجھکو کئی روز سے یہ درد کمر لاحق تھا۔ آپ کی قبولیت دعا کا خاص اثر تھا۔

نقل ہے۔ ایک مرتبہ میرے شکم میں ایسا درد پیدا ہوا کہ جس کا اندازہ نہیں ہو سکتا تھا۔ لاچار ہو کر مؤلف رسالہ ہذا نے حضرت کو اطلاع دی حضرت خود بذات تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے میرے پیٹ پر دم فرمایا۔ اور آپنے سبابہ دایاں ہاتھ مبارک کا میری ناف پر رکھکر التحیات للہ تا عبدہٗ و رسولہٗ پڑھکر دم فرمایا۔ خداوند تعالیٰ نے اُسی روز مجھکو شفا عنایت کی دوسرے روز بندہ آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا آپنے فرمایا کیا حال ہے۔ عرض کیا کہ حضرت آپ کی دعا سے آرام ہے لیکن ایک عرض ہے مجھکو اکثر درد شکم رہتا ہے اگر آپ مجھکو اجازت فرما دیویں نہایت مہربانی ہو گی آپنے نہایت مہربانی سے اجازت عطا فرمائی۔

نقل ہے کہ حضرت جب بمقام لحاظ تشریف رکھتے تھے آپ کے گھر میں ایک چور نے نقب لگا کر کچھ مال چرا کر لے گیا اور باقی چند پارچات راستہ میں گراتا چلا گیا باوجود معلوم ہونے حضرت نے اُس سے چشم پوشی کرتے رہے خدا کی قدرت سے اُس کی اولاد میں جو موجود تھے وہ بھی لُولے ہو گئے اور بعد ازاں جو پیدا ہوتے رہے سب لُولے پیدا ہوتے تھے نہایت سخت ذلیل اور رسوا ہوا اور اپنے خاندان میں سپہ ملامت ہو گیا۔ کیا اچھا کہا ہے مثنوئے رومی نے ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکاں برد
تا دل مرد خدا نابد بدرد۔ ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

آخر ایک دوست نے اُس کو کہا۔ کہ حضرت صاحب سے کوئی تعویذ لینا چاہئے۔ اور آپ سے دعا کرانی چاہئے۔ اُس بدبخت نے کہا کہ مجھ سے ایک مرتبہ حضور کے ہاں

سے نقصان ہوا ہے شرم آتی ہے اُس نے کہا نہیں چلو میرے ساتھ حضرت کی خدمت میں توبہ کرو۔ آخر اس کو مجبور کر کے حضرت کی خدمت میں لے گیا۔ اور حضرت کی خدمت میں جا کر طلب معافی کی درخواست کی حضرت نے بڑی شفقت سے اُس کو معافی دی اور اصلی مال اپنا معاف کر دیا اُس روز سے اُس کی اولاد صحیح اور سلامت پیدا ہونے لگی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت اپنے مخلصوں میں۔ سر بہ مراقبہ ہو کر۔ توجہ باطنی سے درویشوں کو مستفیض فرماتے تھے جب آپ فراغت حاصل کر چکے تو فرمایا کہ اگر خدا نے چاہا تو حافظ سید باعث علی شاہ ہمارے خلفاؤں میں سب سے سبقت لے جائے گا اُن کی دعا کا اثر۔ دنیا دیکھ رہی ہے اور دیکھے گی۔

نقل ہے کہ آپ کے خاندان کو بصورت مجموعی ایک مخالف ہمیشہ بدگوئی سے یاد کرتا تھا۔ آپ کی خدمت میں ایک درویش نے اُس کی تمام تکلیف دہی عرض کی آپ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ اس کو دنیا سے بے بہرہ لیجاوے چند سال کے بعد وہ مر گیا اور قبل از مرگ ایک ہفتہ اُس کی زبان بند رہی اور کلمہ طیبہ اُس کی زبان پر جاری نہ ہو سکا۔ مزید براں یہ کہ دنیا سے بے اولاد ہو کر مرا۔

نقل ہے۔ ایک مرتبہ ایک درویش آپ کی خدمت میں آیا۔ اور اُس نے عرض کیا کہ مجھکو کشف قبور کا از حد شوق ہے آپ نے فرمایا کہ اچھا۔ قبرستان میں جا کر تین مرتبہ سورہ ملک پڑھکر مراقبہ کریں درویش نے کہا کہ حضرت یہ تو میں پہلے بھی پڑھا کرتا ہوں فرمایا کہ پہلے تو تم اپنی مرضی سے پڑھا کرتے ہو اب میری اجازت سے پڑھو۔ اُس روز وہ حسب الارشاد قبرستان میں سورہ ملک پڑھکر مراقبہ میں ہو گیا۔ ایسا صاحب کشف ہوا۔ کہ اپنے وقت میں نظیر نہیں رکھتا تھا۔

نقل ہے۔ کہ آپ کی خدمت میں ایک درویش بڑے زور سے ذکر کیا کرتا تھا۔ ایک روز آپ نے فرمایا۔ کہ یہ ذکر اس کا ولی نہیں اور درویش ہمیشہ روزہ رکھتا تھا۔ فرمایا کہ یہ بھی اس کا فریب ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد موضع کملیال میں اُس سے ایک کام ناجائز عمل میں آیا۔ اہل دیہہ نے اُس کو اپنے گاؤں سے نکال دیا۔ جب حضور کو اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ اس کی حالت مجھکو پہلے سے معلوم ہو گئی تھی۔ آنحضرت کی کشف و کرامت کا مجموعہ تیار ہے۔ لیکن بباعث خواہش مخلصان طریقہ جلد ثانی میں اُسکی ترتیب دی جاویگی۔ آپ کی وفات ۹ ماہ محرم سنہ ۱۳۱۶ھ میں ہوئی ہے اور مزار مبارک آپ کا جناب باباجیو صاحب سے تخمیناً

تین سو کرم کے موضع چورہ میں واقع ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ وصحابہ اجمعین اما بعد بخدمت جمیع برادران اہل اسلام خصوصاً وعموماً التماس ہے کہ جس قدر کرامات مجھکو جناب بابا جیو صاحب اور جمیع حضرات مشائخ نقشبندیہ سے بسند صحیح ملی ہیں اور اکثر اُن میں سے میرے مشاہدہ میں گذری ہیں کتاب انوار نیر الٰہی المشہور بہ گلزار نوری برج کردی ہیں ورنہ ذرہ شک اور شبہ جس میں نظر آیا اس کو قلم انداز کر تا رہا اور بعض ملفوظات مشائخ کی گنجائش اس کتاب میں نہ ہونے کے باعث دوسری جلد میں انشاء اللہ تعالےٰ قلمبند کئے جاوینگے۔

حالات حضرت خواجہ دین محمد فرزند سوئم حضرت خواجہ نور محمد المشہور بہ بابا جیو صاحب رح والد بزرگوار مؤلف کتاب

حضرت خواجہ دین محمد صاحب رح جس وقت کتم عدم سے وجود ہستی میں آئے۔ تو آپ کے چہرہ مبارک پر آثار فضائل پہلے روز سے نمودار تھے جب حضرت بابا جیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ گل محمد صاحب رح نے حضرت خواجہ دین محمد صاحب کے تولد ہونے کی خبر دی اور مژدہ مبارک بادی پہنچی۔ تو حضرت بابا جیو صاحب رح نے فرمایا کہ فقیر کو تین روز سے اس سعید لڑکے کی خبر مل چکی ہے۔ آپ کو اوائل عمر میں تعلیم علم کی طرف مطلق توجہ نہ تھی۔ حضرت مخدومی خواجہ محمد امین صاحب جو کہ اُستاد کلاں کے نام سے نامزد تھے۔ اُن کو حضرت بابا جیو صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجبور کر کے فرمایا کہ میرے فرزند دین محمد کو رغبت علم پڑھنے کی نہیں ہے اگر آپ تہ دل سے اُس کے پڑھانے کی طرف توجہ کریں تو ممکن ہے کہ وہ کچھ قدرے علم سے واقف ہو جاوے آپ نے فرمایا کہ اچھا میرے مکتب میں اس کو بھیج دو۔ دوسرے روز جناب بابا جیو صاحب نے پہلا سیپارہ خواجہ دین محمد صاحب کے ہاتھ میں دیکر مخدومی صاحب کی خدمت میں روانہ کیا۔ وہاں رہکر بہزار مشکل سات سیپارہ قرآن شریف کے پڑھے۔ اور پھر واپس گھر چلے گئے۔ گھر جاکر اور کاموں سے دل لگا بیٹھے۔ ایک مرتبہ کسی یار نے حضرت خواجہ نور محمد صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت! دین محمد علم سے محروم رہگیا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھکو حضرت خواجہ محمد فیض اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت یاد ہے اُنھوں نے وصیت فرمائی تھی کہ جو شخص حضرت خواجہ محمد امین صاحب رح سے ایک سبق پڑھ لیگا وہ ہرگز علم سے بے بہرہ نہیں رہیگا مجھکو اُسی روز سے قوی امید ہے کہ میرا فرزند دین محمد صاحب عالم ہوگا۔ جب آپ کی

عمر ۱۵ سال کی ہوئی تو اس کے بعد دو بارہ باکر حضرت مخدومی میر صاحب استاد صاحب کلاں کی خدمت مبارک میں سبق پڑھنا شروع کیا۔ آپنے ۲۲ سال کی عمر میں کتب ضروری درسیہ سے فراغت حاصل کر لی خصوصاً کنز الدقائق کے متن آپنے حفظ کرلئے اور تیس ۳۰ سال کی عمر تک سات کیونفت منزل کی طرح پڑہا کرتے تھے۔ اور آپ کو تفسیر قرآن شریف میں اس قدر ملکہ تھا کہ آپ کو کسی تفسیر کے دیکھنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔ اور آپکی روزانہ منزل قرآن شریف دس پارہ کی ہوتی تھی۔ اور آپ کی قوت حافظہ اس قدر وسیع تھی۔ کہ جو کتاب ایک مرتبہ آپکے مطالعہ سے گذر جاوے وہ آپ کو یاد ہو جاتی تھی۔ اور ہمیشہ اُس کا مطلب آپکو یاد رہتا تھا۔ بلکہ صفحہ اور نام راوی بھی یاد ہوتا تھا۔ اور اخیر عمر تک درس تدریس جاری رکھا۔ اور علم تصوف کی بہت سی کتابیں آپکے ہاتھ سے ترتیب دی ہوئی ہیں جو مؤلف رسالہ کے پاس ابتک موجود ہیں۔ اور ایک قرآن شریف آپکے دست مبارک سے لکھا ہوا موجود ہے۔ اور آپ علم عقاید اور فقہ میں ابنائے عصر پر فوق رکھتے تھے اور آپنے علم تصوف کی کتابیں حضرت گل محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی تھیں جو کہ باباجیو صاحب کے چھوٹے بھائی تھے اور تمام عمر آپ سفر و حضر میں حضرت باباجیو صاحب کے ساتھ رہے۔ جب حضرت باباجیو صاحب ۱۲۸۴ھ میں چورہ شریف تشریف لائے اور ایک سال چھ ماہ بخیر وعافیت زندہ رہے اور ۱۲۸۶ھ ۱۳ ماہ شعبان بروز جمعرات آپکا وصال ہوا۔ خواجہ دین محمد صاحب مسند نشین حضرت باباجیو صاحب کے ہو کر تواضع فقرا میں مصروف ہوئے۔ اور لنگر کی خدمت آپکے سپرد ہوئی اور حضرت باباجیو صاحب نے اپنے عین حیات میں حضرت خواجہ دین محمد صاحب کو مسند نشین فرمایا تھا اور سب بھائی آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ حضرت جناب باباجیو صاحب کا مطبخانہ حضرت کی شمولیت سے تھا۔ حضرت باباجیو صاحب کے اخیر وقت میں حضرت والدم بزرگوار نے مؤلف رسالہ کو اور بھائی صاحب محمد دیدار شاہ کو حضرت کی خدمت عالیہ میں پیش کر کے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کرایا اور اجازت عنایت فرمائی۔ جبکہ حضرت والدم بزرگوار ۱۲۹۰ھ ہجری میں عازم حج بیت اللہ شریف ہوئے تو روانگی وقت سے تین روز پہلے مؤلف کو اور اخوانصاحب معظم ومکرم محمد دیدار شاہ کو اور سید احمد ولد شہامہ سکنہ جلوال کو بیعت طریقہ نقشبندیہ وقادریہ وسہروردیہ وچشتیہ میں فرماکر اجازت بیعت کرنے کی دی۔ اور اپنی زندگی میں حضرت جناب باباجیو صاحب کی قدم بقدم تواضع و خدمت گذاری فقرا کرتے رہے اور مختلف اضلاع و بلاد میں آپکے فیض یافتہ خلفا ہیں۔ اور زہد و ورع میں آپکا وجود مبارک نظیر تھا۔ آپکے کشف وکرامت و خرق عادات جو کچھ ہے جلد ثانی میں انشاء اللہ تعالیٰ درج ہو کر ہدیہ ناظرین ہوگا۔ اسمائے مبارک خلفا و مفتی غلام رسول

صاحب امرتسری - سید چنن شاہ و حسین علی شاہ زیرہ ریاست کپورتھلہ - مولوی احمد دین خونی چک - سید گلاب شاہ شیخوپوری - مفتی مولوی غلام مصطفےٰ امرتسری - مولوی عبد السلام امرتسری - مولوی محمد احسن صاحب سہالوی - مولوی کرم داد صاحب ضلع گجرات - سید حسن شاہ بلیسری - جمیل شاہ حاجی شاہ خلیفہ نظام الدین جاتریکی - مولوی محمد یوسف مدرس کلاس ثانی مولوی احسن اللہ امرتسری - احمد شاہ کشمیر والہ موضع شراق واڑہ خلیفہ نظام الدین متصل بارل مولہ خلیفہ عبد الوہاب شراق واڑہ - مولوی نور حسین بھاگ والہ منشی غلام علی پشاوری -

نقل ہے کہ ایک مرتبہ موضع چورہ شریف میں آپ تشریف رکھتے تھے امساک بارش کی سخت تکلیف محسوس ہوئی اور موسم گرمی اس شدت پر تھی کہ ایک دوسرے سے بیزار ہو کر نفسی نفسی خیال ہو گیا - باران طریقت نے آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر آپ سے طلب دعا نزول بارش رحمت الٰہی کی آپ نے فرمایا کہ آج ظہر کی نماز میں سب یار جمع ہو کر دعا کریں گے خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے بارش نازل کریگا - نماز ظہر کے بعد سب یاروں کے ساتھ آپ نے دعا فرمائی تھوڑی دیر گذری ہوگی کہ اللہ تعالےٰ نے بارش رحمت الٰہی نازل فرمائی سب خلقت آرام اور جمعیت خاطر سے زندگی بسر کرنے لگے - اور شکر الٰہی بجا لائے اور حضرت کے شکریہ میں یہ مضمون ورد زبان تھا ؎ از آمدنت اگر خبر داشتمے - در رہ گذرت گل و سمن کاشتمے - تا گذاشتمے کہ پائے بر خاک نہی خاک قدمت زدیدہ برداشتمے

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت کے گھر میں ایک کنیز گھر کا کام کیا کرتی تھی حضرت کے گھر میں کسی غلام کی امانت زیور کی قسم سے رکھی ہوئی معلوم کر کے چوری لے گئی معلوم ہوا کہ زیور کوئی اُٹھا کر لے گیا ہے - حضرت نے تین مرتبہ یہ دعا پڑھی خدا کی مہربانی سے کنیز چوری کرنے والی نے زیور حضرت کی خدمت میں حاضر کر دیا - دعا مجرب یہ ہے - اللھم یا ھادی الضال والضلالت اردد لا ضالۃ بعزتک و سلطانک فانھا من فضلک واحسانک برحمتک یا ارحم الراحمین -

نقل ہے - کہ ایک روز اُسی کنیز کا نکاح اخوان صاحب احمد نبی صاحب نے ہمراہ ایک جولاہ کے کر دیا کنیز مذکورہ کا باپ سنکر نہایت ناراض ہوا اور حضرت والدم بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت سخت رنج ظاہر کیا اور کہنے لگا کہ مجھکو مسئلہ لکھ دو کہ میری لڑکی مسماۃ مہری کا نکاح شرعاً نہیں ہوا ہے - آپ نے فرمایا کہ تیری لڑکی جوان بیوہ ہے میں کس طرح سے لکھ سکتا ہوں کہ اُس کا نکاح صحیح نہیں - کہنے لگا کہ آپ اپنے برادر زادہ کی رعایت کرتے ہیں - حضرت کو نہایت جوش آیا اور فرمایا کہ خدا تعالےٰ تمہارے سر پر آسمان سے ژالہ نازل کرے - دو گھنٹہ تک آسمان میں ابر کا نشان نہیں تھا ایسا ژالہ برسا کہ آبادی موضع کھور مار میں

فصل گندم کو خاک سیاہ بنا دیا۔ اور کسی گاؤں میں ایک حبہ نقصان نہیں ہوا۔

نقل ہے کہ ایکمرتبہ چراگاہ میں ہمارے کل خاندان کی گھوڑیاں آوارہ چھوڑی ہوئی تھیں۔ خلیفہ ملا بہادر کی گھوڑی بھی گھوڑیوں کیساتھ تھی۔ برادر عزیزم سید ن شاہ و سید شاہ و امام شاہ نے ایک چھوٹے قد کا گھوڑا ملا بہادر کی گھوڑی کو ملا دیا۔ ملا بہادر سنکر ایسا ناراض ہوا کہ جسکی حد نہیں ہی بحالت ناراضگی اسیوقت روانہ اپنے گھر کیطرف ہونے لگے تمام یار ملاں بہادر کی خدمتمیں دست بستہ ہو کے منت کرنے لگے کہ خفگی معاف فرماؤ اور آج گھر نہ جاؤ۔ مگر کچھ اثر نہ ہوا حضرت خواجہ شاہ محمد صاحب آپ تشریف لیگئے اور بہت کچھ کہا سنا لیکن فائدہ ثابت نہ ہوا۔ آخر میں خواجہ والدم بزرگوار خواجہ دین محمد صاحب تشریف لائے اور ملاں بہادر کو بہت منع فرمایا۔ لیکن حضرت صاحب کی ایک نہ سنی آخر میں حضرت صاحب نے فرمایا کہ خلیفہ ملاں بہادر ہرگز خفا نہ ہونا خدا کے فضل سے تمہاری گھوڑی نیاز تک بچہ کشی نہ کریگی چنانچہ وہ گھوڑی ۲۲ سال ملاں بہادر کے پاس ہی اور بہت کوشش کی مگر کوئی بچہ اس نے نہیں دیا۔

نقل ہے کہ خلیفہ حسن علی صاحب کے مریدوں میں سے ایک مخلص مسمی نور محمد ساکن موضع مرزہ حضرت سے اسقدر رد کش ہوا کہ آپ سے ترک ملاقات کے علاوہ اگر کسی جگہ ہم اتفاق ہوتا تھا تو راہ چھوڑ کر دوسری طرف چلا جاتا تھا۔ حضرت والدم بزرگوار نے ایکروز فرمایا کہ یہ خود ایکروز ہمارے پاس آئیگا۔ زمانہ کی گردش نے ایسا منہ دکھایا کہ افلاس کے سبب سے تن برہنہ ہو کر آپکی خدمت عالیہ میں پہنچا۔ حضرت نے مؤلف رسالہ ہذا کو اور بھائی صاحب محمد بیدار شاہ کو کہا کہ ایک کپڑا اسکو پہنا دو چنانچہ آخر میں حضرت نے اپنی چادر مبارک اسکو عنایت کی اور اجازت بیعت عنایت فرما دی۔ اور فرمایا کہ موضع بسال میں جا کر خلق خدا کو راہ ہدایت دکھلاؤ۔ ایک دو ماہ تک ایسی جوعات ہوئی کہ ہزاروں آدمی ان کیساتھ پھرتے تھے۔ اور صدہا لوگ روزمرہ بیعت ہوتے تھے۔

نقل ہے کہ ایکمرتبہ خلیفہ سید جمیل شاہ صاحب زمانہ کی گردش میں آ کر ضلع پشاور میں مانکی ملاں کے پاس چلا گیا اور یاران طریقہ میں حضرت باجیو صاحب کے طریقہ کے بارہ میں زیر و زبر کہنا شروع کیا حضرت صاحب نے جس وقت جمیل شاہ کیحالت سنی تو فرمایا کہ خداوند تعالے جمیل شاہ کو خودبخود پشیمان کریگا خدا کی قدرت سے تھوڑی مدت میں ایسی گردش و رپیچ و تاب مانہ میں آیا کہ ایک وقت کھانا کھانے میسر ہونا محال ہو گیا آخر لاچار ہو کر توبہ کر کے اپنے عقیدہ [illegible]

وسکو معافی [illegible]

بلبل نیم کہ [illegible] مجنوں نیم کہ صورت [illegible]

پروانہ نیستم کہ بیک شعلہ جاں دہم شمعم چو پاک سوزم و جاں را فدا کنم

نقل ہے کہ جناب حضرت صاحب نے ایک روز صبح کی نماز میں مجھکو امام حسب دستور قدیمی بنایا مؤلف رسالہ ہذا نے حسب العادت قرأت طویل نماز میں پڑھی بمجرد السلام علیکم ورحمۃ اللہ حضرت صاحب نے نہایت افسوس کے ساتھ فرمایا کہ آج مفتی صاحب غلام رسول کا وصال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قریب زوال کا وقت تھا کہ مفتی صاحب کے انتقال کی خبر پہنچی آپنے فرمایا کہ آج ستارۂ پنجاب نے اپنا منہ مبارک پر نقاب لے لیا۔

نقل ہے کہ حافظ محمد لالی والہ ایک ہندو کے سود (قرضہ سے) تنگ آکر حضرت کیخدمت میں حاضر ہوا اور آپسے دعا خیر طلب کی اور مطلب اس شعر کا پڑھا۔ **بیت**

ہوا مخالف و شب تار بحر طوفاں خیز   گسستہ لنگر کشتی و ناخدا خفتہ است

حضرت والدم بزرگوار نے فرمایا کہ حافظ ذرہ غم نہ کرنا خداوند تعالیٰ کے فضل سے تمہارے پر اس ہندو کا کوئی زور نہ چلیگا۔ چند ماہ کے بعد ہندو نے عدالت انگریزی میں نالش دائر کی جسوقت منصف عدالت نے ہندو سے پوچھا کہ اصل کا دعوی ہے یا سود کا ہندو نے کہا سود کا منصف نے تامل کر کے حکم دیا کہ مقدمہ ڈسمس حافظ صاحب کو سود دینا نہ پڑا اور حافظ صاحب حضرت کیخدمت میں اکثر حاضر رہتے تھے۔ ؎ ہر کہ شد مقبول مقبولان حق * گرود او لطف خدا را مستحق * خاص خدمتگاری مرد خدا * خوش قبولی بخشدت نزد خدا * زین سبب فرمود احمد مصطفےٰ * لا تصاحب انت الا مؤمنا۔

نقل ہے۔ حضرت والدم بزرگوار ایک مرتبہ موضع پنڈ نوشیری خاں ضلع راولپنڈی تشریف لے گئے۔ سردار عباس خاں نے عرض کی کہ حضرت ایک ہندو نے میرے نام پر عرضی دی ہے اور دعویٰ تین ہزار روپے کا بمعہ سود کر کے دائر کیا ہے اور اسکی بہی خاطہ پر میرے دستخط اور مہر لگی ہوئی ہے کوئی صورت نجات کی نظر نہیں آتی۔ اگر خداوند تعالیٰ مجھ کو اس مصیبت سے چھوڑا دے تو مبلغ ایک سو روپیہ جناب کے نذر ہے آپ نے فرمایا کہ جمعرات کی رات سے اس دعا کو اکتالیس مرتبہ ہر روز بعد نماز عشا پڑھا کریں تا اکتالیس روز دعا یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سُبْحَانَ الْقَدِیْمِ الَّذِیْ لَا یَزُوْلُ سُبْحَانَ الْعَلِیْمِ الَّذِیْ لَا یَجْہَلُ سُبْحَانَ الْحَلِیْمِ الَّذِیْ لَا یَعْجَلُ سُبْحَانَ الْجَوَادِ الَّذِیْ لَا یَبْخَلُ خداوند تعالیٰ کے فضل وکرم سے عدالت

اسکا دعویٰ خارج ہوکر ۳۰۰ روپیہ حرجانہ عباس خاں کو دلایا گیا اور جب کبھی حضرت کے سامنے حاضر ہوا کرتا تھا تو اس بیت کا مضمون اسکا ورد زبان تھا۔ ع بگناہے ہم احوال ولم میداند + چشم بد دور چشم کہ زبان میداند

نقل ہے کہ سردار صاحب الٰہی بخش خان خلف خانصاحب محمد بخش خانصاحب سرا صالح ضلع ایبٹ آباد بمقدمہ وراثت اپنی برادری میں مغلوب ہوکر حضرت صاحب کی خدمت پہنچا اور حضرت صاحب کیخدمت میں عرض کرنے لگا کہ حضرت آپنے مجھکو جو تھم مارکر اپنے پاس بلالیا ہے اب میں دربار شریف کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاتا جبتک اپنی زبان مبارک سے مجھکو حکم نفرماوینگے ایسا ہی ہوگا حضرت نے فرمایا۔ کہ تم باباجیو صاحب کی قبر مبارک پر جاؤ۔ رات کیوقت ارشاد حکم ہو جاویگا سردار صاحب کو خواب میں باباجیو صاحب نے دستار بندی کرائی صبح نماز کے بعد حضرت صاحب نے دستار مبارک سر پر باندھکر مبارک دی سردار صاحب نے عرض کیا کہ قسم بخدا آج رات کیوقت مجھکو باباجی صاحب نے دستار عطا فرمائی۔ سردار صاحب تھوڑے روز کے بعد فتحیاب ہوگئے مگر وعدہ وفائی میں خدا کا فضل +

نقل ہے:۔ کہ ایکمرتبہ ۱۳۱۰ھ میں نہایت سخت امساک باراں کی تکلیف محسوس ہوئی اکثر لوگ مال مویشی موضع چورہ میں سے اور جگہ لیجانے لگے موضع بھوڑے مار کے سب آدمی حضرت کیخدمت میں آئے اور طلب بارش کے بارہ میں عرض کرنے لگے آپنے فرمایا کہ اگر مسجد کو لپائی کردیں بارش خدا تعالیٰ کردیگا انہوں نے غنیمت جانکر سب آدمی جمع ہوکر مسجد مبارک کی لپائی کردی۔ ظہر کیوقت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایسی بارش ہوئی کہ سب جگہ پانی نظر آتا تھا۔

نقل ہے:۔ کہ چند اشخاص نے دربارہ شجرہ نسب مؤلف رسالہ اور برادرم عزیز سید شاہ وغیرہ کے نام پر عدالت انگریزی میں دعوے دائر کیا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ خداوند تعالےٰ ان کو ذلیل کریگا اور تمہاری بہتری کیصورت ہوگی اور آپنے فرمایا کہ حاکم پاس جاتے ہوئے مجھسے ملکر جانا چنانچہ مولف رسالہ آپکی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کچھ فکر نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ تم کو فتحیاب کریگا۔ اور میرے سر پر ہاتھ مبارک پھیر کر دم کیا عدالت میں جب حاضر ہوا تو حاکم نے میری طرف دیکھکر حکم دیا کہ جب تمہارے پاس سارٹیفکیٹ سردار احمد علیخان نبیرہ امیر شیر علیخان والئے کابل موجود ہے تو ہم اس میں ترمیم نہیں کرسکتے۔ مدعیان کا دعویٰ خارج ہوا اور ایک مدعی لاولد مرگیا۔ باقی عقب آں۔

نقل ہے:۔ کہ بتاریخ ۱۲ ماہ شعبان ۱۳۰۲ھ بروز عرس جناب باباجیو صاحب مولوی غلام محمد

خلیفہ حضرت صاحب کا جوکہ امام مسجد چھاونی کامل پور اتھا امامت سے اہلِ محلہ نے اسکو معزول کر دیا تھا آپ سے درخواست دعا فرمائی آپ نے فرمایا کہ یہ مسجد تمہاری ہے جب تک تمہاری زندگی ہو کوئی دوسرا امام نہیں ہو سکتا جسوقت مولوی غلام محمدؒ وہاں پہنچا سب اہل محلہ نے مل کر آپ کو امام مسجد بنا کر رضا مند ہو گئے اب تک امامت اسی کی موجود ہے۔

نقل ہے کہ حضرت کے مخلص خادموں میں سے ایک بیوی شہر جموں میں جوکہ حج بیت اللہ شریف سے مشرف ہوکر آئی تھی اُسکا زیور ایک عورت چالاکی سے چوری کر کے لے گئی دریافت سے معلوم ہوا کہ تخمیناً تین ہزار سے زیادہ زیور تھا۔ حضرت کی خدمت میں رو کر کہنے لگی کہ یہ عاجزہ ہمیشہ اپنے زیور سے زکوۃ نکالتی رہی اور آپ کی خادمہ ہے دعا فرماویں کہ میرا زیور مل جاوے۔ آپ نے دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ تعالی تمہارا زیور مل جاویگا۔ ایک سال کے بعد چوری کرنیوالی عورت کے شوہر نے مولف رسالہ کو نصف رات کے قریب ساتھ لیکر تمام زیور سپرد کر دیا اور وہ زیور اسی وقت اپنے مالکہ زیور کو دیا گیا حق بحق داراں رسید۔

نقل ہے ۔ کہ مولوی محمدؒ شریف امام مسجد سر والہ سکر درہ متصل چھاونی کامل پور ضلع اٹک امامت مسجد شریف سے معزول کیا گیا۔ جناب حضرات صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا کہ حضرت مجھکو مخالفوں نے بہت تنگ کیا ہے اور امامت مسجد سے مجھکو علیحدہ کر دیا ہے۔ آپ نے بڑی التجا سے دعا فرمائی اور کہا محمدؒ شریف سے کوئی امامت مسجد نہیں لے سکتا سب اہل محلہ دوسرے روز محمد شریف کو راضی کر کے لے گئے اور امام مسجد بنایا جو کہ سخت ناممکن امر تھا۔

نقل ہے

کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب نے عام مجلس میں فرمایا کہ مجھکو آج رات خواب جناب باباجیو صاحب نے ارشاد کیا کہ دو آدمی جو کہ ان کے نام میں حرف نون آتا ہی

دنیا سے بے اولاد ہو کر مرینگے نور گل نور حسن چنانچہ دونوں لاولد فوت ہو گئے حضرت کی سچائی ظاہر ہوئی +

نقل ہے

کہ ایک مرتبہ حضرت جموں تشریف لے گئے۔ میاں لعل دین صاحب جو کہ وزیر اعظم والئے جموں تھا کسی مقدمہ کے چکر میں آئے جس کی نجات کی صورت نظر نہیں آتی تھی حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے ساتھ وقت کے حاکم مخالف ہیں آپ دعا فرماویں۔ حضرت صاحب نے صبح کے وقت فرمایا کہ آج رات کے وقت مجھ کو تمام مشایخ نقشبندیہ اور بہت بزرگ خواب میں آئے۔ اور کہتے تھے کہ ہم کو حضرت باباجیو صاحب نے واسطے امداد میاں لال دین صاحب کے بلایا ہے۔ اور سب مبارک دیتے ہوئے چلے گئے اور مجھکو مبارک بادی دے گئے چنانچہ اسی روز تاریخ تھی اللہ تعالےٰ نے فتح یاب کر دیا۔ اور آپ کی مبارکبادی صحیح ہوئی +

نقل ہے

کہ ایک مرتبہ بہت سا کھانا تیار کر کے مہمانوں کو کھانے کے لئے بلایا مولف رسالہ ہذا کو حضرت نے بلا کر آہستہ ہو کر فرمایا کہ اول گھر میں جا کر چھ مہمانوں کے اندازہ سے کھانا علیحدہ کر کے بچا رکھیں آج رات کے وقت میاں احمد علی ٹھیکیدار و منشی ہاشم علی و امیر علے موضع حاجی شاہ سے آویں گے رات کے وقت کھانا تیار نہیں ہو سکیگا حسب الحکم تعمیل کیا گیا۔ رات کو سب صاحب تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا کہ فقیر کو تمہاری خبر ہو گئی تھی اسی واسطے تمہارے لئے کھانا تیار کر رکھا ہوا ہے سب حیران ہو گئے فرمایا کہ فقیر نے اپنے فرزند مولف رسالہ کو نام لیکر تبلا دیا تھا۔

نقل ہے

کہ ایک مرتبہ صبح کا کھانا حضرت کا جب تیار ہوا تو ایک لڑکا مسجد میں حضرت کو واسطے کھانے کے گھر میں بولانے گیا آپ نے فرمایا کہ مجھکو انتظار ہے حضرت شاہ جموں سے آج ضرور اس ریل گاڑی میں آئیگا۔ چنانچہ دو گھنٹہ بعد حضرت شاہ بمعہ محمد یوسف چورہ شریف حضور کے قدموں میں پہنچا۔ حضرت صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ تمہارے پہنچنے سے پہلے خبر ہوگئی تھی فقیر نے گھر میں کہدیا تھا کہ میں آج حضرت شاہ کے ساتھ کہانا کھاؤنگا۔

ہر کہ با اخلاص قدم میزند
عیسیٰ وقت است کہ دم میزند

نقل ہے

کہ ایک مرتبہ حافظ مولوی فضل احمد صاحب سکنہ پنپوڑہ متصل شہر راولپنڈی خلف الرشید خلیفہ مولوی محمود صاحب مرحوم جو کہ بحالت طفولیت حضرت جناب باباجیو صاحب سے بیعت ہوکر شہر کابل چند سال رہکر بعد ازاں ہندوستان میں بقیہ علوم درسیہ حاصل کرنے کو تشریف لے گئے تھے۔ قریب بیس سال واپس تشریف لائے۔ ان دنوں میں حضرت صاحب کی بینائی بند ہوگئی تھی۔ حافظ صاحب رات کے وقت زیارت حضرت جناب باباجیو صاحب رہ کر صبح مسجد میں تشریف لائے اور کسی سے مصافحہ نہیں کیا۔ اور نہ ہر چند کوشش نام و نشان کیا مگر انہوں نے کوئی پتہ نہیں بتایا۔ حافظ صاحب اٹھکر مسجد سے زیارت باباجیو صاحب کو چلے گئے حضرت صاحب نے فرمایا کہ میری نظر نہیں مجھ کو بھی زیارت پر لے جاؤ۔ آپ جسوقت روضہ مبارک جناب باباجیو صاحب پر پہنچے بہت سے آدمی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ نہیں پہچانتے یہ حافظ فضل احمد خلیفہ محمود کا بیٹا ہے۔ حافظ فضل احمد رو کر آپ کے قدموں میں آیا اور حضرت سے بیان کیا کہ بیشک میں فضل احمد ہوں۔ سب آدمی حیران ہوئے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے مجھ کو بتلا دیا تھا؂

نقل ہے

کہ ایک مرتبہ حافظ صاحب حافظ عبداللطیف خلیفہ شہر پشاور نے عام مجلس میں دریافت فرمایا کہ آپ کا قلب ذکر الٰہی سے کتنی مدت سے جاری ہے۔ آپنے فرمایا کہ میری عمر قریب پچیس سال کے تھی کہ مجھ کو حضرت باباجیو صاحب نے ارشاد دیکر روانہ پنجاب کیا تھا۔ جب فقیر موضع دومیلی جو کہ قلع روطاس ضلع جہلم میں واقع ہے پہنچا رات کے وقت نصف سے اول مجھ کو بیداری ہوئی۔ تہجد پڑھکر سر بمراقبہ ہؤا کہ میری آنکھوں میں نیند طاری ہوئی اسی حالت میں ایک آدمی آیا اور بائیں طرف بیٹھ کر میرے دل کو بزور پنجہ پکڑ کر ہلایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دل کا اوپر کا پوست ساتھ لے گیا نہایت۔ سخت درد ہؤا اور اسکا ہاتھ میں نے پکڑ لیا۔ جب کہ اسکا ہاتھ میرے ہاتھ میں آیا تو معلوم ہؤا کہ اس کے ہاتھ میں ہڈی نہیں ہے مجھ کو کہنے لگا کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی ہوں تمہارے قلب جاری کرنے کے لئے آیا ہوں۔ بس اتنے میں غائب ہو گیا۔ کئی روز مجھکو درد ہوتا رہا۔ لیکن اسی وقت سے میرا دل ذکر الٰہی سے جاری ہو گیا۔

نقل ہے

کہ جب حضرت جناب والد م بزرگوار ۱۲۹۱ھ میں حج کو تشریف لے جانے لگے تو گھر میں میاں احمد سکنہ چورہ شریف واسطے نگہبانی مقرر کر گئے اور میاں کریم بخش کو مسجد میں مہمانوں کی خبر گیری کے واسطے ارشاد فرما گئے۔ چونکہ رمضان شریف کا مہینہ ہو گیا تو رات کے وقت خلیفہ میاں احمد طعام سحری کے واسطے اپنے گھر جانے لگا حضرات صاحب اس کو نصف راہ موضع چورہ شریف میں ملے اور کہا کہ تو جانتا ہے کہ حضرات صاحب مکہ شریف چلے گئے ہیں۔ اب مجھکو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ فوراً واپس ہو ورنہ تکلیف اٹھاؤ گے صبح کے وقت میاں احمد نے مولف رسالہ اور بھائی صاحب محمد شاہ سے معاذرت طلب کی۔ جب حضرات صاحب حج حرمین الشریفین سے واپس بخیر تشریف

لائے تو میاں احمد کو بلا کر کہنے لگے کہ رمضان مبارک میں تم کو فلاں جگہ ہم نے واپس کیا تھا۔ تمہیں شرم نہیں آتی۔ میاں احمد فقیر نے توبہ کر کے آپ سے معافی لی

نقل ہے

کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب علاقہ سیالکوٹ موضع پھاڑنگ میں تشریف لے گئے اُس جگہ مسجد میں ایک درخت بوڑ تین شاخ کا نصب کیا ہوا ہے اور اس میں ایک شاخ مسجد کی طرف جھکا ہوا ہے مدت سے وہ شاخ شام کے بعد ایسے سخت زور سے ہلتا تھا کہ بلندی سے لیکر دہلیز مسجد تک اُسکا سر پہنچتا تھا۔ اور اہلِ محلہ ڈر کے مارے مسجد کے آنے سے رک گئے تھے حضرت صاحب کو دیکھ کر طالب دعا ہوئے۔ حضرت صاحب نے دعا فرمائی۔ اور فرمایا کہ آج رات سے یہ درخت نہیں ہلیگا۔ چنانچہ اب تک اس کو حرکت نہیں ہوتی۔ اور اہل دہ کو آج تک یہ کرامت معلوم ہے۔

نقل ہے

کہ ایک مرتبہ حضرت لدھانہ سے واپس ہوکر موضع دیرو وال ضلع امرتسر میں مؤلف کے ساتھ تشریف لے گئے۔ اور میاں خیرالدین و سربلند خاں اور مولوی غلام محمدؒ مدرس سکنہ زنڑہ وغیرہ آپ کے ہمرکاب تھے مسجد میں صاحب خان بی بی امام اللہ عصمتہا میں آپ قیام فرما ہوئے اشراق کے وقت مسماۃ امام بی بی و مساۃ بسو جو کہ حضور کے خادمہ قدیمی تھیں ہر دو نے ایک ایک روپیہ نذر کیا۔ مسات امام بی بی نے عرض کیا کہ حضرت خدا گواہ ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں ورنہ دل تو چاہتا ہے کہ بہت سا مال ہو تو آپ کے نذر کیا جاوے حضرت نے فرمایا کہ فقیر کو مال کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ تم سے مانگتا ہے جھوٹ بولنا بہت برا ہے۔ میرے سامنے کیوں جھوٹ بولتے ہو۔ جیب میں نانک شاہی مہر ہے۔ اور کہتی ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے شرمندہ ہوکر امام بی بی مسجد سے نکل آئی تھوڑی دیر کے بعد امام بی بی نے مہر نانک شاہی حضرتِ کو نذر کر کے دیدی۔ اور بہت عاجزی کے ساتھ معافی لی۔ سب یار تعجب میں آئے۔

نقل ہے

کہ جب عزیز رشید احمد طال اللہ عمرہٗ بعمر چار سال پہنچا تو مولف نے حضرت صاحب کی خدمت میں لیگیا۔ اور عرض کیا کہ آپ سبق پڑہنے کے قابل ہوگیا۔ آپ اس کو سبق شروع کرادیں۔ آپ نے بروز چہارشنبہ آخری ماہ محرم ۱۳۱۹ھ میں سبق شروع کرایا اور بہت دعا فرمائی اور فرمایا کہ خداوند تعالیٰ اسکو بڑا صاحب نصیب کریگا۔ مولف نے عرض کیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو حافظ قرآن شریف کرے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حافظ قرآن شریف کریگا۔ آپ کے انتقال کے وقت حافظ رشید احمد کو ۱۰ سپارہ قرآن شریف کے یاد ہوچکے تھے آپ کا بڑا شوق تھا کہ خداوند تعالیٰ میری موجودگی میں رشید احمد کی شادی کا موقعہ لاوے حضرت کے انتقال کیوقت حضرت نے سب خاندان کو بہت بہت دعا فرمائی اور رشید احمد کو خصوصیت سے دعا فرمائی۔ اور خلافت نامہ مہری لکھ کر عطا فرمایا۔ آپکا انتقال پر ملال کا واقعہ کا حال قلم کی طاقت سے باہر ہے تاہم بطور یادداشت واجب معلوم ہوتا ہے آپنے اپنے انتقال سے پہلے تین روز حضرت شاہ کو اور احمد علی ٹھیکہ دار کو اور منشی غلام علی کو ضروری اطلاع دی کہ فوراً چلے آویں ان میں احمد علی اور غلام علی آپ کی زندگی میں پہنچ گئے اور جمعرات کے روز آپ نے فرمایا کہ مجھ کو غسل کرادو۔ چنانچہ غلام علی و احمد شاہ و گل بادشاہ و طاہر شاہ و اکبر شاہ مؤلف رسالہ کے ساتھ ہوکر بڑی پاکیزگی اور احتیاط سے آپ کو نہلایا اور آپنے ظہر کی نماز ادا کی اور بعد میں آپ خاندان میں وعظ اور اتفاق کا بیان کرتے رہے اتنے میں عصر کا وقت ہوگیا۔ آپ نے نماز ادا کی بعد ازاں مؤلف رسالہ نے حضور کی نبض کو نہایت بے حس دیکھا تو حضور کی خدمت میں دانستہ غلط بیان مناسب الوقت سو جھا۔ اور عرض کیا کہ حضرت آج جمعہ کا دن ہے اور آپ ہمیشہ جمعہ کے روز سورۂ کہف پڑہا کرتے ہیں۔ آپ نے پڑھ لیا ہے یا پڑھنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بہت اچھے وقت میں مجھے یاد دلایا ہے۔ میں نے نہیں پڑہا اب پڑھتا ہوں اور آپ نے بسم اللہ شریف پڑھکر و بالحق انزلناہ و بالحق نزل سے شروع کرکے تمام سورۂ کہف ختم کی۔ ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا پر اپنے لب مبارک بند کردیئے +

آپ کے وجود میں ایک مو برابر کسی جگہ بدن میں حرکت نہیں ہوئی گویا پہلے سے سوئے ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ اللھم اغفرلی ولوالدی ولمن توالد وارحم علے جمیع المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات الی یوم الدین وغفرہ لمن قال آمین برحمتک یا ارحم الراحمین ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مختصر حالات حضرت خواجہ شاہ محمد صاحب فرزند چہارم خواجہ نور محمد رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شاہ محمد حضرت جناب باباجیو صاحب کے سب سے چھوٹے فرزند تھے اور آپ نہایت حضور کے محبوب تھے اور اکثر وقت فرماتے تھے کہ شاہ محمد ہمارے گھر کا چراغ ہے اور آپ قرآن شریف کے عاشق تھے صدہا مرتبہ مولف رسالہ کیسا تہہ قرآن شریف کا دور کیا گیا تھا ۔ اور روز صبح سے ۱۲ بجے تک ۱۵ سپارہ اور ظہر سے بعد شام تک پندرہ سپارہ باہم سنایا کرتے رہے اور آپ سورۂ حمسہ ہمیشہ پڑہا کرتے تھے اور نہایت صاحب کمال تھے اور صاحب لفظ تھے جو بات ان کی زبان سے نکلتی رہی وہ ضرور کسی دن ہوتی رہی زہد وریضت میں آپ ایک جلیل القدر مرتبہ رکھتے تھے ۔ اپکے دو فرزند ہیں امام شاہ وغلام شاہ ۔

نقل ہے

کہ ایک مرتبہ مولف کا ایک لڑکا موسوم بہ نبی بخش مرحوم بعمر اٹھارہ سال اکثر کتب درسیہ سے فارغ ہوکر اچانک اس دار فانی سے رحلت فرمائی عالم جاودانی ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ تاریخ وفات اس کی یکم ماہ محرم ۱۳۱۴؁ھ میری طبیعت میں نہایت پریشانی پیدا ہوئی حضرت صاحب نے مجھکو دیکھکر کہنے لگے کہ مجھ کو خواب میں باباجیو صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نبی شاہ مرحوم کے بدلے میں نعم البدل عطا کرے گا ۔ امید ہے کہ خداوند تعالیٰ کوئی تمہارے زخم پر مرہم عیسوی بناکر لگائیگا چند ماہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے عزیز حافظ رشید احمد پیدا ہؤا آپ نے اوس روز گود میں لیکر بہت دعا فرمائی ۔

نقل ہے

کہ حضرت شاہ محمد صاحب بعد وفات جناب باباجیو صاحب سات سال کے بعد میں موضع ڈراڈرت بمقام چورہ شریف تشریف لائے اور دو سال رہ کر دوبارہ واپس ڈراڈر گئے بعد ازاں تین سال کے بعد واپس چورہ شریف میں تشریف لائے۔ اسمائے خلفائے آنحضرت۔ محمد اسلام سرانوالی۔ محمد خاں دھتک والا۔ قاضی محمد سعید پہاڑنگ والا۔ اکبر شاہ کرتو والا۔

نقل ہے

کہ حضرت صاحب کو ایک مرتبہ آپ نے فرزند غلام شاہ سے کسی بات پر تکرار ہؤا غلام شاہ رات کیوقت بطرف تیراہ روپوش ہوکر چلا گیا صبح جب حضرت صاحب کو معلوم ہوا تو آپ پا پیادہ روانہ تیراہ ہوئے جب کوہاٹ کے قریب پہنچے تو آپ کو سخت پیاس پیدا ہوئی۔ اور پیاس کے بدلے آپ بیہوش ایک درخت کے سایہ میں دراز ہوگئے اور ہوش سے جاتے رہے۔ ایک مسافر سپاہی اتفاقاً پہنچا آپ کی پیاس اس کو محسوس ہوئی اُس نے آپ کو پانی پلایا۔ آپ کو ہوش آئی۔ اُسی روز سے آپ کو بیماری کوتاہ دمی ہوگئی۔ اور فرماتے تھے یہ بیماری میری جان لیکر چھوڑے گی۔ چنانچہ اس بیماری میں آپ فوت ہوگئے تاریخ وفات آپ کی ۱۷ ماہ رجب ۱۳۱۵ھ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تاریخ وفات جناب صاحبزادہ محمد دیدار شاہ صاحب ۲ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ

تاریخ وفات آخی مکرمیم صاحب عمہ مولف رسالہ ۱۱ ماہ رمضان ۱۳۱۶ھ

تاریخ وفات غلام شاہ مرحوم

۲۸ ماہ ربیع الثانی۔ ۱۳۲۶ھ

تاریخ وفات حضرت خواجہ محمدؐ گل بنی

۲۸۔ ماہ ذی الحج ۱۳۰۸ھ ہجری



اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اِنِّيْ
اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ فَاِنَّكَ
اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ تُقَرِّبْنِيْ مِنَ الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِيْ مِنَ الْخَيْرِ
وَاِنِّيْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْ لِّيْ عِنْدَكَ عَهْدًا تُوَفِّيْنِيْهِ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

حزب حضرت شاذلی رحمة الله علیه

فاتحه با تسمیه یکبار و آیت الکرسی
تا خالدون یک بار بخواند

بسم الله الرحمن الرحیم

وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ
كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا
بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ
وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ قُلْ إِنِّي
نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ قُلْ لَا أَتَّبِعُ
أَهْوَاءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ثُمَّ أَنْزَلَ
عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا يَغْشَىٰ طَائِفَةً مِنْكُمْ
وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللَّهِ
غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ
قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ لَكَ

يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا قُلْ لَّوْ
كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ
وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ
اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا
يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ
مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي
الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى
عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا

الف با تا ثا جيم حا خا دال ذال را زا سين شين
صاد ضاد طا ظا عين غين فا قاف كاف لام ميم
نون واو ها لا همزه يا *

رَبِّ سَهِّلْ وَيَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ عَلَيْنَا يَا رَبِّ يَا رَبِّ يَا رَبِّ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یَا اَللّٰہُ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ یَا حَلِیْمُ یَا عَلِیْمُ اَنْتَ رَبِّیْ وَ
عِلْمُكَ حَسْبِیْ فَنِعْمَ الرَّبُّ رَبِّیْ وَنِعْمَ الْحَسْبُ حَسْبِیْ
تَنْصُرُ مَنْ تَشَاءُ وَاَنْتَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ نَسْئَلُكَ الْعِصْمَةَ
فِی الْحَرَكَاتِ وَالسَّكَنَاتِ وَالْكَلِمَاتِ وَالْاِرَادَاتِ وَالْخَطِرَاتِ
مِنَ الظُّنُوْنِ وَالشُّكُوْكِ وَالْاَوْهَامِ السَّاتِرَةِ الْقُلُوْبَ عَنْ
مُطَالَعَةِ الْغُیُوْبِ فَقَدِ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا
شَدِیْدًا وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا غُرُوْرًا فَثَبِّتْنَا وَانْصُرْنَا
عَلٰی جَمِیْعِ الْخَلَائِقِ وَسَخِّرْ لَنَا هٰذَا الْبَحْرَ كَمَا سَخَّرْتَ الْبَحْرَ
لِمُوْسٰی عَ وَسَخَّرْتَ النَّارَ لِاِبْرَاهِیْمَ عَ وَسَخَّرْتَ الْجِبَالَ وَالْحَدِیْدَ
لِدَاؤُدَ عَ وَسَخَّرْتَ الرِّیْحَ وَالشَّیٰطِیْنَ وَالْجِنَّ وَالْاِنْسَ لِسُلَیْمَانَ
عَلَیْهِ السَّلَامُ وَسَخَّرْتَ الثَّقَلَیْنِ وَالْبُرَاقَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
وَسَخِّرْ لَنَا كُلَّ بَحْرٍ هُوَ لَكَ فِی الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ وَالْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ

وَبَحْرَ الدُّنْيَا وَبَحْرَ الْاٰخِرَةِ وَسَخِّرْ لَنَا كُلَّ شَيْءٍ هُوَ لَكَ يَا مَنْ

بر سر حرف انگشت

بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ كٓهٰيٰعٓصٓ

خنصر بنصر وسطی سبابہ ابہامہ

كٓهٰيٰعٓصٓ كٓهٰيٰعٓصٓ اُنْصُرْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ

بر سر حرف انگشت بکشاید — خنصر بکشاید — بر سر حرف انگشت دست راست بنہد

وَافْتَحْ لَنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ

انگشت وسطی بکشاید — بنصر بکشاید

وَارْحَمْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ وَارْزُقْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ

انگشت ابہامہ — انگشت سبابہ

وَاحْفَظْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْحٰفِظِيْنَ وَاهْدِنَا وَهَادِيْنَا وَنَجِّنَا

مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رِيْحًا طَيِّبَةً

كَمَا هِيَ فِيْ عِلْمِكَ وَانْشُرْهَا عَلَيْنَا مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِكَ

وَاحْمِلْنَا حَمْلَ الْكَرَامَةِ مَعَ السَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ فِي الدِّيْنِ

وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ

لَنَا اُمُوْرَنَا مَعَ الرَّاحَةِ لِقُلُوْبِنَا وَاَبْدَانِنَا وَالسَّلَامَةِ وَالْعَافِيَةِ

فِيْ دِيْنِنَا وَدُنْيَانَا وَكُنْ لَنَا صَاحِبًا فِيْ سَفَرِنَا وَخَلِيْفَةً فِيْ

اَهْلِنَا وَاطْمِسْ عَلٰى وُجُوْهِ اَعْدَائِنَا وَامْسَخْهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْمُضِيَّ وَلَا الْمَجِيْءَ اِلَيْنَا وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا

عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ وَلَوْ نَشَآءُ

لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا

يَرْجِعُوْنَ ۝ يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا

مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِ

هِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِىْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا

فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ

سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝ ٥

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ وَقَدْ خَابَ

سہ بار دست را بر زمین زند

مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝ طٰسٓ طٰسٓمٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ مَرَجَ

الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ حٰمٓ حٰمٓ

بقبلہ جانب راست بکند جانب چپ

حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ حٰمٓ رَفَعَتْ بِاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى

جانب راست شرق جانب چپ قبلہ جانب بالا آسمان جانب زمین برخود

كُلَّ بَلَآءٍ وَّقَضَآءٍ يَّجِيْءُ مِنْ هٰذِهِ الْجِهَاتِ السِّتَّةِ تَآءٌ مَنْ

بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ جَمِيْعِ الْاٰفَاتِ وَالْعَاهَاتِ اَللّٰهُمَّ لَا

تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا مِنْ بَلَائِكَ
قَبْلَ ذٰلِكَ اَللّٰهُمَّ لَا تُؤَاخِذْنَا بِسُوْءِ اَعْمَالِنَا وَاَقْوَالِنَا وَلَا
تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُ عَلَيْنَا وَاكْفِ اَيْدِى الظّٰلِمِيْنَ
عَنَّا يَا حَفِيْظُ احْفِظْنَا بِكُلِّ اٰيَاتِكَ وَرِعَايَتِكَ وَيَسِّرْ اُمُوْرَنَا
وَحَصِّلْ مُرَادَنَا وَاشْفِ مَرْضَانَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا حٰمٓ
اُنْصُرْنِىْ عَلٰى اَعْدَائِىْ وَاقْضِ عَنِّىْ دُيُوْنِىْ وَاَهْلِكْ اَعْدَائِنَا
حٰمٓ حٰمٓ حُمَّ الْاَمْرُ وَجَآءَ النَّصْرُ فَعَلَيْنَا لَا يُنْصَرُوْنَ
حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ غَافِرِ
الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَا اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ بِسْمِ اللّٰهِ بَابُنَا تَبَارَكَ حِيْطَانُنَا يٰسٓ
سَقْفُنَا كٓهٰيٰعٓصٓ كِفَايَتُنَا حٰمٓ عٓسٓقٓ حِمَايَتُنَا
فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ سِتْرُ الْعَرْشِ مَسْبُوْلٌ
عَلَيْنَا وَعَيْنُ اللّٰهِ نَاظِرَةٌ عَلَيْنَا بِحَوْلِ اللّٰهِ اِلَيْنَا لَا يَقْدِرُ عَلَيْنَا
وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ فِىْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ

فَاللّٰهُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اِنَّ وَلِیِّ َۧ اللّٰهُ الَّذِیْ
نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ یَتَوَلَّی الصّٰلِحِیْنَ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ یَا اَللّٰهُ ۳ بار
یَا نُوْرُ یَا حَقُّ یَا مُبِیْنُ اَكْسِنِیْ مِنْ نُّوْرِكَ وَعَلِّمْنِیْ مِنْ
۳ بار ۳ بار ۳ بار
عِلْمِكَ وَفَهِّمْنِیْ عَنْكَ وَاَسْمِعْنِیْ مِنْكَ وَاَبْصِرْنِیْ بِكَ اِنَّكَ
عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یَا سَمِیْعُ یَا عَلِیْمُ یَا عَلِیُّ یَا عَظِیْمُ اِسْمَعْ
۳ بار ۳ بار ۳ بار ۳ بار
دُعَآئِیْ بِخَصَائِصِ لُطْفِكَ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ +

دُعَا اِختتَام

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ یَا عَظِیْمَ
السُّلْطَانِ یَا قَدِیْمَ الْاِحْسَانِ یَا دَائِمَ النِّعَمِ یَا بَاسِطَ الرِّزْقِ
یَا وَاسِعَ الْعَطَاءِ یَا سَامِعَ الدُّعَاءِ یَا دَافِعَ الْبَلَاءِ یَا حَاضِرً
لَیْسَ بِغَائِبٍ یَا مَوْجُوْدُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ یَا خَفِیَّ اللُّطْفِ
یَا لَطِیْفَ الصُّنْعِ یَا حَلِیْمُ لَا تَعْجَلْ یَا كَرِیْمُ لَا تَبْخَلْ قَضِ

حَاجَتِی بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِاسْمِكَ

الْمَخْزُوْنِ الْمَكْنُوْنِ السَّلَامِ الْمُنَزَّلِ الْقُدُّوْسِ الْمُقَدَّسِ الْمُطَهَّرِ

الطَّاهِرِ يَا دَهْرُ يَا دَيْهُوْرُ يَا دَيْهَارُ يَا اَزَلُ يَا اَبَدُ يَا مَنْ لَمْ يَلِدْ

وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ يَا مَنْ لَمْ يَزَلْ

يَا هُوَ يَا هُوَ يَا هُوَ يَا مَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يَا مَنْ لَا يَعْلَمُ

مَا هُوَ اِلَّا هُوَ يَا كَانُ يَا كَيْنَانُ يَا رُوْحُ يَا كَائِنُ قَبْلَ

كُلِّ كَوْنٍ يَا مُكَوِّنُ لِكُلِّ كَوْنٍ اٰهْيَا شَرَاهْيَا اَذُوْنَی

اَصْبَاءُوْتُ يَا مُجَلِّیْ عَظَائِمِ الْاُمُوْرِ سُبْحَانَكَ عَلٰی حِلْمِكَ

بَعْدَ عِلْمِكَ سُبْحَانَكَ عَلٰی عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ فَاِنْ

تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

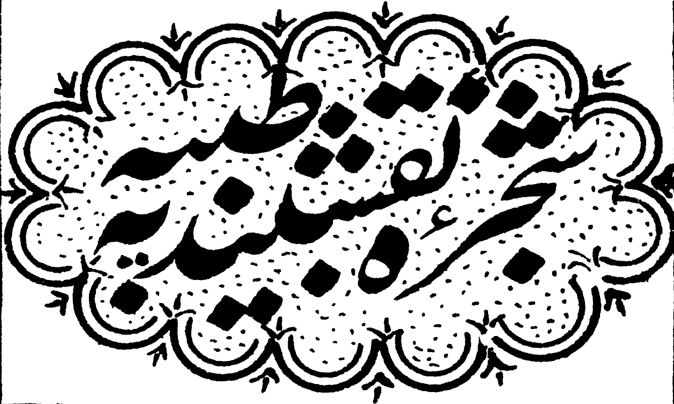
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ وَارْحَمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی

اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَسَلَّمْتَ وَبَارَكْتَ وَارْحَمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ

وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِی الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

بعد میں یہ منظوم شجرہ شریف پڑہکر دعا مانگیں شجرہ یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم



یا الٰہی اپنی ذاتِ کبریا کیواسطے
ہو رہا ہوں درد محنت میں اسیر مبتلا
حضرتِ صدیق اکبر پیشوائے اہل دین
خواجۂ قاسم محمدؒ مظہر نور خدا
بلبلِ باغ حقیقت پیر عالم بایزیدؒ
مرشد سلطانِ عالم ہادیئے راہِ ہدا
از برائے خواجۂ یوسف دکہادے معرفت
بہر حضرت عبد الخالق بندۂ خاص خدا
از برائے خواجۂ محمود انجیر ولی
غرق ہوں بحر گنہ میں دستگیری کیجئے
از برائے شیخ عالم سید میر کلال
درد عشق اپنا عطا کر اے خدائے جہاں
حضرتِ خواجہ عبید اللہ کی خاطر دے مراد

رحم کر مجھ پر محمدؐ مصطفیٰ کیواسطے
مشکلیں حل ہوں نبی المجتبےٰ کیواسطے
خواجۂ سلمان فارس پارسا کیواسطے
جعفرِ صادقؓ امام اولیا کے واسطے
خواجۂ دین بوالحسنؒ اہل صفا کیواسطے
خواجۂ دین بوعلیؒ صاحب حیا کیواسطے
ہو دوائے درد دل اس بینوا کے واسطے
خواجۂ عارفؒ محمد رہنما کیواسطے
خواجۂ ہرکس علی شمس الہدا کیواسطے
خواجۂ بابا محمدؒ باسخا کیواسطے
حضرتِ خواجہ بہاؤ الدینؒ ضیا کیواسطے
حضرتِ یعقوبؒ چرخی پیشوا کیواسطے
خواجۂ زاہدؒ ولی مشکلکشا کیواسطے

خواجہ درویشؒ محمد رہنمائے دین حق — مظہرِ فیضِ خدا جود و عطا کیواسطے

خواجہ[21] امکنگی کی خاطر کر میری حاجت روا — صاحبِ جود و عطا کانِ وفا کیواسطے

خواجہ باقی[22] باللہ فانیٔ بحرِ شہود — شیخ[23] احمدؒ پیرِ عالم مقتدا کیواسطے

خواجۂ معصوم[24] عاصم منبعِ فیضِ خدا — ہادیٔ راہِ ہدایت اصفیا کیواسطے

حضرتِ خواجہ[25] محمد اہلِ عرفان و یقین — نقشبندِ ثانی پیرِ ہدا کیواسطے

ہادیٔ صاحبدلاں خواجہ[26] محمد ہو زبیر — خواجۂ اشرفؒ[27] محمد کی تقا کے واسطے

پیشوائے اہلِ دین خواجہ جمالؒ[28] اللہ کمال — پیر پیراں شاہِ علیؒ[29] بے ریا کیواسطے

مبدءِ فیضِ خدا و حامیٔ دینِ رسولؐ — شیخ فیضؒ[30] اللہ ولیٔ باخدا کیواسطے

خواجۂ نورِ[31] محمد رہنمائے دینِ حق — ہادیٔ دینِ محمد[32] مہتدا کیواسطے

بخشدے اپنی محبت اور قطعِ ماسوا — عادلِ[33] بیکس کو یا اللہ عبا کیواسطے

نیک صالح ہو میرا لختِ جگر عبدالرشید — التجا ہے مومنو تم سے دعا کیواسطے

قطعۂ تاریخ وفات حضرت ملا صاحب دین محمد

جناب خواجۂ دین محمدؒ

چو زیں دارِ فنا نقلِ مکاں یافت

بسالِ رحلتش خواجہ سرشم

بگفتا بس بہشتِ جاوداں یافت

٥ ھ ١٣

اسمائے پیران نقشبندیہ

اسمائے پیران نقشبندیہ	تاریخ و سنہ وفات	اسمائے پیران نقشبندیہ	تاریخ و سنہ وفات	اسمائے پیران نقشبندیہ	تاریخ و سنہ وفات
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ	محمود	۱۷ ربیع الاول سنہ ۷۱۵ھ	شیخ احمد فاروقی	۲۸ صفر سنہ ۱۰۳۴ھ
صدیق اکبر	۲۲ جمادی الآخر سنہ ۱۳ھ	علی رامتنی	۲۷ رمضان سنہ ۷۱۵ھ	محمد معصوم	۹ ربیع الاول سنہ ۱۰۸۰ھ
سلمان فارسی	۱۰ رجب سنہ ۳۳ھ	بابا سماسی	۱۰ جمادی الاخری سنہ ۷۵۵ھ	محمد نقشبندی ثانی	۲۹ محرم سنہ ۱۱۱۴ھ
امام قاسم	۲۴ جمادی الاول سنہ ۱۰۱ھ	سید امیر کلال	۸ جمادی الاول سنہ ۷۷۲ھ	محمد زبیر	۴ ذیقعد سنہ ۱۱۵۲ھ
امام جعفر صادق	۱۵ رجب سنہ ۱۴۸ ہجری	خواجہ بہاء الدین	۳ ربیع الاول سنہ ۷۹۱ھ	قطب الدین محمد اشرف	۱۱ رجب سنہ ۱۱۸۰ھ
بایزید بسطامی	۱۴ شعبان سنہ ۲۶۱ھ	یعقوب چرخی	۵ صفر سنہ ۸۵۱ ہجری	شاہ جمال اللہ	۴ صفر سنہ ۱۲۰۹ھ
ابوالحسن خرقانی	۱۰ رمضان سنہ ۴۲۵ھ	عبداللہ احرار	۲۹ ربیع الاول سنہ ۸۹۵	محمد عیسیٰ	۷ ذوالحج سنہ ۱۲۰۲ھ
ابو علی فارمدی	۴ ربیع الاول سنہ ۴۷۷ھ	محمد زاہد	یکم ربیع الاول سنہ ۹۳۶	محمد فیض اللہ	۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۲۳۵
ابو یوسف ہمدانی	۱۷ رجب سنہ ۵۳۵	محمد درویش	۱۹ محرم سنہ ۹۷۰ھ	نور محمد باباجیو صاحب	۱۴ شعبان سنہ ۱۲۸۶
عبدالخالق	۱۲ ربیع الاول سنہ ۵۷۵	امکنگی	۲۲ شعبان سنہ ۱۰۰۸	خواجہ دین محمد	۶ ذیقعد سنہ ۱۳۲۵
محمد عارف	یکم ماہ شوال سنہ ۷۱۵	باقی باللہ	۲۵ جمادی الآخری سنہ ۱۰۱۲	خواجہ فقیر محمد	۲۹ محرم سنہ ۱۳۱۵ھ

لفافہ خط مؤلف۔ ضلع اٹک ڈاکخانہ بسال موضع جورہ شریف محمد عادل شاہ و گل بادشاہ و رشید احمد۔

تقریظ مولوی مفتی غلام مصطفیٰ

صاحب امرتسری

الحمد لله الذی نور قلوب العارفین بنور الدین والعرفان وافاض علیهم فیوض الایقان والصلوٰة والسلام علی من ختم به النبوة والرسالة سیدنا وحبیبنا وشفیعنا محمد سید الانس والملائکة والثقلان وجعل وجوده مظهر الکائنات ومنبع الاحسان وعلی اله الطاهرین واصحابه المهتدین وعلی التابعین خصوصاً منهم علی امام الائمة المجتهدین وراس المحدثین والحارفین ابی حنیفة النعمان وعلی اتباعهم وعلی سایر الاولیا سیما علی غوث الاعظم قطب العالم الشیخ الاعلی السید عبد القادر سلطان الجیلان وعلم الهدی وسند الاصفیا غوث الاغواث السید بهاء الدین النقشبند البخاری الذی زین الشریعة ومسلک الاتیان **اما بعد** فیا محبی الصلحا فان الزمان زمان الشر والفتن والاکاذیب والطغیان فان اهله متی یمدحون شخصا یمدحون بما لا یوجد فیه ویلقبونه بالقاب اکابر الاولیا مثل راس الاولیا السید عبد القادر والسید بهاء الملة والدین والغوث الاجمیری ومجدد الف الثانی رحمة الله علیهم فلا قسم برب الفلق فان هم لا یثبتون بما لا وجود له کالسحاب والواقع ثم لا اقسم برب الفلق فانهم یفترون بین اهل العقل والتعجب ان الممدوحین لا یمنعون المادحین عن مثل هذه المدائح بل یرضون بها علی السکران الم یعلموا ولم یخشوا وعید یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فالحذر الحذر یا ایها الاخوان ولیس مما حرّرت من هذیانات المادحین المذکورین ما تجد فی هذه الرسالة المتبرکة لانه حق صریح کیف لا فان هذه مشتملة علی حالات الذین اتفق اهل الانصاف والعلم علی کمالاتهم وکمنهم عارف الرحمان ذو الکمالات الباهرة والمفاخر الظاهرة وحید العصر فرید الدهر قطب اوانه الفایق علی اقرانه الخواجه نور محمد الملقب به بابا جیو التیراهی الجورهی (معرب چورا) مدفنا والنقشبندی المجددی مشربا والفاروقی نسبا المستغنی عن توصیف الواصفین لکمال شهرته واشتهار کرامته رحمة الله علیه رحمة واسعة وابناءه امامهم الخواجه فقیر محمد الصالح الورع وثانیهما المکرم الفقیه المعظم وخلیفة الاعظم وصاحب سجادة العارف الامجد الخواجه دین محمد الملقب بحضرت الملاجی علیه الرحمة الغفران با درة الافلاک والکمران هو الذی بایعت علی یدیه لما رأیته کاملاً وفایقا علی اهل زمانه ومتقیا عابداً وذاکراً مراقباً ومتفکراً فی مقدورات الله وصفاته وما کان من المتکلفین والمتصنعین المرائیین ووجدته فانیا عما سوی الله وباقیا بالله رحمة الله ورحمهم من یقول امینا فیا ایها المشتاقون الی حالات العرفا بادروا ولا تغفلوا عن اخذ هذه الرسالة الشریف فانه الیق بان تکون فی ایدی اهل الایمان لما فیها من الحق الصراح کیف لا وهی مؤلفة الصالح ذی العلم والحلم ابن العارف المذکور الخواجه دین محمد وخلیفته اعنی مولوی محمد عادل شاه سلمه الله وابقاه وانا الراجی الی رحمة ربه الاعلی ابو الحسن غلام مصطفیٰ امرتسری۔

عبد السلام

الحمد لله الذی لا شریک له والصلوٰة والسلام علی نبیه الذی لا نظیر له **اما بعد** فیقول العبد الضعیف سلام الدین ان هذه الرسالة المبارکة هادیة للمسترشدین والطالبین کیف لا وقد الفه العالم المتقی السلالة القدسیة التی فاقت علی القبایل اعنی المولوی محمد عادل شاه ابن العارف الجلیل الاجد الخواجه دین محمد المعروف بحضرت الملاجی رحمة الله علیه وخلیفته فیا ایها الطلاب خذوها سراعا فانها درة یتیمة ومنجیة من کید الکاذبین ومرشدة الی سبیل الیقین مولوی سلام الدین واعظ مسجد محمد جان امرتسری سالی موافق للمتقلین والمتقین

هذه التقریظ لاحقر الخلیقه بل لا شئ فی الحقیقة خادم الفقراء المهدیین المدعو بمجد الدین

المتوطن بلده رسول نگر صانها الله عن الآفات والشرر

رحال وارد گوجرانواله

هذه الرسالة التی الفها سند المحققین وقاید المدققین الواصل الکامل العارف بالله المعروف بمحمد عادل شاه اوصله الله الی ما یتمناه مملوة من خوارق الصالحین ومشحونة من تجلیات الواصلین الی درجات الحق الیقین فللّه در من جمعها لاستفادة الطالبین ولهدایة المسترشدین حیث اتی بشئ عجیب وطرق غریب لا تدرکه الانظار ولا تحیطه الافکار فاعتبروا یا اولی الابصار کتاب لا یماثله کتاب وادام الله من لب الالباب

اعلان

اما بعد مخفی نماند کہ یاران طریقہ نقشبندیہ فدایان خاندان تیراہیہ
علی صاحبیہا الرحمت الالٰیہ از سالہا بتمامی حالات و کرامات مشایخ و خرق
عادات ایشان چشم انتظار چوں گوش روزہ دار بر اللہ اکبر داشتند بفضل و عنایت
الٰہی کتاب مجموعہ کتاب انوار تیراہی المشہور بہ گلزار نوری مولفہ علامہ فاضل
فخر خاندان نقشبندیہ سیدنا و مولانا محمد عادل شاہ صاحب خلف حضرت
خواجہ دین محمد سجادہ نشین حضرت جناب باباجیو صاحب تیراہی ثم چوراہی
کہ بکمال محنت تیار کردہ و اجازت طبع دادہ
بفضل الٰہی زیور طبع پوشیدہ قیمتش بمقابلہ
محنت و خرچ بغایت قلیل یعنی ۱۲ ؍ معہ محصولڈاک
۱۰ ؍ بلا محصول

ملنے کا پتہ :- دفتر رسالہ انوار الصوفیہ لوہاری منڈی لاہور